ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیاں

جمع وترتیب

شیخ ثناء اللہ بن شبیر احمد محمدی مدنی حفظہ اللہ

سلسلہ مطبوعات 15

ناشر: مرکز دار الہدی، اڈپی، ہند

DAR-UL-HUDA UDUPI

ہندوستان کی آزادی
میں
مسلمانوں کی قربانیاں

جمع وترتیب

شیخ ثناء اللہ شبیر احمد محمدی مدنی

(Peace TV)

مرکز دارالہدی، اڈپی

© جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیاں
جمع وترتیب	:	شیخ ثناءاللہ شبیراحمد محمدی مدنی
صفحات	:	176
تعداد	:	2000
ایڈیشن	:	2021ء
طباعت	:	الہدی پبلیکیشنز، دہلی
ناشر	:	مرکز دارالہدی، اڈپی، کرناٹک (انڈیا)

Email: dar_ul_hudaudupi@yahoo.com
Web: www.darulhudaudupi.org

ملنے کا پتہ

DAR-UL-HUDA CHARITABLE TRUST®

#1, First Floor, Himalay Pearl, Udupi - Manipal Road
Kadiyali, Udupi, Karnataka - India, Pin: 576102
Cell: +91 9945565905

فہرست

☆ ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیاں 10
☆ وطن سے محبت 11
☆ ہندوستان ہم مسلمانوں کا بھی ’’دیش‘‘ ہے 17
☆ بھارت کو ہم مسلمانوں نے بہت کچھ دیا ہے 18
☆ ہم بھارتی مسلمان ’’بابر‘‘ کی اولاد نہیں ہیں 20
☆ غوری سلطنت (1157-1206)۔50 سال تک رہی۔اوراس میں 2 بادشاہ ہوئے 21
☆ بھارت میں مسلم سلطنت 1193ء سے 1857ء تک لگ بھگ (665) سال 23
☆ مملوک (غلام) خاندان کی سلطنت (1206-1290)(85) سال تک رہی۔اوراس میں (11) بادشاہ ہوئے 23
☆ خلجی سلطنت (دہلی سلطنت)(1290-1320)(30) سال تک رہی۔اوراس میں (5) بادشاہ ہوئے 24
☆ تغلق سلطنت (دہلی سلطنت)(1320-1413)(95) سال تک رہی۔اوراس میں (10) بادشاہ ہوئے 25
☆ سید سلطنت (دہلی سلطنت)۔(1413-1451)(38) سال تک رہی۔اوراس میں (4) بادشاہ ہوئے 28
☆ لودھی سلطنت (دہلی سلطنت)۔(1451-1526)(75) سال تک رہی۔اوراس میں (3) بادشاہ ہوئے 28
☆ مغلیہ سلطنت (دہلی سلطنت)۔(پہلی بار)(-15261540)(15) سال تک رہی۔اور اس میں (2) بادشاہ ہوئے 28
☆ سوری سلطنت (دہلی سلطنت)۔(1540-1557)(17) سال تک رہی۔اوراس میں

(7) بادشاہ ہوئے 32
☆ مغلیہ سلطنت (دہلی سلطنت)۔(دوسری بار) (1555-1857) (302) سال تک رہی۔اوراس میں (17) بادشاہ ہوئے 34
☆ مغلیہ سلطنت (دہلی سلطنت) کے (پہلی بار) اور (دوسری بار) کے ٹوٹل (19) بادشاہ 35
☆ بھارت کو مسلم حکمرانوں نے کیا دیا؟ 58
☆ مغلیہ دور میں بھارت کی (GDP) سب سے اچھی تھی 59
☆ مغلیہ دور میں بھارت میں تعلیم کا بھی نظام اچھا تھا 59
☆ جانداراورشاندارعمارتیں مسلم حکمرانوں نے بنوائی ہے 63
☆ قطب مینار۔(دہلی۔بھارت)۔(1193--1505) 63
☆ ہمایوں کا مقبرہ (دہلی۔بھارت)۔(1556--1565)۔(10:سال) 63
☆ لال قلعہ (دہلی بھارت)(1639-1648)(10:سال) 65
☆ تاج محل (آگرہ۔بھارت (1632-1658)۔(25:سال) 66
☆ راجہ مان سنگھ اکبر کے ایک انمول رتن تھے 68
☆ بادشاہوں کی لڑائی سیاسی (حکومت کے لئے) تھی 69
☆ ''اورنگ زیب'' کی حکومت میں ''پارلیمنٹ میں''(34 فیصد)''ہندو'' تھے 70
☆ اورنگ زیب اور بنارس کے رہنے والے ''مادھوراؤ'' کی بیٹی ''شکنتلا'' کے ساتھ انصاف کا انوکھا واقعہ 71
☆ ''مدھیہ پردیس، جبل پور کے پاس ''چترکوٹ'' میں مسجد نما ''مندر'' اورنگ زیب نے بنوائی ہے 72
☆ ''اورنگ زیب'' نے ''مندروں'' کو ''دان'' دیا ہے 73
☆ انگریزوں نے ہندوستان پر کیسے قبضہ کرلیا؟ 77
☆ انگلینڈ کی ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' کا ہندوستان میں 1612ء سے 1947ء تک (لگ بھگ 335 سال) کا سفر 77

☆ 1757ء سے 1857ء تک سامراجی جارحیت کے سو سال 77
☆ 1612ء میں انگریز مغل بادشاہ ''جہانگیر'' کے دور میں ''تاجر'' بن کر آئے 77
☆ 1661ء میں جب مغل بادشاہ ''اورنگ زیب'' نے انگریزوں کے عزائم کو بھانپ لیا تو ان کو ہندوستان سے باہر کر دیا 78
☆ آزادی کی اہمیت 79
☆ پرندے بھی قید میں تکلیف محسوس کرتے ہیں 80
☆ 1740ء سے 1947ء (لگ بھگ 207 سال) تک ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیاں 81
☆ 1740ء: میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف ''جہاد فی سبیل اللہ'' کی روح پھونکی 81
☆ 1754ء میں بنگال کے نواب سراج الدولہ کے نانا ''علی وردی خان'' نے سب سے پہلے انگریز سے باقاعدہ اور منظم جنگ لڑی 83
☆ 1757ء میں ''پلاسی کی جنگ'' میں ''میر جعفر'' کی غداری سے بنگال کے نواب ''سراج الدولہ'' کو شکست ہوئی 84
☆ 1764ء میں ''بکسر کی جنگ'' میں مغل بادشاہ ''شاہ عالم''۔ ''اودھ۔لکھنؤ'' کے نواب ''شجاع الدولہ'' اور بہار کے ''میر قاسم'' کو شکست 85
☆ 1799ء شیر میسور مجاہد آزادی ٹیپو سلطان کی شہادت 86
☆ 1803ء میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا 87
☆ 1831ء میں تحریک شہیدین کا ''بالاکوٹ'' میں انجام 90
☆ ''تحریک شہیدین'' ہندوستان کی آزادی کی ایک اہم کڑی ہے 91
☆ 1857ء میں مغلیہ سلطنت کے آخری بادشاہ ''بہادر شاہ ظفر'' کی کمانڈری میں آزادی کی ''پہلی کرانتی'' 92

☆ 1857ء جنگ آزادی کا بدلہ انگریزوں نے کیسے لیا؟ 95
☆ ''کالا پانی'' کی سزا پانے والے 95٪ فیصد مسلمان تھے 98
☆ جنگ آزادی کا ایک مردِ مجاہد اسیر کالا پانی مولانا یحییٰ علی صادق پوری رحمہ اللہ 98
☆ 1864ء میں ''انبالہ۔ پنجاب کا مقدمہ''۔ انگریزوں کے نزدیک ''وہابیوں'' کا سب سے بڑا مقدمہ 99
☆ جنگ آزادی کا ایک مردِ مجاہد اسیر کالا پانی مولانا جعفر تھانیسری رحمہ اللہ (صاحب کتاب ''کالا پانی'') 103
☆ مجاہد آزادی ''اسیر کالا پانی'' علامہ فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ 113
☆ مجاہد آزادی ''اسیر کالا پانی'' انگریز وائسرائے ''لارڈ مایو'' کی جان لینے والا ''شیر علی خان'' . 114
☆ شیخ الکل فی الکل، شیخ العرب والعجم، شمس العلماء میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ .. 117
☆ مجاہد آزادی ''شیخ الہند'' اور ''اسیر مالٹا'' مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ 119
☆ مجاہد آزادی مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ 120
☆ ''دلی کی جامع مسجد'' سے امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کا ''پاکستان'' جانے والوں سے تاریخی خطاب 122
☆ مجاہد آزادی اشفاق اللہ خان رحمہ اللہ 123
☆ مجاہد آزادی ''بطخ میاں انصاری'' 124
☆ ''بطخ میاں انصاری'' نے ''گاندھی جی'' کی جان بچالی 124
☆ مسلمان شاعروں نے اپنے اشعار کے ذریعے آزادی کی روح پھونکی 125
☆ جنگ آزادی میں اپنا مال دینے والے ''چند'' مسلمان 132
☆ کیا ہم اور آپ جانتے ہیں؟ کون سا ''نعرہ'' کس نے دیا؟ 134
☆ 1831ء سے 1947ء تک آزادی کی تحریک اور ''علماء صادق پور، پٹنہ، بہار'' 134
☆ علماء ''صادق پور۔ پٹنہ۔ بہار''۔ کا تذکرہ کئے بغیر جنگ آزادی کی تاریخ ادھوری ہے 135
☆ کیرلا کے ''موپیا مسلمان'' اور جنگ آزادی میں قربانی 137

☆ ہندوستان کی آزادی میں آر ایس ایس کا کوئی رول نہیں ہے 137
☆ گاندھی جی کا قاتل ''ناتھورام گوڈسے'' آر ایس ایس کا سرگرم رکن تھا 139
☆ کالا پانی اور ''ویر ساورکر'' کی انگریز سے وفاداری 140
☆ RSS کے دوسرے صدر ''گول ویل کر'' اور ''بابا صاحب امبیڈکر'' کے ماننے والوں میں فرق 140
☆ جنگ آزادی میں نمایاں تحریکیں اور ان کے کارنامے 141
☆ ''جلیان والا باغ'' اور ''جنرل ڈائر'' 142
☆ 1947 سے 2020 تک ''ہندوستان'' کے (20) ''وزیر اعظم'' کے نام 145
☆ 1950 سے 2020 تک ''ہندوستان'' کے (17) ''صدر جمہوریہ'' کے نام 147
☆ (15) ''اگست'' (INDEPENDENCE DAY) 149
☆ (26) ''جنوری'' (REPUBLIC DAY) 154
☆ جمہوریت (پبلک کی حکومت) کیا ہے؟ 157
☆ جمہوریت کی (چار) بنیادیں ہیں 158
☆ بھارت میں مسلمانوں کی چند مشہور یونیورسٹی 161
☆ بھارت میں مسلمانوں کی چند مشہور کمپنی 164
☆ ہندوستان میں ہم مسلمان کیسے رہیں؟ 169
☆ خاتمہ 174
☆ (مرتب: ثناء اللہ بن شبیر احمد مدنی ایک نظر میں) 175

مقدمہ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ أَمَّا بَعْدُ!

اللہ کی توفیق سے دعوتی اور تدریسی میدان کا ایک طالب علم ہونے کے ناطے میں کافی دنوں سے سوچ رہا تھا کہ (ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیاں) اس موضوع پر کچھ مواد جمع کروں اور لوگوں سے خطاب کروں اور مسلمانوں کو ان کے باپ دادا کی قربانیاں یاد دلاؤں۔ کیونکہ دیکھ رہا ہوں کہ ہر 15 راگست کو بھارت میں جب بھی آزادی کا جشن منایا جاتا ہے مسلمانوں کا نام تک نہیں آتا۔اور ہماری نئی نسل کو اپنے باپ دادا کی قربانیاں اب یاد نہیں رہی۔الحمدللہ وہ گھڑی آگئی۔ یہ ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔اللہ اس کوشش کو سب کے لئے فائدہ مند بنائے۔آمین۔اس کا عنوان ہے۔''ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیاں''۔

☆ ''ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیاں'' ایک نظر میں:

1) فرقہ پرست طاقتیں مسلمانوں کی قربانیوں کو مٹانا چاہتی ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے ہر 15 راگست کو ہم اپنے باپ دادا کی قربانیاں لوگوں کو یاد دلائیں۔

2) آسان اردو ہے۔عوام کو دھیان میں رکھ کر ایسا کیا گیا ہے۔

3) واقعات مناسب جمع کئے گئے ہیں۔

4) ذیلی عناوین کے ذریعے پیغام دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

5) اس میں غلطی ہوسکتی ہے۔مخلصوں سے گزارش ہے کہ رہنمائی فرمائیں مجھ سے کہیں گے تو نصیحت ہوگی اور دوسری جگہ بیان کرتے رہیں گے تو غیبت ہوگی۔

اس کتاب کی ''ٹائپنگ''، ''پروف ریڈنگ''، ''فورمیٹنگ'' اور ''پرنٹنگ'' میں جس جس کا تعاون رہا، ہم سب کے شکرگزار ہیں۔

اسی طرح ''کتاب کی چھپائی'' میں جس بھائی نے اپنا مال خرچ کیا ہے، اللہ ان کے لئے

اوران کے مرحومین کے لئے ’’صدقۂ جاریہ‘‘ بنائے (آمین)۔میرے لئے اورمیرے ماں باپ کے لئے ’’صدقۂ جاریہ‘‘ بنائے (آمین)۔

فقط والسلام

(ثناءاللہ شبیراحمد محمدی مدنی)

(بروز جمعرات۔15۔جمادی الاولیٰ۔1442ھ۔مطابق۔31دسمبر۔2020ء)۔

(1) Village & Post, Deora Bandhauli, Jogiara. Jalley,
Dt. Darbhanga, Bihar - 847303. (India).

(2) Global Park, Al-Badr, B-Wing, Room No. 202,

Kausa, Mumbra, Thane - 400612. (India)

ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیاں

☆ ”ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیاں“ اس عنوان پر بولنے کی ضرورت کیوں ہے؟

قارئین کرام! اس وقت ہم آزاد ہندوستان میں جی رہے ہیں۔ 15/اگست 1947ء کو ہمارا ملک ہندوستان انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوا۔ اور 26/جنوری 1950ء کو ہمارا ملک جمہوری ملک بنا۔ ”باباصاحب امبیڈکر“ نے قوانین لکھے۔ تقریباً 200 سال کی مسلسل قربانیوں کے بعد آزادی کا یہ دن دیکھنا نصیب ہوا۔ بھارت کا چپہ چپہ خون سے لال ہے، آزادی تک لاکھوں افراد علماء عوام وخواص نے جان و مال کی قربانی دی ہے، انگریزوں نے پھانسیوں پر لٹکایا، کالا پانی میں برسوں قید رکھا، مسلمانوں کی جائیدادیں ضبط کی گئیں، عید کے دن بلڈوزر سے ”صادق پور، پٹنہ“ کی پوری بستی تباہ وبرباد کردی گئی، ملک کی آزادی میں سب سے پہلے مسلمان ہی پیش پیش رہے، پورے جوش وجذبے کے ساتھ میدان میں کود گئے، نہ جان کی پرواہ کی نہ مال کی پرواہ کی۔

1) اس عنوان پر بار بار بولنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ ہم مسلمانوں سے ہی بھارت میں حکومت چھینی گئی تھی۔ اس لئے مسلمانوں نے کافی قربانیاں دی ہیں۔ ہمارے اسلاف نے ہمارے قائدین نے تقریر وتحریر کے اسٹیج سجائے۔ فتاوے دیئے۔ انگریزوں کے ظلم وستم کو برداشت کیا۔ جیل کی سختیوں کو سہا، جنگلوں اور بیابانوں میں زندگی گزاری۔ جان ومال کو قربان کیا۔ بیوی بچوں کی محبت کو تیاگ دیا۔ پھانسی کے پھندوں کو چوما۔ آگ کے شعلوں میں غوطہ لگایا۔ زنجیروں کی مار کو ننگے بدن قبول کیا اور انگریزوں کے خونیں ظلم وستم، تشدد اور ناانصافیوں کی داستان الم کو جھیلا۔

2) اس عنوان پر بار بار بولنے کی ضرورت اس لئے بھی ہے تا کہ بھارتی نئی نسل کو اپنے

پرکھوں کی قربانیاں یاد رہے۔نئی نسل کو اپنے باپ دادا کی قربانیاں یاد رہے۔ بہت سارے مسلمان بھائیوں کو اپنے باپ دادا کی بھارت کی آزادی میں قربانیاں یاد نہیں اور نہ غیر مسلم بھائیوں کو بھارت کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیاں یاد ہیں۔

3) اس عنوان پر بار بار بولنے کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ کچھ فرقہ پرست طاقتیں تاریخ کو مٹانا چاہتی ہیں۔اور بار بار قبرستان بھیجنے کی دھمکیاں دے رہی ہیں۔ بھارت سے مسلمانوں کی وفاداری کا ثبوت مانگ رہی ہیں۔مسلمانوں کو غدار کہہ رہی ہیں۔''جو نہ بولے جے شری رام۔ بھیج دو اس کو قبرستان'' جیسے گانوں کے ذریعے غیر مسلم بھائیوں کے طرف سے مسلمانوں کے خلاف نفرت پیدا کیا جارہا ہے۔جب کہ:

☆کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

جب پڑا وقت تو گلشن کو لہو ہم نے دیا
اب بہار آئی تو کہتے ہیں تیرا کام نہیں

وطن سے محبت

محترم قارئین! وطن سے محبت انسان کے دل میں ہے،کوئی ہم سے ملک کی وفاداری کا ثبوت نہ مانگے۔انسان حیوان چرند اور پرند سب کو اپنے گھر سے محبت ہے۔اپنے ملک سے محبت ہے۔

☆ ''وطن سے محبت'' کے حوالے سے کئی قرآن کی آیتیں اور احادیث نبویہ گواہ ہیں:

☆ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے اپنے ''محبوب شہر فلسطین یا شام'' میں داخل ہونے کے لئے کہا:

(سورہ المائدۃ:سورہ نمبر: 5، آیت نمبر: 21)﴿يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ﴾

"(موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا)اے میری قوم ! اس مقدس زمین (فلسطین رشام) میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نام لکھ دی ہے اور اپنی پیٹھ کے بل روگردانی نہ کرو کہ پھر نقصان میں جا پڑو"۔

اس آیت میں ملک کی محبت کا ذکر ہے۔

☆ بنی اسرائیل نے اپنے ایک نبی سے کہا: ہم جہاد کیوں نہ کریں جب کہ ہمیں اپنے گھروں اور بال بچوں سے نکال دیا گیا ہے:

(سورہ البقرۃ:سورہ نمبر: 2، آیت نمبر: 246)﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ وَاللهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ﴾ "کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد بنی اسرائیل کے سرداروں کو نہیں دیکھا، جب انھوں نے اپنے ایک نبی سے کہا ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر کہ ہم اللہ کے راستے میں لڑیں۔ اس نے کہا بیشک تم قریب ہو کہ اگر تم پر لڑنا فرض کر دیا جائے تو تم نہ لڑو۔ انھوں نے کہا اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ کے راستے میں نہ لڑیں، جب کہ ہمیں ہمارے گھروں اور ہمارے بیٹوں سے نکال دیا گیا ہے۔ پھر جب ان پر لڑنا فرض کر دیا گیا تو ان میں سے بہت تھوڑے لوگوں کے سوا سب پھر گئے اور اللہ ان ظلم کرنے والوں کو خوب اچھی طرح جاننے والا ہے"۔

☆ "محبوب شہر مکہ" کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی ہے۔ (اے اللہ! تو اس شہر مکہ کو امن وشانتی والا شہر بنا دے):

(سورہ ابراھیم:سورہ نمبر: 14، آیت نمبر: 35)﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ﴾ "اور جب ابراہیم

(علیہ السلام) نے دعا کی کہ:۔ میرے رب! اس شہر(مکہ) کو (لوگوں کے لیے) امن (وشانتی) کی جگہ بنا دے۔ اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے بچائے رکھ"۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ آدمی اپنے ملک میں امن وشانتی کے لئے دعا کرتا رہے۔

☆ ''محبوب شہر مکہ'' کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی ہے۔(اے اللہ! اس مکہ شہر کے لئے لوگوں کے دلوں کو متوجہ کردے):

(سورہ ابراھیم: سورہ نمبر: 14، آیت نمبر: 37) ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾

"اے میرے رب! میں نے اپنی اولاد کو میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت والے گھر کے پاس لا کر بسا دیا ہے۔اے رب! تا کہ یہ نماز پڑھیں،تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ ان کی طرف جھکے رہیں اور ان کو میووں سے روزی دے تا کہ (تیرا) شکر کریں"۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ آدمی اپنے ملک میں لوگوں کو لانے کے لئے دعا کر رہا ہے۔

☆ ''آبائی وطن مکہ'' سے نکلتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا تھا۔(تو کتنا پیارا شہر ہے):

(سنن ترمذی: کتاب المناقب: بَاب فِي فَضْلِ مَكَّةَ، حدیث نمبر: 3926)۔

(صحیح) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَّةَ: «مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ». عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''مکہ'' کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔"تو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور کتنا تو مجھے محبوب (پیارا) ہے، میری قوم نے مجھے تجھ سے نہ نکالا ہوتا تو میں تیرے علاوہ کہیں اور نہ رہتا"۔

☆ مسلمانوں کو گھر سے نکال دیا گیا تھا اس لئے بھی جہاد کی اجازت ملی تھی:

(سورہ حج:سورہ نمبر:22، آیت نمبر:39-40)﴿أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ. الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللهُ﴾ ”ان لوگوں کو جن سے لڑائی کی جاتی ہے، اجازت دے دی گئی ہے، اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر بیشک پوری طرح قادر ہے۔ وہ لوگ جنھیں ان کے گھروں سے کسی حق کے بغیر نکالا گیا، صرف اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے“۔

☆ نبی ﷺ ورقہ بن نوفل سے کہا تھا: کیا مکہ والے مجھے نکال دیں گے؟:

(صحیح بخاری: کتاب بدء الوحی۔ حدیث نمبر: 7)

☆ ورقہ بن نوفل نے کہا:

' هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللهُ عَلَى مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ، قَالَ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا'' . ”یہ تو وہی ناموس (فرشتہ) ہے جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا۔ کاش، میں آپ کے اس عہد نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا :۔(أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ) کہ کیا وہ لوگ مجھ کو نکال دیں گے؟ (جب کہ میں تو ان میں صادق و امین ومقبول ہوں) ورقہ بولے:۔ ہاں یہ سب کچھ سچ ہے۔ مگر جو شخص بھی آپ کی طرح امر حق لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہی ہو گئے ہیں۔ اگر مجھے آپ کی نبوت کا وہ زمانہ مل جائے تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا“۔

☆ ملک سے نکالنے کی دھمکی پرانی ہے:

(سورہ ابراھیم:سورہ نمبر:14، آیت نمبر:13،14)﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ.وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ذَلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ﴾ ”اوران لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا، اپنے رسولوں سے کہا ہم ہرصورت تمھیں اپنی زمین سے نکال دیں گے، یا تم ضرور ہماری ملت میں واپس آؤ گے،تو ان کے رب نے ان کی طرف وحی کی کہ بیشک ہم ان ظلم کرنے والوں کوضرور ہلاک کریں گے۔اور بیشک ان کے بعد ہم تمھیں اس زمین میں ضرور آباد کریں گے، یہ اس کے لیے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرااور میری وعید سے ڈرا“۔

☆ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ”مدینہ“ کو دیکھتے تو اپنی اونٹنی کو اور تیز کر دیتے۔

☆ مدینہ کے ”احد پہاڑ“ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبت ہے:

(صحیح بخاری: کتاب الزکاۃ :۔بَابُ خَرْصِ التَّمْرِ،حدیث نمبر: 1481)عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ : "إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِي فَلْيَتَعَجَّلْ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ: هَذِهِ طَابَةُ، فَلَمَّا رَأَى أُحُدًا، قَالَ: هَذَا جُبَيْلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ".

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔”کہ میں مدینہ جلد جانا چاہتا ہوں۔اس لیے جو کوئی میرے ساتھ جلدی چلنا چاہے وہ میرے ساتھ جلد روانہ ہو، پھر جب مدینہ دکھائی دینے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: یہ ہے طابہ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد پہاڑ دیکھا تو فرمایا: کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں“۔

☆ وطن کی ”مٹی“ سے محبت ہے:(صحیح بخاری: کتاب الطب : بَابُ رُقْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،حدیث نمبر: 5745) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لِلْمَرِيضِ: "بِسْمِ اللهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا". ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان

ہے کہ نبی ﷺ بیمار کے لیے (کلمے کی انگلی زمین پر لگا کر) یہ دعا پڑھتے تھے۔(بِسْمِ اللهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا)"اللہ کے نام کی مدد سے ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ تا کہ ہمارا بیمار شفاء پائے ہمارے رب کے حکم سے"۔

☆ نبی ﷺ نے "مدینہ" کے لئے دعا کی ہے:

(صحيح مسلم: كتاب المناقب:بَاب فِي فَضْلِ مَكَّةَ،حديث نمبر: 1373)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا، اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ، وَخَلِيلُكَ، وَنَبِيُّكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ، وَنَبِيُّكَ، وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ، بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَمِثْلِهِ مَعَهُ"، قَالَ: ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ لَهُ، فَيُعْطِيهِ ذَلِكَ الثَّمَرَ. سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں کی عادت تھی کہ جب نیا کوئی پھل دیکھتے تھے (یعنی ابتدائے فصل کا) تو رسول اللہ ﷺ کے پاس لاتے اور آپ ﷺ جب اس کو لے لیتے تو دعا کرتے۔(اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا، اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ، وَخَلِيلُكَ، وَنَبِيُّكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ، وَنَبِيُّكَ، وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ، بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَمِثْلِهِ مَعَهُ) (اے اللہ! برکت دے ہمارے پھلوں میں، برکت دے ہمارے شہر میں، اور برکت دے ہمارے صاع میں، اور برکت دے ہمارے مد میں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام تیرے غلام اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے اور میں تیرا غلام اور نبی ہوں اور انہوں نے دعا کی تجھ سے مکہ کے لیے اور میں دعا کرتا ہوں تجھ سے مدینہ کے لیے اس کے برابر جو انہوں نے مکہ کے

لیے کی مثل اس کے اور بھی)۔اس کے ساتھ ہی کسی چھوٹے لڑکے کو بلاتے اور وہ پھل اسے دے دیتے۔

☆ کیا وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے؟:۔

☆ وطن سے محبت ایمان کے ''منافی'' (الگ) بھی نہیں ہے:۔

☆ ایک مشہور موضوع (گھڑی ہوئی) حدیث کا تجزیہ:۔

''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيْمَانِ''. (وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے)۔

☆ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بارے میں کہا:۔

(لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ) (میں نہیں جانتا)۔(المقاصد الحسنة للسخاوى۔ 218)

☆ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بارے میں کہا:۔

(لَا أَصْلَ لَهُ. فَأَصْلُهُ مَوْضُوعٌ) (اس کی کوئی اصل بنیاد نہیں ہے، اصل میں یہ موضوع گھڑی ہوئی حدیث ہے)۔(اَلْأَسْرَارُ الْمَرْفُوعَةُ۔لمُلّا علی قاری۔ 189)

ہندوستان ہم مسلمانوں کا بھی ''دیش'' ہے

محترم قارئین! ہندوستان کے علماء، عوام، بادشاہوں، نوابوں، صحافیوں اور شاعروں نے قربانیاں دی ہیں۔ہندوستان ہم مسلمانوں کا بھی ملک ہے۔ہم (By Chance) ہندوستانی نہیں ہیں بلکہ (By Choice) ہندوستانی ہیں۔ ہم (By Birth) بھی ہندوستانی ہیں اور (By Death) بھی ہندوستانی مسلمان ہیں۔ہم مرکر بھارت کی مٹی میں جانے والے ہیں۔اور قیامت کی صبح تک بھارت کی دھرتی ہمیں اپنے پیٹ میں رکھنے والی ہے۔ہم جب (5 وقت نماز) میں سجدہ کرتے ہیں تو زمین میں سجدہ کرتے ہیں۔تو سجدے کے لئے بھارت کی دھرتی ہے۔ہم کہیں بھی رہیں ''پھر بھی دل ہے ہندوستانی''۔دنیا میں ہمارا گھر ''ہندوستان'' ہے اور مرنے کے بعد ''قبرستان''۔

بھارت کو ہم مسلمانوں نے بہت کچھ دیا ہے

☆ قطب مینار ہم نے دیا۔قطب مینار سے سالانہ کروڑوں بھارت کے خزانے میں جمع ہو رہا ہے۔

☆ تاج محل کس نے دیا؟ ہم نے دیا۔ تاج محل سے کروڑوں روپئے سالانہ بھارت کے خزانے میں جمع ہو رہا ہے۔

☆ لال قلعہ ہمارا ہے۔ 15 ر اگست کو ملک کے پردھان منتری لال قلعہ سے ملک کی آزادی کے جشن کا اعلان کرتے ہیں۔سالانہ لال قلعہ سے لگ بھگ بھارت کے خزانے میں کروڑوں جمع ہو رہا ہے۔

☆ ہمایوں کا مقبرہ ہمارا ہے۔ سالانہ بھارت کے خزانہ میں لگ بھگ کروڑوں جمع ہو رہا ہے۔ہم مسلمان تو بھارت کو دینے والے ہیں لینے والے کہاں ہیں؟

☆ بھارت پاک جنگ کے ہیرو ''ویر عبدالحمید'' کون ہیں؟ مسلمان ہیں۔

☆ جولائی (1948) میں جموں اور کشمیر میں پاکستانی فوجیوں اور ملیشیا سے لڑتے ہوئے شہید ہونے والا ''نوشیرا کا شیر'' کون ہیں؟ ''بریگیڈیر محمد عثمان'' مسلمان ہیں۔

☆ اپنے ملک بھارت کے لئے پھانسی پر لٹکنے والے اشفاق اللہ خان کون تھے؟ مسلمان تھے۔

☆ آزاد بھارت کے پہلے وزیر تعلیم کون تھے؟ مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ تھے۔

☆ 1965ء میں پاکستان کے ساتھ جنگ میں بھارت کو دنیا کا سب سے بڑا چندہ دینے والا کون؟ حیدرآباد کے نواب میر عثمان علی۔حیدرآباد کے نواب میر عثمان علی نے (6 ٹن سونا) دیا تھا۔اس وقت کے بھارت کے پردھان منتری ''لال بہادر شاستری'' لینے کے لئے خود آئے تھے۔

☆ بھارت کے ''میزائل مین'' کون ہیں؟ سابق صدر جمہوریہ ہند۔اے پی جے عبدالکلام رحمہ اللہ۔ مسلمان ہیں۔ پھر بھی ہم سے ملک سے وفاداری کا ثبوت مانگا جارہا ہے۔

☆کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

کھنڈر دیار وفا کے کرید کر دیکھو

ہمارے نام کا پتھر ضرور نکلے گا

☆ اللہ جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کردے:

رب کا فرمان ہے: (سورہ آل عمران:سورہ نمبر: 3،آیت نمبر: 26) ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ''آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے اے اللہ! اے سارے جہان کے مالک! تو جسے چاہے سلطنت (حکومت) دے، جس سے چاہے سلطنت (حکومت) چھین لے،تو جسے چاہے عزت دے، اور جسے چاہے ذلیل کردے، ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، بیشک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے''۔

☆ زمین اللہ کی ہے،آسمان اللہ کا ہے:

یہ زمین اللہ کی ہے۔ آسمان اللہ کا ہے۔ اللہ اکیلے پورا نظام چلا رہا ہے۔زمین جس کو چاہے دے دے۔رب کا فرمان ہے:(سورہ اعراف:سورہ نمبر: 7 آیت نمبر: 128) ﴿إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ ''بیشک یہ زمین اللہ کی ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے وہ مالک بنا دے اور اخیر کامیابی ان ہی کی ہوتی ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں''۔

☆ اللہ چاہے تو کسی کو چائے بنانے پر مجبور کردے اور کسی چائے بنانے والے کے ہاتھ میں ملک دے دے:

غور کریں! جن کے باپ دادا نے تاج محل بنایا، دلی کی جامع مسجد بنوائی، لال قلعہ بنوایا

کہا جاتا ہے آج ان کے خاندان کے لوگ ہندوستان کے شہر کلکتہ کی گلیوں میں بھیک مانگ رہے ہیں یا چائے بنا کر بیچ رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے ''ٹیپو سلطان'' کے خاندان کے لوگ ہندوستان کے شہر ''بنگلور'' میں رکشہ چلا رہے ہیں۔ رب جس سے چاہے ملک چھین لے اور جس کو چاہے ملک دے دے۔ پرھان منتری ''مودی جی'' کہتے ہیں: کہ میں تو ''چائے بیچا کرتا تھا''۔

ہم بھارتی مسلمان ''بابر'' کی اولاد نہیں ہیں

☆ ساتویں صدی میں ''سندھ'' اور ملک کے ساحلی علاقوں میں ''عرب'' مسلمان ''تاجر'' بن کر آئے تھے:

محترم قارئین! ساتویں صدی عیسوی میں ''سندھ'' اور ملک کے ساحلی علاقوں میں عرب مسلمان تاجر کی شکل میں آنا شروع ہوئے لیکن زیادہ تر مسلمان بھارت ہی کے رہنے والے ہیں۔ ان کے باپ دادا مسلمان ہوئے۔ باہر سے آنے والے بادشاہ اسلام پھیلانے کے لئے نہیں آئے بلکہ اس زمانے میں ہر طرف حکومت کو پھیلانے کا مسئلہ تھا۔ مسلمان بادشاہوں کی تاریخ نہیں معلوم وہ مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں۔ ''مسلمان بابر کی اولاد ہے''۔ مغل بادشاہ ''بابر'' ''1526ء''۔ میں بھارت آئے تھے۔ اس نے ''ابراہیم لودھی'' کو ہرا کر بھارت میں حکومت قائم کی۔

بھارت کو سونے کی چڑیا مسلمانوں نے بنایا تھا:

☆ انگریز سونے کی چڑیا کو لوٹ کر لے گئے۔

☆ انڈیا میں ریلوے لائن کو سمندر کنارے ختم کرنے کا ایک راز انڈیا کے مال کو جہاز کے ذریعے انگلینڈ بھیجا جاسکے۔

محترم قارئین! آپ غور کریں ریلوے لائن سمندر کے پاس ہی کیوں ختم ہوتی ہے؟ ممبئی میں ریلوے لائن سمندر کے پاس ختم ہوجاتی ہے۔ کلکتہ میں ریلوے لائن سمندر کے پاس ختم

ہورہی ہے۔ انگریزوں نے انڈیا میں ریلوے لائن بچھائی کیوں؟ مقصد یہ بھی تھا کہ پورے انڈیا سے سامان لوٹ کر پانی کے جہاز میں ڈال کر انگلینڈ لے جائیں اور ایسا ہی ہوا۔ ’’تختِ طاؤس‘‘ انگلینڈ میں ہے۔

غوری سلطنت

غوری سلطنت (1157-1206)۔ (50) سال تک رہی:

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)۔

☆ غوری سلطنت کے زمانے میں (1193) میں ’’دہلی‘‘ فتح ہوا:

☆ ہندوستان میں ’’اسلامی سلطنت‘‘ کی داغ بیل افغانستان کی ’’غوری حکومت‘‘ نے ڈالی ہے۔

☆ غوری سلطنت: 50 سال تک رہی۔ 552ھ تا 603ھ مطابق، 1157ء سے 1206ء تک۔

☆ ’’غوری حکومت‘‘ کو برصغیر پاک وہند کی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔

☆ غوری خاندان کی حکومت ’’سلطنت غزنویہ‘‘ کے خاتمے کے بعد قائم ہوئی اگرچہ یہ حکومت صرف 50 سال قائم رہی لیکن تاریخ اسلام میں اس کو اس وجہ سے بڑی اہمیت حاصل ہے کہ اس کے زمانے میں شمالی ہند اور بنگال میں پہلی مرتبہ اسلامی حکومت کی بنیادیں پڑی۔

غوری سلطنت میں (2) بادشاہ ہوئے:

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)

(1) غیاث الدین محمد غوری 552ھ تا 598ھ بمطابق 1157ء تا 1202ء۔

(2) شہاب الدین غوری 598ھ تا 603ھ بمطابق 1202ء تا 1206ء۔

☆ **پہلے بادشاہ غیاث الدین محمد غوری:**

☆ غیاث الدین محمد غوری نے (1157-1202)۔(45) سال حکومت کی ہے۔

☆ غیاث الدین محمد غوری 552ھ تا 598ھ بمطابق 1157ء تا 1202ء۔ (حکومت:45سال)۔

☆ **دوسرے اور آخری بادشاہ شہاب الدین محمد غوری:**

☆ شہاب الدین محمد غوری نے (1202-1206)۔(5) سال حکومت کی ہے۔

☆ شہاب الدین غوری 598ھ تا 603ھ بمطابق 1202ء تا 1206ء۔ (حکومت:5سال)۔

☆ شہاب الدین محمد غوری نے (1193) میں ''دہلی'' کو فتح کرلیا:

1193ء میں غیاث الدین غوری کے زمانے میں شہاب الدین محمد غوری نے آگے بڑھ کر ''دہلی'' اور ''اجمیر'' کو فتح کرلیا، اور اس کے سپہ سالار ''بختیار خلجی'' نے ''بہار'' اور ''بنگال'' جیت لیا، یوں پورا شمالی ہندوستان اور پاکستان مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔

☆ غیاث الدین غوری نے 45 سال حکومت کی اور 598ھ میں اس کے انتقال کے بعد شہاب الدین غوری ''ہرات'' میں بھائی کی جگہ پوری غوری سلطنت کا بادشاہ ہوگیا۔

☆ شہاب الدین غوری نے (5) سال حکومت کی۔

بھارت میں مسلم سلطنت 1193ء سے 1857ء تک لگ بھگ (665) سال

مملوک (غلام) خاندان کی سلطنت (دہلی سلطنت):

☆ مملوک (غلام) خاندان کی سلطنت (دہلی سلطنت)۔(1206-1290)۔(85) سال تک رہی:

(1206ء سے 1290ء تک۔(حکومت:85 سال)۔(11 بادشاہ):

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)۔

☆ مملوک (غلام) خاندان کی سلطنت (دہلی سلطنت) کے (11) بادشاہ:

(1) ''قطب الدین ایبک'':(1206-1210)۔(5:سال)۔

(2) ''آرام شاہ'':(1210-1211)۔(7:مہینے)۔

(3) ''شمس الدین التمش'':(1211۔1236ء)۔(25:سال)۔

(4) ''رکن الدین فیروز'':(1236ء)۔(7:مہینے)۔

(5) ''رضیہ سلطان۔یا رضیہ سلطانہ'':(1236۔1240ء)۔(4:سال)۔

(6) ''معز الدین بہرام شاہ'':(1240۔1242ء)۔(2:سال)۔

(7) ''علاء الدین مسعود'':(1242۔1245ء)۔(3:سال)۔

(8) ''ناصر الدین محمود'':(1245۔1266ء)۔(20:سال)۔

(9) ''غیاث الدین بلبن'':(1266۔1287)۔(20:سال)۔

(10) ''معز الدین کے قباد'':(1287۔1290)۔(3:سال)۔

(11) ''شمس الدین کیومرث'':(1290ء)۔(حکومت: پانچ مہینے)۔

خلجی سلطنت (دہلی سلطنت):

☆ خلجی سلطنت (دہلی سلطنت)۔(1290-1320)۔(30) سال تک رہی:
(1290ء سے 1320ء تک۔(حکومت:30 سال)۔(5بادشاہ):
(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)۔
☆ خلجی سلطنت (دہلی سلطنت) کے (5) بادشاہ:
(1) ''جلال الدین فیروز خلجی'':(1294۔1290)۔(5:سال)۔
(2) ''علاءالدین خلجی'':(1316ء۔1294)۔(22:سال)۔
سلطان علاءالدین خلجی کے کارنامے:
☆ سب سے بڑا کارنامہ علاءالدین خلجی کا یہ ہے کہ اس نے ''بھارت'' کو (1298ء) میں ''تاتاریوں'' کے حملے سے بچالیا:
☆ جب کہ پوری دنیا میں ''تاتاریوں'' کا بول بالا تھا۔اور تاتاریوں نے ''بغداد'' (عراق) کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی۔
☆ 6 فروری 1298ء کو سلطان علاءالدین خلجی کی فوج نے ''منگولوں'' (تاتاریوں) کے لشکر سے ''دریائے ستلج'' کے کنارے واقع ''جڑان منجر'' نامی جگہ پر مقابلہ کیا، سلطان علاء الدین خلجی کی فوجوں کے ہاتھوں تقریباً بیس (20) ہزار ''منگول'' (تاتاری) مارے گئے اور انہیں پسپا ہونے پر مجبور ہونا پڑا۔
☆ 1308ء میں علاءالدین خلجی نے ''دولت آباد فورٹ'' (دیوگری قلعہ) اورنگ آباد مہاراشٹر کو فتح کر کے ''دہلی سلطنت'' میں ملالیا تھا۔
☆ مورخ ''ضیاءالدین برنی'' اپنی کتاب ''تاریخ فیروز شاہی'' میں علاءالدین خلجی کے کارنامے کے بارے میں لکھتے ہیں:
(1) علاءالدین خلجی نے اپنے زمانے (1298ء) میں ''منگول'' (تاتاریوں) کے

حملے سے بھارت کو بچا لیا۔

(2) چھوٹے تاجروں پر سے ٹیکس کو معاف کر دیا۔

(3) علاء الدین خلجی کی غیر معمولی اور مسلسل فتوحات۔

(4) غریبوں پر شفقت اور باغیوں اور تکبر کرنے والوں پر قہر۔

(5) مہنگائی میں بہت حد تک کمی اور غلے اور سامان معیشت کی فراوانی جس پر بارش کی کمی بیشی کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

(6) ملک اور راستوں کا امن وسکون۔

(7) بے شمار نئی عمارتوں جیسے مساجد، سرائے اور قلعوں کی تعمیر۔

(8) تاجروں اور دکانداروں کی ترقی اور قواعد شاہی کی پابندی۔

(9) ملک میں علماء اور مختلف ماہر فن کا جمع ہونا۔

(10) عام رعایا کی روحانی اور علمی ترقی۔ (ماخوذ از تاریخ فیروز شاہی صفحہ نمبر 329 تا 341)

(3) ''شہاب الدین خلجی'': (1316)۔ (حکومت: کچھ مہینے)۔

(4) ''قطب الدین خلجی'': (1320ء۔ 1316)۔ (5: سال)۔

(5) ''ناصر الدین خسرو شاہ'': (1320)۔ (حکومت: کچھ مہینے)۔

تغلق سلطنت (دہلی سلطنت):

☆ تغلق سلطنت (دہلی سلطنت)۔ (1320 - 1413)۔ (95) سال تک رہی:

(1320ء سے 1413ء تک۔ (حکومت: 95 سال)۔ (10 بادشاہ):

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)۔

☆ تغلق سلطنت (دہلی سلطنت) کے (10) بادشاہ:

(1) ''غیاث الدین تغلق (اول)'': (1325ء۔ 1320)۔ (5: سال)۔

(2) ''محمد بن تغلق'': (1351ء۔ 1325)۔ (27: سال)۔

☆ محمد بن تغلق کی راجدھانی ’’دولت آباد۔مہاراشٹرا‘‘

☆ محمد بن تغلق‘‘ نے (1327ء) میں ’’دیوگری فورٹ۔اورنگ آباد مہاراشٹرا‘‘ کو فتح کیا اور اس کا نام ’’دولت آباد فورٹ‘‘ رکھا۔

☆ 1187ء میں ’’یادو خاندان‘‘ کے ’’بھلما یادو‘‘ نے اس کی بنیاد رکھی تھی۔ پورے پہاڑ کو تراش کر کے بنایا گیا ہے۔

☆ ’’دولت آباد فورٹ‘‘ لگ بھگ (94) ’’ہیکٹر س‘‘ میں پھیلا ہوا ہے۔

☆ محمد بن تغلق‘‘ کے زمانے میں (1334۔1327)۔(7) سال کے لئے میں ’’دولت آباد‘‘ (اورنگ آباد مہاراشٹرا) ’’دارالحکومت‘‘ رہا۔

☆ محمد بن تغلق‘‘ کے زمانے میں (1351۔1328)۔(20) سال کے لئے دوبارہ ’’دہلی‘‘۔’’دارالحکومت‘‘ رہا۔

☆ محمد بن تغلق‘‘ بڑے انصاف پسند بادشاہ تھے، علماء کے قدردان تھے، صحیح کتاب وسنت کے بالکل قریب تھے۔

☆ محمد بن تغلق‘‘ کے زمانے میں ’’دو سلفی عالم‘‘ کافی مشہور ہیں:
(1) عبدالعزیز اردبیلی۔(2) تاتارخان اعظم دہلوی۔

☆ محمد بن تغلق‘‘ کے زمانے میں ’’ابن بطوطہ‘‘ سیاح بھارت آیا تھا۔اور لگ بھگ (9) سال تک رہا۔ابن بطوطہ کی کتاب (تُحْفَةُ النَّظَارِ فِيْ غَرَائِبِ الْأَمْصَارِ وَ عَجَائِبِ الْأَسْفَارْ۔سفرنامہ شیخ ابن بطوطہ) کافی مشہور ہے۔

☆ ابن بطوطہ کی وفات (779ھ۔1377ء) ہے۔

☆ محمد بن تغلق‘‘ نے بھارت کو ’’تاتاریوں‘‘ کے حملے سے بچانے کے لئے دارالحکومت کو ’’دہلی‘‘ سے ’’دولت آباد۔اورنگ آباد۔مہاراشٹرا‘‘ منتقل کیا تھا۔

☆ محمد بن تغلق‘‘ نے (7) سال کے بعد دوبارہ اپنی سلطنت کو ’’دولت آباد‘‘ سے ’’دہلی‘‘ منتقل کر دیا۔

☆ محمد بن تغلق'' نے اپنے زمانے میں شروع میں ''علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ'' کا دور پایا ہے۔(1351ء۔1325)۔(752ھ۔725)۔علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کچھ شاگرد بھی اس زمانے میں ''بھارت'' میں تھے۔

☆ ''علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی وفات(728ھ۔یعنی۔1328ء) ہے اور پیدائش(663ھ۔یعنی۔1263ء) ہے۔تو اس طرح 'محمد بن تغلق'' نے اپنی حکومت کے(27) میں سے(3) سال(728ھ۔725) تک علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا دور پایا ہے۔

☆ بھارت میں کچھ لوگ ''تغلقی فرمان'' سخت حکم کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

(3) ''فیروز شاہ تغلق'':(1388ء۔1351)۔(38:سال)۔

(4) ''غیاث الدین تغلق(دوم)'':(1389ء۔1388)۔(7:مہینے)۔

(5) ''ابوبکر شاہ'':(1390ء۔1389)۔(ایک سال۔5مہینے)۔

(6) ''ناصر الدین محمد شاہ(سوم)'':(1393ء۔1390)۔(3:سال)۔

(7) ''علاء الدین سکندر شاہ'':(1394ء۔1393)۔(1:سال)۔

(8) ''ناصر الدین محمود شاہ'':(1394۔)۔(کچھ مہینے)۔

(9) ''نصرت شاہ'':(1399ء۔1394)۔(5:سال)۔

(10) ''ناصر الدین محمود شاہ تغلق''(دوبارہ):(1413ء۔1399)۔(15:سال)۔

☆ ''تغلق سلطنت'' کے زمانے میں اسلامی تہذیب وتمدن کا بول بالا تھا۔اس سلسلے میں آپ ''شیخ پرویز عمری مدنی نکوا۔اڈپی۔کرناٹک۔انڈیا'' کا ''جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ'' میں پیش کیا گیا ''پی ایچ ڈی'' والا رسالہ دیکھ سکتے ہیں۔

عربی میں نام ہے۔(مَظَاهِرُ الْحَضَارَةِ الإِسْلَامِيَّةِ فِيْ عَهْدِ التُّغْلَقِيَّةِ فِي الْهِنْدِ)۔اور اردو میں اس رسالہ کا نام ہے۔(عہد تغلق میں اسلامی تہذیب وتمدن کے کچھ نمایاں پہلو۔شیخ پرویز مدنی)۔

سید سلطنت (دہلی سلطنت):

☆ سید سلطنت (دہلی سلطنت)۔(38) سال تک رہی:
(1413ء سے 1451ء تک۔(حکومت:38 سال)۔(4 بادشاہ):
(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)

☆ سید سلطنت (دہلی سلطنت) کے (4) بادشاہ:
(1) ''خضر خان'':(1413۔1421ء)۔(8:سال)۔
(2) ''مبارک شاہ'':(1421۔1434ء)۔(13:سال)۔
(3) ''محمد شاہ'':(1434۔1446ء)۔(12:سال)۔
(4) ''علاء الدین عالم شاہ'':(1446۔1451ء)۔(5:سال)۔

لودھی سلطنت (دہلی سلطنت):

☆ لودھی سلطنت (دہلی سلطنت)۔(75) سال تک رہی:
(1451ء سے 1526ء تک۔(حکومت:۔75 سال)۔(3 بادشاہ):
(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)

☆ لودھی سلطنت (دہلی سلطنت) کے (3) بادشاہ:
(1) ''بہلول لودھی'':(1451۔1489ء)۔(38) سال)۔
(2) ''سکندر لودھی'':(1489۔1517ء)۔(28) سال)۔
(3) ''ابراہیم لودھی'':(1517۔1526ء)۔(9) سال)۔

مغلیہ سلطنت (دہلی سلطنت)۔(پہلی بار):

☆ مغلیہ سلطنت (دہلی سلطنت)۔(پہلی بار)۔(15) سال۔
(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)

(1526ء سے 1540ء تک۔(حکومت:15 سال)۔

☆ مغلیہ سلطنت (دہلی سلطنت)۔(پہلی بار) کے (2) بادشاہ:

(1) پہلے بادشاہ ''ظہیرالدین محمد بابر'':

(30 اپریل۔1526ء۔26 دسمبر سے 1530ء تک۔(حکومت:5 سال):

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈ یا کے حوالے سے)

☆ بابر ہندوستان میں ''مغلیہ سلطنت'' کا بانی ہے۔

☆ ''بابر'' کی (پیدائش: 1483ء) ''اندیجان۔فرغانہ۔ترکستان'' اور (وفات: 1530ء) ''آگرہ، انڈیا'' ہے۔

☆ ''بابر'' نے (47) سال کی عمر پائی۔

☆ اور ''بابر'' حسب وصیت ''کابل'' میں دفن ہوا۔

☆ بابر کے پڑپوتے ''جہانگیر'' نے اس کی قبر پر ایک شاندار عمارت بنوائی جو ''بابر باغ'' کے نام سے مشہور ہے۔

☆ ماں پیار سے ''بابر'' (شیر) کہتی تھی۔

☆ بابر کی ماں کا نام ''قتلغ نگار خانم'' تھا جو ''چنگیز خان'' کی نسل سے تھیں۔

☆ بابر کا باپ ''عمر شیخ مرزا'' فرخانہ (ترکستان) کا حاکم تھا۔

☆ بابر کی (پیدائش: 1483)۔(وفات: 1530) ہے۔

☆ بابر باپ کی طرف سے ''تیمور'' اور ماں کی طرف سے ''چنگیز خان'' کی نسل سے تھا۔ اس طرح اس کی رگوں میں دو بڑے فاتحین کا خون تھا۔

☆ بابر (1504) میں ''بلخ'' اور ''کابل'' کا حاکم بن گیا۔یہاں سے اس نے ہندوستان کی طرف اپنی فتوحات کو بڑھانا شروع کیا۔

☆ 1526ء میں ''رانا سنگھا'' (حاکم پنجاب) اور ''دولت خان لودھی'' (حاکم پنجاب) نے بابر کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی دعوت دی اور مالی وفوجی مدد کا یقین دلایا۔

☆ مغل بادشاہ ''ظہیرالدین محمد بابر'' اور دہلی کے سلطان ''ابراہیم لودھی'' کے درمیان 21۔اپریل 1526ء میں ''پانی پت'' کے میدان میں جنگ ہوئی۔

☆ ابراہیم لودھی کی ''ایک لاکھ'' فوج کو بابر نے اپنے ''بارہ ہزار'' تجربکار سپاہیوں کے ذریعے شکست دی۔

☆ ''پانی پت'' کے میدان میں ''سلطان ابراہیم لودھی'' مارے گئے۔

☆ اس کے بعد 1527ء میں ''رانا سنگھا'' کو بھی ''بابر'' نے ہرادیا۔اوراس طرح بابر نے ہندوستان میں ''مغلیہ سلطنت'' کی بنیاد ڈالی۔

☆ دہلی میں سلطان ابراہیم لودھی کی ماں (ہوا بیگم) نے بابر کا استقبال کیا۔

☆ دہلی میں ''مغلیہ سلطنت'' کی بنیاد ڈالی۔

☆ اس کے بعد بابر نے گوالیار، حصار، میوات، بنگال اور بہار وغیرہ کو فتح کرلیا۔

☆ اس طرح اس کی حکومت ''کابل'' سے ''بنگال'' تک اور ''ہمالیہ'' سے ''گوالیار'' تک پھیل گئی۔

☆ 26دسمبر۔1530ء میں بابر نے ''آگرہ'' میں وفات پائی۔

(2) دوسرے بادشاہ۔''نصیرالدین محمد ہمایوں'' (پہلی بار):

(26دسمبر۔1530ء۔سے 17مئی۔1540)۔(حکومت:10سال):

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)

☆ ''نصیرالدین محمد ہمایوں'' مغلیہ سلطنت کا دوسرا بادشاہ ہے جو بابر کا بیٹا ہے۔

☆ ''ہمایوں'' کی (پیدائش:1508ء) ''کابل'' میں اور (وفات:1556ء) ''دہلی'' میں ہے۔

☆ ''ہمایوں'' نے (48) سال کی عمر پائی۔

☆ ''ہمایوں'' نے (26دسمبر:1530) سے (17مئی:1540) تک (10) سال تک ''پہلی مرتبہ'' حکومت کی ہے۔

☆ بابر نے افغانوں سے دہلی کی سلطنت حاصل کی تھی، اس لئے وہ لوگ اپنی حکومت کی بحالی کے لئے میدان میں آ گئے، انہیں ''محمود لودھی'' بہادر شاہ، اور ''شیر خان سوری'' جیسے سردار مل گئے۔ افغان سرداروں نے پوری کوشش شروع کردی۔ اس کے علاوہ ''بہار'' میں ''شیر شاہ سوری'' نے اپنی فتوحات کو بڑھانا شروع کر دیا۔

☆ شیر شاہ سوری نے ''ہمایوں'' کو ایک بار نہیں بلکہ دو بار شکست دی۔

(ا) 26 جون سنہ 1539 کو چوسا (بکسر) کی جنگ میں ہمایوں کو شکست دی تو انھوں نے فریدالدین شیر شاہ کا لقب اختیار کیا اور اپنے نام پر سکے ڈھلوائے۔

(۲) اس کے اگلے سال یعنی سنہ 1540 میں ''قنوج'' کی جنگ میں ہمایوں کو ایسی شکست فاش دی کہ ہمایوں کو ہندوستان چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا۔

☆ ''ہمایوں'' ہندوستان چھوڑ کر ''ایران'' بھاگ گیا۔

☆ ''ہمایوں'' کی زندگی مشکلوں سے بھری رہی۔

☆ ہندوستان میں ''ہمایوں'' نے (22 فروری: 1555ء) میں ''دوبارہ'' حکومت قائم کی۔

☆ ''ہمایوں'' دوبارہ حکومت ملنے کے بعد زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہا۔ بلکہ اس کی وفات (27 جنوری: 1556ء) کو ہوگئی۔ ایک شام اس نے مغرب کی نماز کی اذان سنی اور سیڑھی پر رک گیا، مگر لاٹھی پھسل گئی اور وہ سیڑھیوں سے گر کر شدید زخمی ہوگیا اور اسی میں اس کی موت ہوگئی۔

☆ مشہور یورپی مؤرخ ''لین پول'' کے مطابق ''ہمایوں'' نے تمام عمر ٹھوکریں کھائیں اور بالآخر ٹھوکر کھا کر ہی اس کی وفات ہوگئی۔

سوری سلطنت (دہلی سلطنت):

☆ سوری سلطنت (دہلی سلطنت)۔(17) سال تک رہی:

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)

(1540ء سے 1557ء تک۔(حکومت:17 سال)۔

☆''سوری سلطنت'' ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک سلطنت تھی جس پر ''پشتون سور'' قبیلہ کے حکمران تھے۔

☆ اس حکومت کا دارالحکومت ''دہلی'' تھا اور زبانیں ''پشتو'' اور ''فارسی'' تھیں۔

☆ سوری سلطنت کی بنیاد ''شیر شاہ سوری'' نے اس وقت رکھی جب انہوں نے جنگ چونسا (بکسر۔بہار) میں مغل شہنشاہ ''ہمایوں'' کو شکست دیا اور مغل سلطنت کو ''سوری سلطنت'' میں تبدیل کر دیا۔

☆ یہ سلطنت تقریباً 17 سال (1540ء سے 1557ء) تک قائم رہی اور اس پر (7) سلطان فائز رہے۔

☆ سوری سلطنت (دہلی سلطنت) کے 7 بادشاہ:

(1)۔شیر شاہ سوری۔(1545ء۔1540)۔(5:سال)۔

(2)۔اسلام شاہ سوری۔(1553ء۔1545)۔(7:سال)۔

(3)۔فیروز شاہ سوری۔(1554ء۔1553)۔(1:سال)۔

(4)۔عادل شاہ سوری۔اول۔(1555۔1554)(1:سال)۔

(5)۔ابراہیم شاہ سوری۔(1555ء)۔(کچھ مہینے)۔

(6)۔سکندر شاہ سوری۔(1555ء)۔(کچھ مہینے)۔

(7)۔عادل شاہ سوری۔دوم۔(1557ء۔1556)۔(1:سال)۔

☆شیر شاہ سوری:

(دورِحکومت:1540ء سے۔1545ء۔تک)۔(5:سال):

☆ شیر شاہ سوری نے (1540ء) میں ''ہمایوں'' کو ہرا کر ''دلی'' پر قبضہ کرلیا۔

☆ شیر شاہ سوری کا اصل نام ''فرید خان'' تھا۔

☆ شیر شاہ سوری کی پیدائش۔(1472ء)۔''سہسرام (ساسارام) ضلع روہتاس، بہار، انڈیا)۔

☆ شیر شاہ سوری کی فات (22:مئی۔1545ء)۔''کلنجر۔بنڈیل کھنڈ)۔

☆ شیر شاہ سوری افغانستان کے ''پشتون'' قبیلے سے تھے۔

☆ ''فرید خان سوری'' (شیر شاہ سوری) ایک معمولی جاگیردار کا بیٹا تھا۔

☆ ''شیر شاہ سوری'' کے والد ''حسن خان سوری'' کا خاندان ''افغانستان'' سے ہجرت کر کے ہندوستان آیا تھا اور وہ ''بابر'' کے معمولی جاگیردار تھے۔

☆ 21 سال والد کی جاگیر کا انتظام چلایا پھر ''والی بہار'' کی ملازمت کی۔جنوبی بہار کے گورنر بنے۔

☆ کچھ عرصہ شہنشاہ ''بابر'' کی ملازمت کی بنگال بہار اور قنوج پر قبضہ کیا۔

☆ اکبر بادشاہ مملکت کا انتظام چلانے میں ''شیر شاہ سوری'' سے بڑا متأثر تھا۔

☆ تاریخ دان ''شیر شاہ سوری'' کو برصغیر کی اسلامی تاریخ کا عظیم رہنما، فاتح اور مصلح مانتے ہیں۔اردو ادب میں ''شیر شاہ سوری'' سے متعلق کئی مثالی قصے ملتے ہیں۔

☆ شیر شاہ سوری ایسا فرماں روا تھا جس کی تعریف نامور مؤرخین اور عالمی مبصرین کرتے رہے ہیں۔

☆ شیر شاہ سوری ''ہندوستان'' کا پہلا حکمران تھا جس نے عوامی فلاح کی جانب اپنی بھرپور توجہ دی اور ایسے ایسے کارنامے انجام دیے جو تاریخ کی کتب میں سنہرے حروف میں تو لکھے ہی گئے، ان کے نقوش آج تک موجود ہیں۔

☆ شیر شاہ سوری اپنے تعمیری کاموں کی وجہ سے ہندوستان کے ’’نپولین‘‘ کہلائے۔

☆ جب (1540ء) میں ’’شیر شاہ سوری‘‘ نے ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کی تو اس کی ترجیحات میں 2500 کلومیٹر لمبی قدیم سڑک ’’جی ٹی روڈ‘‘ کی تعمیرِ نو تھی، جو ’’کابل‘‘ سے لے کر ’’کلکتہ‘‘ تک پھیلی ہے، تاکہ سرکاری پیغام رسانی اور تجارت کو مؤثر اور تیز تر بنایا جائے۔

☆ 22 مئی 1545 کو شیر شاہ سوری کی ’’بارود خانے‘‘ میں آگ لگنے کی وجہ سے موت کے تقریباً ایک دہائی بعد دلی میں ’’نصیر الدین محمد ہمایوں‘‘ کی واپسی ہوئی۔

☆ شیر شاہ کا مزار ’’سہسرام‘‘ (ساسارام۔ بہار) میں ہے جو ان کے بیٹے ’’سلیم شاہ‘‘ نے ایک مصنوعی جھیل کے کنارے تعمیر کرایا ہے جو آج تک سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہے۔

☆ شیر شاہ سوری نے اپنی جدوجہد سے ایک بڑی سلطنت قائم کی تھی۔ لیکن اس نے اپنی آخری آرام گاہ کے طور پر ’’سہسرام‘‘ (ساسارام۔ بہار) کو ہی پسند کیا تھا جو ادھر اس کا قوم سوری کا اکثریت تھا اس لیے اپنی زندگی میں ہی ’’کیمور‘‘ کی پہاڑی پر مقبرہ تعمیر کروایا تھا جس کے چاروں جانب جھیل پھیلی ہوئی ہے۔ (میں نے بھی سہسرام میں اس کا مقبرہ دیکھا ہے۔ مرتب: ثناءاللہ محمدی مدنی)۔

مغلیہ سلطنت (دہلی سلطنت)، (دوسری بار):

☆ مغلیہ سلطنت (دہلی سلطنت)۔ (دوسری بار)۔ (302) سال تک رہی۔

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)

(دوسری بار)۔ (1555ء سے 1857ء تک۔ (حکومت: 302 سال):

☆ مغلیہ سلطنت (پہلی بار۔ 15۔ سال) اور (دوسری بار۔ 302۔ سال) لگ بھگ (317۔ سال) تک رہی۔ (آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)

☆ ''مغلیہ سلطنت'' نے اپنے عروج کے دور میں موجودہ دور کے افغانستان، پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش پر حکومت کی ہے۔

☆ مغلیہ سلطنت (دہلی سلطنت)۔کے (پہلی بار 2) اور (دوسری بار 17) کے ٹوٹل (19) بادشاہ:

1. پہلے بادشاہ ''ظہیر الدین محمد بابر'':

(30 اپریل۔1526ء۔26 دسمبر سے 1530ء تک۔(حکومت:4 سال)

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)

☆ ظہیر الدین محمد بابر مغلیہ سلطنت کا ''پہلا'' بادشاہ ہے۔

☆ بابر ہندوستان میں ''مغلیہ سلطنت'' کا بانی ہے۔

☆ ''بابر'' کی (پیدائش: 1483ء) ''اندیجان، فرغانہ، ترکستان'' اور (وفات: 1530ء) ''آگرہ، انڈیا'' ہے۔

☆ ''بابر'' نے (47) سال کی عمر پائی۔

☆ ''بابر'' کا مقبرہ ''کابل'' (افغانستان) میں ہے۔

2. دوسرے بادشاہ نصیر الدین محمد ہمایوں (دوبار):

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)۔

☆ نصیر الدین ہمایوں مغلیہ سلطنت کا ''دوسرا'' بادشاہ ہے۔اور دوسری بار کی مغلیہ سلطنت کا پہلا بادشاہ ہے۔

(1) ہمایوں ''پہلی بار''۔(1530۔1540) تک (10) سال۔

(26 دسمبر۔1530ء۔سے 17 مئی۔1540)۔(حکومت:10 سال)

☆ بیچ میں (1540 سے۔1555 تک) دہلی میں ''سوری سلطنت'' رہی۔

(2) ہمایوں ''دوسری بار''۔(1555۔1556) تک (1) سال۔

(22 فروری۔1555ء۔ سے 27 جنوری۔1556)۔(حکومت:1 سال)

☆ اس طرح ''نصیر الدین محمد ہمایوں'' نے لگ بھگ (11) سال تک حکومت کی۔

☆ ''نصیر الدین محمد ہمایوں'' دوسری بار'' کی ''مغلیہ سلطنت'' کا ''پہلا بادشاہ'' ہے۔

☆ ''ہمایوں'' کی زندگی مشکلوں سے بھری رہی۔

☆ ہندوستان میں ''ہمایوں'' نے (22 فروری:1555ء) میں ''دوبارہ'' حکومت قائم کی۔

☆ ''ہمایوں'' دوبارہ حکومت ملنے کے بعد زیادہ دنوں تک زندہ نہیں رہا۔ بلکہ اس کی وفات (27 جنوری:1556ء) کو ہوگئی۔ ایک شام اس نے مغرب کی نماز کی اذان سنی اور سیڑھی پر رک گیا، مگر لاٹھی پھسل گئی اور وہ سیڑھیوں سے گر کر شدید زخمی ہوگیا اور اسی میں اس کی موت ہوگئی۔

☆ ''ہمایوں'' کا مقبرہ دہلی میں ان کی بیوی ''حمیدہ بانو بیگم'' نے (1556) میں بنوایا تھا۔

☆ ''تاج محل'' بیوی کی یادگار ہے تو ''ہمایوں کا مقبرہ'' شوہر کی یادگار ہے۔

☆ مشہور یورپی مؤرخ ''لین پول'' کے مطابق ''ہمایوں'' نے تمام عمر ٹھوکریں کھائیں اور بالآخر ٹھوکر کھا کر ہی اس کی وفات ہوئی۔

☆ ''ہمایوں'' کا مقبرہ ''دہلی'' (بھارت) میں ہے۔

☆ ''ہمایوں'' کے مقبرہ سے بھارت کے خزانے میں لاکھوں جمع ہو رہا ہے۔ پوری دنیا سے لوگ دیکھنے آتے ہیں۔ کلاکاری اور خوبصورتی کے لئے پوری دنیا میں مشہور ہے۔

☆ امریکہ کے سابق صدر ''براک اوباما'' بھی ہمایوں کے مقبرہ کی زیارت کر چکے ہیں۔

3. تیسرے بادشاہ ''جلال الدین محمد اکبر'':

(11۔فروری۔1556۔ سے 27/اکتوبر 1605ء تک۔(حکومت:50 سال)

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)

☆ جلال الدین محمد اکبر مغلیہ سلطنت کا ''تیسرا'' بادشاہ ہے۔
☆ ''اکبر'' ظہیرالدین بابر کا پوتا ہے۔
☆ اکبر کے باپ کا نام ''ہمایوں'' اور ماں کا نام ''حمیدہ بانو بیگم'' ہے۔
☆ ''اکبر'' کی ماں نے دہلی میں اپنے شوہر ''نصیرالدین ہمایوں'' کی یاد میں ''ہمایوں کا مقبرہ'' بنوایا ہے۔
☆ تاج محل ''بیوی'' کی یادگار ہے تو ہمایوں کا مقبرہ ''شوہر'' کی یادگار ہے۔
☆ تاریخ میں ''اکبراعظم'' اور ''مغل اعظم'' کے نام سے مشہور ہے۔
☆ ''اکبر'' کی پیدائش (15۔اکتوبر: 1542) میں ''عمرکوٹ'' (صوبہ سندھ۔ پاکستان) میں ہوئی۔
☆ اکبر نے (63) سال کی عمر میں (13۔اکتوبر: 1605)۔کو ''فتح پور۔سیکڑی'' (آگرہ) میں وفات پائی۔
☆ ''آگرہ'' سے (15) کیلومیٹر پہلے ہی ''سکندرا'' مقام پر جلال الدین محمد اکبر کا ''مقبرہ'' ہے۔اکبر کے مزار کے اردگرد باغات ہیں جنہیں ''باغ بہشت'' کہتے ہیں۔
☆ ''سکندرا'' وہ مقام ہے جسے ''سکندر لودھی'' نے اپنی راجدھانی (Capital) بنایا تھا۔
☆ جب بابر نے (1526) میں ''ابراہیم لودھی'' کو ''پانی پت'' میں شکست دی تھی اس وقت ہندوستان کی راجدھانی ''سکندرا'' ہی تھی۔
☆ ہمایوں کی وفات کے وقت ''اکبر'' کی عمر (14) سال تھی۔
☆ جلال الدین محمد اکبر (14) سال کی عمر میں بادشاہ بن گیا۔
☆ جلال الدین محمد اکبر کو اپنے باپ ''ہمایوں'' کے موت کی خبر ''کلانور'' (ضلع گرودا سپور، مشرقی پنجاب) میں ملی۔
☆ جلال الدین محمد اکبر کے اتالیق (دیکھ ریکھ کرنے والے) ''بیرم خان'' نے ''کلانور'' میں ہی ایک چبوترے پر تاج پوشی کرادی۔اور بیرم خان خود اس کا سرپرست بن گیا۔

☆ جلال الدین محمد اکبر نے ''پانی پت'' میں ''ہیمو'' کو شکست دے دی۔ اس طرح دہلی اور آگرہ پر پوری طرح اکبر کا قبضہ ہو گیا۔

☆ 1556ء میں دہلی، آگرہ، پنجاب پھر گوالیار، اجمیر اور جون پور بیرم خان نے فتح کیے۔ 1562ء میں مالوہ، 1564ء میں گونڈ دانہ، 1568ء میں چتوڑ، 1569ء میں رنتھمبور اور النجر، 1572ء میں گجرات، 1576ء میں بنگال، 1585ء میں کابل، کشمیر اور سندھ، 1592ء میں اڑیسہ، 1595ء میں قندہار کا علاقہ، پھر احمد نگر، اسیر گڑھ اور دکن کے دوسرے علاقے فتح ہوئے۔

☆ اور اکبر کی سلطنت بنگال سے افغانستان تک اور کشمیر سے دکن میں دریائے گوداوری تک پھیل گئی۔

☆ جلال الدین محمد اکبر نے ہی ایک نیا دین ''دین الٰہی'' ایجاد کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اپنی موت سے کچھ پہلے ''اکبر'' نے اس سے توبہ کر لی تھی، اور دوبارہ اسلام میں آ گیا تھا۔

☆ 1600ء میں اکبر کے زمانے میں بھارت دنیا کے مالدار ملکوں میں شمار ہوتا تھا۔ جس طرح آج ''امریکہ'' اور ''برطانیہ'' ہے۔

☆ جلال الدین محمد اکبر کے دور کی ''ہلدی گھاٹی'' کی لڑائی کافی مشہور رہے۔

☆ 18 جون: 1576ء۔ کو ''ہلدی گھاٹی'' کی لڑائی ''میواڑ'' کے راجہ ''مہارانا پرتاب سنگھ'' اور اکبر کی طرف سے راجہ مان سنگھ کے درمیان ہوئی۔ جس میں جیت اکبر کی ہوئی۔

4. چوتھے بادشاہ ''نورالدین سلیم جہانگیر'':

(27/اکتوبر 1605ء سے 8/نومبر 1627ء تک۔ (حکومت: 22 سال)

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)

☆ نورالدین محمد خان سلیم جہانگیر مغلیہ سلطنت کا ''چوتھا'' بادشاہ ہے۔

☆ جہانگیر کے باپ کا نام ''اکبر'' اور ماں کا نام ''مریم زمانی'' ہے۔ کچھ نے ''جہانگیر'' کی

ماں کا نام ’’جودھابائی‘‘ بھی لکھا ہے۔

☆ جہانگیر کی پیدائش۔ 30 اگست 1569ء۔ ’’فتح پور‘‘ ۔ سیکری‘‘۔(آگرہ) ہے۔اور وفات ’’راجوری۔کشمیر‘‘۔(28۔اکتوبر:1627) ہے۔

☆ ’’جہانگیر‘‘ نے (58) سال کی عمر پائی۔

☆ جہانگیر کی میت کو ’’لاہور‘‘ لایا گیا جہاں دریائے راوی کے کنارے باغ دلکش لاہور موجودہ ’’شاہدرہ‘‘ میں دفن ہوا۔ یہ مقام اب مقبرہ جہانگیر کے نام سے مشہور ہے۔

☆ جہانگیر کا مقبرہ ’’لاہور۔پاکستان‘‘ میں ہے۔

☆ 1606ء میں اس کے سب سے بڑے بیٹے ’’خسرو‘‘ نے بغاوت کردی۔

☆ 1612ء میں ’’جہانگیر‘‘ کے زمانے میں پہلی بار انگریز ’’انگلینڈ‘‘ سے تجارت کے لئے آئے تھے۔اور جہانگیر نے تجارت کرنے کی اجازت دی تھی۔

☆ 1614ء میں شہزادہ خرم ’’شاہ جہان‘‘ نے ’’میواڑ‘‘ کے رانا امر سنگھ کو شکست دی۔

☆ 1623ء میں خرم (شاہ جہان) نے بغاوت کردی۔ کیونکہ نور جہاں اپنے داماد شہر یار کو ولی عہد بنانے کی کوشش کررہی تھی۔آخر 1625ء میں باپ اور بیٹے میں صلح ہوگئی۔

5. پانچویں بادشاہ ’’شہاب الدین۔شاہ جہاں‘‘:

(28/ اکتوبر 1627ء سے 31۔جولائی 1658ء تک۔(حکومت:30 سال):

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے حوالے سے)

☆ پانچویں بادشاہ ’’شاہ جہاں‘‘ شہاب الدین محمد خان خرم شاہ جہاں۔

☆ شاہ جہاں مغلیہ سلطنت کے ’’پانچویں‘‘ بادشاہ ہیں۔

☆ شاہ جہاں کی پیدائش لاہور کے قلعہ میں: 5 جنوری 1592ء۔اور وفات۔آگرہ کے قلعہ میں: 22 جنوری 1666ء ہے۔

☆ شاہ جہاں کے باپ کا نام نورالدین ’’جہانگیر‘‘ اور ماں کا نام ’’جگت گوسائیں‘‘ یا ’’بلقیس

مکانی'' ہے۔

☆ شاہ جہاں اوران کی بیوی ممتاز محل ''تاج محل'' (آگرہ۔انڈیا) میں دفن ہیں۔

☆ شاہ جہاں کی ولادت اُن کے دادا ''اکبر اعظم'' کی حکومت کے 36ویں سال میں ہوئی۔ اُس وقت ''لاہور'' مغل سلطنت کا دارالسلطنت تھا اور مغل شہنشاہ اکبر اعظم 1586ء سے مع مغل شاہی خاندان کے یہیں مقیم تھا۔

☆ شاہ جہاں نے (74) سال کی عمر پائی۔

☆ شاہ جہاں نے (30) سال تک حکومت کی۔

☆ شاہ جہاں کا عہد مغلیہ سلطنت کے عروج کا دَور تھا اور اِس دور کو عہدِ زریں بھی کہا جاتا ہے۔

☆ شاہ جہاں کو ''انڈیا کا انجینئر'' کہا جاتا ہے۔شاہ جہاں نے انڈیا کے اندر مضبوط انڈیا کی بنیا درکھی۔مضبوط بلڈنگوں کا جال بچھایا۔

☆ ممتاز محل یا ارجمند بانو بیگم (پیدائش: 27اپریل 1593ء۔وفات: 17جون 1631ء) مغل شہنشاہ شاہ جہاں کی بیوی اور ملکہ ہندوستان تھیں۔

☆ ممتاز محل کو ملکہ نور جہاں بعد مغلیہ سلطنت کی بااقتدار ترین ملکہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

☆ شاہ جہاں نے بیوی ''ممتاز محل'' کی یاد میں آگرہ (انڈیا) میں ''تاج محل'' بنوایا جو دنیا کا ''ساتواں'' عجوبہ ہے۔

6. چھٹے بادشاہ ''اورنگ زیب۔عالمگیر'':

31/جولائی 1658ء سے 3/مارچ 1707ء تک۔(حکومت: 50 سال)۔

☆ اورنگ زیب مغلیہ سلطنت کے ''چھٹے'' بادشاہ ہیں۔

☆ ''اورنگ زیب عالمگیر''۔ابوالمظفر محی الدین۔

☆ ''اورنگ زیب عالمگیر'' کی پیدائش۔(3نومبر۔1618ء)۔اور وفات (3 مارچ۔

1707ء) ہے۔

☆ ''اورنگ زیب عالمگیر'' نے (90) سال کی عمر پائی۔

☆ ''اورنگ زیب عالمگیر'' نے (1707ء۔1658)۔تک (50) سال بھارت میں حکومت کی ہے۔

☆ مغلوں میں سب سے زیادہ ''اکبر'' اور ''اورنگ زیب'' نے (50) (50) سال تک ''بھارت'' میں حکومت کی ہے۔اس کے بعد ''محمد شاہ رنگیلا'' نے (29) سال تک حکومت کی ہے۔

☆ اورنگ زیب مغلیہ سلطنت کا آخری عظیم الشان بادشاہ تھا۔اُن کی وفات سے مغل سلطنت زوال کا شکار ہوگئی۔

☆ اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں ہندوستان دنیا کا ''امیر ترین ملک'' تھا۔اور دنیا کی کل جی ڈی پی کا ''ایک چوتھائی'' حصہ پیدا کرتا تھا۔ جب کہ اسی دوران انگلستان کا حصہ صرف ''دو فیصد'' تھا۔

☆ اورنگ زیب کے والد ''شاہجہان'' تھے،اوران کی والدہ ارجمند بانو بیگم ہیں جو ''ممتاز محل'' کے نام سے مشہور ہیں۔

☆ مغل بادشاہوں میں ''اورنگ زیب عالم گیر'' پہلے بادشاہ ہیں جنھوں نے قرآن شریف حفظ کیا اور فارسی مضمون نویسی میں نام پیدا کیا۔اس کے علاوہ گھوڑسواری، تیراندازی اور فنون سپہ گری میں بھی کمال حاصل کیا۔

☆ اورنگ زیب سترہ برس کی عمر میں 1636ء دکن کا صوبیدار مقرر ہوئے۔

☆ اورنگ زیب نے ہندوؤں اور مسلمانوں کی فضول رسمیں ختم کیں اور فحاشی کو ختم کیا اور خوبصورت مقبروں کی تعمیر و آرائش ممنوع قرار دی۔قوال، نجومی، شاعر موقوف کر دیے گئے۔شراب، افیون اور بھنگ بند کر دی۔ درشن جھروکا کی رسم ختم کی اور بادشاہ کو سلام کرنے کا اسلامی طریقہ رائج کیا۔سجدہ کرنا اور ہاتھ اٹھانا موقوف ہوا۔

☆ اورنگ زیب بڑا نیک، پرہیزگار، مدبر اور اعلیٰ درجے کا منتظم تھا۔

☆ اورنگ زیب نے خزانے سے ذاتی خرچ کے لیے ایک پائی بھی نہ لی۔ قرآن مجید لکھ کر اور ٹوپیاں سی کر گزارا کرتا تھا۔

☆ اورنگ زیب کی کیبنٹ میں (34: فیصد) ہندوؤں تھے۔

☆ اورنگ زیب نے مندروں کو ''دان'' دیا ہے۔ تین مندر جس کے لئے گواہ ہیں:۔(1)۔ اُجّین کی ''مہا کال مندر''۔(2) آسام کی ''کمکھیا مندر''۔(3)۔ اور ''رنداون'' (یوپی) کی ''بھگوان کرشن کی مندر''۔

☆ اورنگ زیب نے 1686ء میں ''بیجاپور'' کی عادل شاہی حکومت کو ختم کردیا۔ اس نے بیجاپور کی جامع مسجد میں ایک دروازہ بنوایا جس کا نام ''اورنگ زیب دروازہ'' ہے۔

☆ اورنگ زیب نے 1687ء میں ''گولگنڈا'' (حیدرآباد) کو بھی فتح کر لیا۔

اس طرح مغلیہ سلطنت پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔

☆ اورنگ زیب کے زمانے میں ''چین'' کا ''مانسرو ور'' بھارت میں تھا۔

☆ اورنگ زیب ہی وہ پہلا بادشاہ ہے جس کی وجہ سے آج کے بھارت کا نقشہ باقی ہے۔

☆ اورنگ زیب کے زمانے میں پاکستان، بنگلہ دیش اور چین کا ''مان سرور'' بھارت ہی میں تھا۔ اس کی سرحد افغانستان تک تھی۔

☆ اورنگ زیب کے حکم پر نظام سلطنت چلانے کے لیے ایک مجموعہ فتاویٰ تصنیف کیا گیا جسے تاریخ میں ''فتاوی عالمگیری'' کہا گیا۔ فتاویٰ عالمگیری فقہ اسلامی میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اورنگ آباد (مہاراشٹرا) کی ''جامع مسجد'' کے حجروں میں بیٹھ کر علماء کرام نے ''فتاویٰ عالمگیری'' لکھی ہے۔

☆ اورنگ زیب عالمگیر ''احمد نگر'' (مہاراشٹرا) میں بیمار ہوئے ا اور 3 مارچ، 1707ء کو (90) سال کی عمر میں ''احمد نگر'' ہی میں وفات پائی۔ اور ''خلد آباد۔ اورنگ آباد۔ مہاراشٹرا'' میں ''دفن'' ہوئے۔

☆ اورنگ زیب عالمگیر کی وصیت کے مطابق اسے ''خلدآباد۔ضلع اورنگ آباد۔مہاراشٹرا) میں دفن کیا گیا۔اورنگ زیب رحمہ اللہ کی قبرسادی ہے پکی نہیں ہے۔

(میں۔30۔اکتوبر۔سنیچر سے''ایک'' نومبر(2021) تک دعوتی دورے پر''اورنگ آباد۔مہاراشٹرا'' گیا ہوا تھا۔تو ''خلدآباد'' بھی جانا ہوا میں نے دیکھا ''اورنگ زیب رحمہ اللہ'' کی قبر بالکل سادی ہے،اور تاریخی مقامات کی ویڈیو بھی الحمدللہ میں نے بنائی ہے۔مرتب: ثناءاللہ محمدی مدنی)۔

اورنگ زیب کی راجدھانی ''اورنگ آباد'':

☆ اورنگ آباد بھارت کے صوبہ مہاراشٹر کا ایک مشہور تاریخی شہر ہے اور سیاحتی مرکز ہے۔ ممبئی سے (360) کیلومیٹر کی دوری پر ہے۔

☆ اورنگ آباد،ٹرین،ہوائی جہاز اور بس سے بھی جاسکتے ہیں۔

☆ 1610ء میں احمد نگر کے بادشاہ ''مرتضیٰ نظام'' کے وزیر''ملک عنبر'' نے اورنگ آباد بسایا تھا۔

☆ 1653ء میں اورنگ زیب نے اورنگ آباد کو فتح کرلیا تھا۔

☆ اورنگ زیب نے (1707ء۔1680)۔اپنی موت تک لگ بھگ (27) سال تک ''اورنگ آباد'' سے ہی حکومت کی ہے۔

☆ اورنگ زیب نے (1680ء۔1658)۔لگ بھگ (22) سال تک ''دہلی'' سے حکومت کی تھی۔

☆ اورنگ آباد بھارت کے صوبہ مہاراشٹر کا ایک مشہور تاریخی شہر ہے اور سیاحتی مرکز ہے۔

☆ 2020ء کے سروے کے حساب سے اورنگ آباد دنیا میں تیزی سے ترقی کرنے والے شہروں میں سے ایک ہے۔

☆ اورنگ آباد کو دروازوں کا شہر کہا جاتا ہے،اس میں (52) دروازے ہیں۔کچھ گیٹ جیسے

''دہلی گیٹ''،رنگین دروازہ''،''روشن گیٹ''کافی مشہور ہیں۔

☆ اورنگ آباد قلعوں کا''گڑھ''ہے اور فصیلوں کی''نگری''ہے۔

☆ اورنگ آباد(2020)کے سروے کے حساب سے مہاراشٹرا کا''سیاحتی کیپیٹل (Tourism Capital of Maharashtra)''ہے۔

☆ اورنگ آباد میں''ملک عنبر''کے ذریعہ بنائے زیر زمین بنائے گئے نہروں کا جال ہے جس کا نام ہے''نہرعنبری''۔

☆ اورنگ آباد میں مختلف تاریخی مقامات ہیں،''اجنتا اور ایلورا کے غار''،بی بی کا مقبرہ(دکنی تاج محل۔غریبوں کا تاج محل)،ملک عنبر اور اورنگ زیب رحمہ اللہ کے ہاتھوں بنائی گئی ''جامع مسجد''،اورنگ زیب کی پرسنل مسجد''شاہی مسجد''،''پَن چکی''،''عیدگاہ''اور (52)دروازوں میں سے کچھ دروازے دیکھنے کے لائق ہیں۔

☆ اورنگ آباد کی فیمس ڈش''نان کلیا''ہے۔نان:روٹی،اور کلیا:گوشت کا سالن۔اورنگ آباد میں شادی بیاہ میں یہ ڈش زیادہ چلتی ہے۔

☆ (2020)کے سروے کے حساب سے اورنگ آباد کی کل آبادی لگ بھگ(16)لاکھ ہے۔

جامع مسجد(اورنگ آباد۔مہاراشٹرا):

☆ (2021)کے سروے کے حساب سے''جامع مسجد''(اورنگ آباد۔مہاراشٹرا)''بڑی لائین''مین اورنگ آباد میں ہے۔

☆ (2021)کے سروے کے حساب سے جامع مسجد(اورنگ آباد)کا کل رقبہ مدرسہ کے ساتھ(30)ہزار اسکوائر فٹ ہے۔

☆ جامع مسجد اورنگ آباد(مہاراشٹرا)''قِلْعَۃِ آرْکْ''کے نزدیک ہے جو اورنگ زیب کا ''محل''تھا۔

☆ اورنگ آباد کو (1610ء) میں ''ملک عنبر'' نے بسایا تھا۔ جو''ممبئی'' سے (360) کیلومیٹر کی دوری پر ہے۔

☆ ''جامع مسجد۔اورنگ آباد'' کو۔(1612ء)۔یعنی (10: ربیع الثانی۔ 1023ھ) میں ''ملک عنبر''(1626ء۔1548) نے بنوایا تھا۔ جو''احمد نگر'' کے بادشاہ ''مرتضیٰ نظام'' کے وزیراعظم (پردھان منتری) تھے۔

☆ ''ملک عنبر'' سِدّی ملٹری لیڈر تھے۔فوجی لیڈر تھے۔ملک عنبر ''حبشہ'' (ایتھوپیا) کے رہنے والے تھے۔ جسے ''احمد نگر۔مہاراشٹرا'' سلطنت میں کام کرنے کے لئے لایا گیا تھا۔انہیں غلام بنا کر ''بھارت'' لایا گیا تھا۔

☆ جامع مسجد (اورنگ آباد) کو ''دولوگوں'' کے بنایا ہے۔ دونوں کے الگ الگ حصے ہیں۔ ایک ''ملک عنبر'' نے۔اوردوسرے اورنگ زیب رحمہ اللہ نے۔اوران دونوں کی تعمیرات کوایک نشانی کے ذریعے اچھی طرح پہچان سکتے ہیں۔

☆ ملک عنبر کی تعمیر ''سادی'' ہے اور ''اورنگ زیب رحمہ اللہ'' کی تعمیر میں ذرا ''ڈیزائن'' اور ''گول پتھر'' نشانی ہے۔جس کی پہچان مسجد کے اندرداخل ہوتے ہی غور سے ''پلرس'' (پائے) کو دیکھتے ہی ہوجاتی ہے۔جس سے پتہ چلتاہے ہے کہ اندر کا حصہ ''ملک عنبر'' نے اور باہر کا حصہ اورنگ زیب رحمہ اللہ نے بنوایا ہے۔

☆ (1692ء) میں ''جامع مسجد'' (اورنگ آباد۔مہاراشٹرا) کی توسیع اورنگ زیب رحمہ اللہ نے کی ہے۔ابھی (2021) میں جامع مسجد کی حالت ہے۔ یہ اورنگ زیب رحمہ اللہ کے زمانے کی ہے۔

☆ (2021ء) کے سروے کے حساب سے ''جامع مسجد اورنگ آباد'' میں بیک وقت دس (10) ہزار لوگ نماز پڑھ سکتے ہیں۔

☆ جامع مسجد (اورنگ آباد) میں ٹوٹل (72) Pillars (پائے) ہیں۔دو ''Pillar'' کے درمیان (10) فٹ کی دوری ہے۔

☆ جامع مسجد (اورنگ آباد) میں ٹوٹل (47) ’’حُجرے‘‘ (کمرے) ہیں۔
☆ جامع مسجد (اورنگ آباد) میں ٹوٹل (7) ’’گنبد‘‘ اور (4) مینار ہیں۔
☆ جامع مسجد (اورنگ آباد) دہلی کی ’’جامع مسجد‘‘ (شاہ جہانی مسجد) سے ’’چھت‘‘ کے اعتبار سے بڑی ہے۔ (مُسَقَّفُ۔ لمبے چھت والی ہے)۔
☆ ’’جامع مسجد اورنگ آباد‘‘ میں پانی کا فوارہ ’’نہر عنبری‘‘ سے ہی جڑا ہوا تھا۔
☆ (2021) کے سروے کے حساب سے جامع مسجد (اورنگ آباد) میں ٹوٹل (47) ’’حُجرے‘‘ (کمرے) ہیں۔
☆ جامع مسجد (اورنگ آباد) میں ’’جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم‘‘ بھی چل رہا ہے۔
☆ جامع مسجد (اورنگ آباد) میں ایک ’’لائبریری‘‘ (اَلْمَكْتَبَةُ الْمَرْكَزِيَّةُ۔ مرکزی کتب خانہ) بھی ہے جو کمپیوٹرائز ہے، آرام سے کوئی بھی کتاب دیکھ سکتے ہیں۔
☆ جامع مسجد (اورنگ آباد) میں (دَارُ الإِفْتَاءِ وَالْقَضَاء۔ فتویٰ سینٹر) بھی ہے۔
☆ جامع مسجد (اورنگ آباد) میں ’’رابطہ ادب اسلامی مراٹھواڑہ‘‘ کا دفتر بھی ہے۔

شاہی مسجد (اورنگ آباد۔ مہاراشٹرا):

☆ ’’شاہی مسجد۔ اورنگ آباد‘‘ اورنگ زیب کے زمانے کی ایک تاریخی مسجد ہے۔
☆ (1693ء) میں ’’اورنگ زیب رحمہ اللہ‘‘ نے بنوائی ہے۔
☆ ’’شاہی مسجد۔ اورنگ آباد‘‘ اورنگ زیب رحمہ اللہ کی ’’پرسنل مسجد‘‘ ہے۔
جس میں اورنگ زیب اور ان کے فوجی لوگ اور خاص لوگ نماز پڑھتے تھے۔
☆ ’’شاہی مسجد، اورنگ آباد‘‘ سب سے اونچی جگہ پر ہے۔ اس لئے ’’ٹھنڈی‘‘ بہت لگتی ہے۔
☆ ’’شاہی مسجد اورنگ آباد‘‘ میں پانی کا حوض ’’نہر عنبری‘‘ سے ہی جڑا ہوا تھا۔
☆ ’’قِلْعَهِ اَرْكْ‘‘۔ اورنگ آباد‘‘ سب سے اونچی جگہ پر ہے۔ اسی کے بازو میں ’’شاہی مسجد‘‘ ہے۔

☆ ''قِلْعَۂِ اَرْکْ''۔اورنگ آباد'اورنگ زیب کا''محل''ہے۔

☆ ''شاہی مسجد۔اورنگ آباد''میں (3) گنبد اور (2) مینار ہیں۔سب سے خاص بات یہ ہے کہ یہاں کے گنبد یہاں کے مینار سے بڑے ہیں۔

☆ 2021ء کے سروے کے حساب سے''شاہی مسجد۔اورنگ آباد'' میں لگ بھگ ایک ہزار(1000)لوگ نماز پڑھ سکتے ہیں۔تراویح کا نظارہ دیکھنے کے لائق ہوتا ہے۔

☆ اورنگ زیب (1680ء۔1658) تک (22) سال تک''دہلی'' سے حکومت کی ہے۔

☆ اورنگ زیب (1707ء۔1680) تک (27) سال مرتے دم تک اورنگ آباد ہی میں رہے۔

☆ ''شاہی مسجد۔اورنگ آباد'' کے دائیں طرف''لیڈیز مسجد'' (زنانہ مسجد) ہے جس میں اورنگ زیب رحمہ اللہ کے گھر کی بیگمات نماز ادا کرتی تھیں۔

☆ ''شاہی مسجد۔اورنگ آباد''میں (8)''Pillars''(پائے) ہیں،اس کا رقبہ''پچاس بائے ساٹھ''ہے۔

☆ ''شاہی مسجد۔اورنگ آباد'' میں حوض کے پاس''ایک پتھر''ہے جسے اب گھیر دیا گیا ہے۔کہا جاتا ہے کہ اسی پر بیٹھ کر اورنگ زیب رحمہ اللہ''قرآن'' لکھا کرتے تھے۔اورٹوپی سلا کرتے تھے۔

☆ اورنگ زیب رحمہ اللہ نے بھارت کے خزانے سے اپنے دورحکومت کے پچاس سال میں کبھی ایک پیسہ نہیں لیا۔قرآن لکھ کر اورٹوپی سل کر اپنا گزارا کرتے تھے۔اورنگ زیب رحمہ اللہ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن''حیدرآباد''(انڈیا) کے میوزیم میں رکھا ہوا ہے۔

مُنْعِمْ جامع مسجد (خلدآباد،مہاراشٹرا):

☆ ''خلدآباد''ممبئی سے (340) کیلومیٹر کی دوری پر ہے۔

☆ اورنگ آباد سے خلدآباد (20) کیلومیٹر کی دوری پر ہے۔
☆ خلدآباد کا پاپولیشن (2021) کے سروے کے حساب (35) ہزار ہے۔
☆ خلدآباد ہی میں اورنگ زیب رحمہ اللہ دفن ہیں۔
☆ 1081ھ۔1670ء میں ''خلدآباد'' (اورنگ آباد۔مہاراشٹرا) میں ''ملک عنبر'' کے خزانچی یا انجینئر ''مُنْعِمْ'' نے اس کی بنیاد ڈالی ہے۔
☆ ''مُنْعِمْ جامع مسجد'' میں (4) برج ہیں۔
☆ ''مُنْعِمْ جامع مسجد'' میں پورا رقبہ (20) ہزار اسکوائر فٹ ہے۔
☆ ''مُنْعِمْ جامع مسجد'' میں جمعہ کے دن مرد وخواتین کی تعداد آٹھ سو (800) کے قریب ہے۔

7. ساتویں بادشاہ ''اعظم شاہ'':

☆ اعظم شاہ مغلیہ سلطنت کے ''ساتویں'' بادشاہ ہیں۔
☆ ''اعظم شاہ'' ابوالفیض قطب الدین محمد اعظم شاہ۔
(3/مارچ/1707 ۔8 جون۔1707 تک لگ بھگ (3) مہینے۔
☆ ''اعظم شاہ'' اورنگزیب عالمگیر کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔اس کی ماں کا نام ''دلراس بانو بیگم'' ہے۔
☆ ''اعظم شاہ'' پیدائش 28 جون 1653 ''برہانپور'' (مدھیہ پردیس)۔اور ''آگرہ'' میں وفات 8 جون 1707 ہے۔(53) سال کی عمر پائی۔
☆ ''اعظم شاہ'' کا مدفن ''ہمایوں کا مقبرہ'' (دہلی) ہے۔

8. آٹھویں بادشاہ ''بہادر شاہ اول'':

☆ ''بہادر شاہ اول'' مغلیہ سلطنت کے ''آٹھویں'' بادشاہ ہیں۔
(8 جون 1707۔سے۔27۔فروری 1712ء تک۔(حکومت: 5 سال)۔

☆ ''بہادر شاہ اول'' کا نام قطب الدین محمد معظم تھا۔

☆ ''بہادر شاہ اول'' کے والد ''اورنگ زیب عالمگیر'' نے اسے ''شاہ عالم'' کا خطاب دیا تھا۔ ملا ابو سعید آپ کے استاذ تھے۔

☆ ''بہادر شاہ اول'' کی ماں کا نام ''رحمت النساء بیگم'' (وفات 1691) جو ''نواب بائی'' کے نام سے مشہور ہیں، مغل بادشاہ اورنگزیب کی دوسری بیوی تھیں۔

☆ ''بہادر شاہ اول'' پیدائش 14 اکتوبر 1643 ''برہانپور'' (مدھیہ پردیس)۔ اور وفات 27 فروری 1712۔ ''لاہور'' (پاکستان)۔ اس نے (68) سال کی عمر پائی۔

☆ ''بہادر شاہ اول'' کا مدفن ''موتی مسجد'' (لال قلعہ۔ بھارت) ہے۔

☆ ''موتی مسجد'' (لال قلعہ۔ بھارت) اورنگ زیب کے حکم سے (1659ء) میں سنگ مرمر سے بنائی گئی ہے۔

9. نویں بادشاہ ''جہاں دار شاہ'':

☆ ''جہاں دار شاہ'' مغلیہ سلطنت کے ''نویں'' بادشاہ ہیں۔

☆ ''جہاں دار شاہ'' کا نام ''مرزا معز الدین بیگ محمد خان'' ہے۔
(1712ء سے 1713ء تک۔ (حکومت: 1 سال)۔

☆ ''جہاں دار شاہ'' محمد خان کی (پیدائش: 10 مئی 1661ء ''دکن'' میں۔ اور وفات: 12 فروری 1713ء) ''دہلی'' ہے۔ (51) سال کی عمر پائی۔

☆ ''جہاں دار شاہ'' کا مدفن ''ہمایوں کا مقبرہ'' (دہلی) ہے۔

☆ ''جہاں دار شاہ'' کے باپ کا نام ''بہادر شاہ اول'' ہے، اور ماں کا نام ''نظام بائی'' ہے۔

10. دسویں بادشاہ ''فرخ سیر'':

☆ ''فرخ سیر'' مغلیہ سلطنت کے ''دسویں'' بادشاہ ہیں۔

☆ ''فرخ سیر'' کا نام ابومظفر معین الدین محمد شاہ فرخ سیر عالم اکبر ثانی والاشان بادشاہ بحروبر ''فرخ سیر'' ہے۔
☆ ''فرخ سیر'' نے (1713ء سے 1719ء تک۔(حکومت:۔6سال) کی۔
☆ ''فرخ سیر'' نے 11 جولائی 1713ء کو''معزالدین جہاں دارشاہ'' کو شکست دے کر ''مغلیہ سلطنت'' کی باگ ڈور سنبھال لی۔
☆ ''فرخ سیر'' کی پیدائش 20 اگست 1685 ''اورنگ آباد'' (مہاراشٹرا) ہے۔ اور وفات 29اپریل 1719)۔''دہلی'' ہے۔فرخ سیر نے (33) سال کی عمر پائی۔
☆ ''فرخ سیر'' کا مدفن''ہمایوں کا مقبرہ'' ہے۔
☆ ''فرخ سیر'' کے والد کا نام''عظیم الشان''اور ماں کا نام''صاحبہ نزوان'' ہے۔

11. گیارہویں بادشاہ''رفیع الدرجات'':

☆ ''رفیع الدرجات'' مغلیہ سلطنت کے''گیارہویں'' بادشاہ ہیں۔
☆ ''رفیع الدرجات'' کا نام ابوبرکات شمس الدین محمد رفیع الدرجات بادشاہ غازی شہنشاہ بحروبر''رفیع الدرجات'' ہے۔
(29اپریل۔1719 سے۔6جون۔1719۔تک (100 دن کے لئے لگ بھگ)
☆ ''رفیع الدرجات'' جو''رفیع الشان'' کا بیٹا اور''عظیم الشان'' کا بھتیجا تھا۔
☆ ''رفیع الدرجات'' فرخ سیر کے بعد مغلیہ سلطنت کے تخت پر بیٹھا۔
☆ ''رفیع الدرجات'' کی پیدائش 30 نومبر 1699۔ اور وفات 6 جون 1719) ''آگرہ'' ہے۔اس نے (20) سال کی عمر پائی۔
☆ ''رفیع الدرجات'' کے والد کا نام ''رفیع الشان بہادر'' ہے جو''بہادر شاہ اول'' کا تیسرا بیٹا تھا، رفیع الدرجات کی ماں کا نام''رضیۃ النساء بیگم'' ہے۔

12. بارہویں بادشاہ ''شاہ جہاں ثانی'':

☆ ''شاہ جہاں ثانی'' مغلیہ سلطنت کے''بارہویں'' بادشاہ ہیں۔

☆ ''شاہ جہاں ثانی'' کا نام رفیع الدین محمد رفیع الدولہ شاہ جہاں ثانی ہے۔
(6جون۔1719سے۔19۔ستمبر۔1719۔تک (105دن کے لئے لگ بھگ)

☆ ''شاہ جہاں ثانی'' کی پیدائش: 7 جون 1696ء۔اور وفات: 19 ستمبر 1719ء ہے۔اس نے (23) سال کی عمر پائی۔

☆ ''شاہ جہاں ثانی'' اپنے بھائی''رفیع الدرجات'' کے بعد تخت پر بیٹھا۔

☆ ''شاہ جہاں ثانی'' کے والد کا نام''رفیع الشان'' ہے جو''بہادر شاہ اول'' کا تیسرا بیٹا ہے۔ اور''شاہ جہاں ثانی'' کے ماں کا نام''نور النساء بیگم'' ہے۔

13. تیرہویں بادشاہ''محمد شاہ (رنگیلا)'':

☆ ''محمد شاہ''(محمد شاہ رنگیلا) مغلیہ سلطنت کے''تیرہویں'' بادشاہ ہیں۔

☆ ''محمد شاہ''(محمد شاہ رنگیلا) کا نام روشن اختر بہادر نصیر الدین محمد شاہ (محمد شاہ رنگیلا) ہے۔

☆ ''محمد شاہ رنگیلا''1719ء سے 1748ء تک۔(حکومت:29سال)۔

☆ ''محمد شاہ''(محمد شاہ رنگیلا) کی پیدائش''فتح پور،سیکڑی''(آگرہ): 17 اگست 1702ء ہوئی۔اور وفات''لال قلعہ''(دہلی۔بھارت): 26 اپریل 1748ء ہے۔اس نے (46) سال کی عمر پائی۔

☆ ''محمد شاہ''(محمد شاہ رنگیلا) کے والد''اختر جہاں شاہ'' ہیں جو''بہادر شاہ اول'' کے چوتھے بیٹے تھے۔اور محمد شاہ کی ماں کا نام''قدسیہ بیگم''(اودھم بائی) ہے۔

☆ ''محمد شاہ''(محمد شاہ رنگیلا) اورنگ زیب عالمگیر کے بعد قیادت اور سیاسی ابتری کے بحران میں طویل المدت بادشاہ گزرا ہے۔

☆ سترہویں مغل بادشاہ ’’شاہ عالم ثانی‘‘ نے بھی (1760 سے۔ 1806 تک)۔ لگ بھگ (46) سال تک حکومت کی ہے۔

☆ ’’محمد شاہ‘‘ (محمد شاہ رنگیلا) کے زمانے میں ’’مرہٹوں‘‘ اور ’’سکھوں‘‘ کی بغاوت دوبارہ سر اٹھانے لگیں جسے اورنگ زیب عالمگیر نے کچل کر رکھ دیا تھا۔

☆ ’’محمد شاہ رنگیلا‘‘ کے زمانے میں ’’نادرشاہ‘‘ (افغانستان) (1739) میں ہندوستان آیا تھا:

☆ نادرشاہ 1739 کے شروع میں ’’درۂ خیبر‘‘ پار کر کے ہندوستان میں داخل ہوگیا۔ کہا جاتا ہے کہ ’’محمد شاہ رنگیلا‘‘ کو جب بھی بتایا جاتا کہ نادرشاہ کی فوجیں آگے بڑھ رہی ہیں تو وہ یہی کہتا: ’’ہنوز دلی دوراست‘‘ (ابھی دلی بہت دور ہے، ابھی سے فکر کی کیا بات ہے)۔

☆ مغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلا اور نادرشاہ کے درمیان (24 فروری 1739ء) میں ’’جنگ کرنال‘‘ ہوئی، جو ’’دلی‘‘ کے شمال میں تقریباً 110 کلومیٹر پر واقع ہے۔

☆ محمد شاہ رنگیلا کی ایک لاکھ (100000) فوج ’’نادرشاہ‘‘ کی (55) ہزار فوج کا مقابلہ نہ کرسکی۔

☆ نادرشاہ نے جنگی حکمت عملی اور جدید ہتھیاروں کی مدد سے محمد شاہ کی کثیر مگر بے نظم فوج کو شکست فاش دی اور دلی میں فاتحانہ داخل ہوا۔ اس جنگ میں مغل سلطنت کو خاصہ نقصان ہوا۔ اور مغل بادشاہ محمد شاہ نے ہتھیار ڈال دیے۔ نادرشاہ اپنی فوج کے ساتھ دلی میں داخل ہوا۔

14. چودہویں بادشاہ ’’احمد شاہ بہادر‘‘:

☆ ’’احمد شاہ بہادر‘‘ مغلیہ سلطنت کے ’’چودہویں‘‘ بادشاہ ہیں۔

☆ ’’احمد شاہ بہادر‘‘ کا نام ابوناصر مجاہد محمد احمد شاہ بہادر۔

☆ ’’احمد شاہ بہادر‘‘ نے۔ 1748ء سے 1754ء تک۔ لگ بھگ۔ (7) سال حکومت کی۔

☆ ''احمد شاہ بہادر'' کی پیدائش 23 دسمبر 1725ء ''دہلی''۔اوروفات ''دہلی'' 1 جنوری 1775ء ہے۔احمد شاہ بہادر نے (50) سال کی عمر پائی۔

☆ ''احمد شاہ بہادر'' جو مغل شہنشاہ ''محمد شاہ'' کا بیٹا تھا۔احمد شاہ کی ماں کا نام ''قدسیہ بیگم'' ہے۔

☆ ''احمد شاہ بہادر'' کے زمانے ہی میں ''احمد شاہ ابدالی'' (افغانستان) نے (1748) میں ہندوستان پر ''پہلا حملہ'' کیا:

☆ احمد شاہ ابدالی کو احمد شاہ درانی بھی کہا جاتا ہے:

☆ ''احمد شاہ ابدالی'' نے سن 1748 سے لے کر 1767 تک مغل سلطنت پر ''سات بار'' حملہ کیا ہے:۔

☆ ''احمد شاہ ابدالی'' نے دسمبر 1747 میں اپنے پہلے حملے پر چالیس ہزار (40000) فوج کے ساتھ ''درہ خیبر'' پار کیا۔انہوں نے بغیر کسی مخالفت کے ''پشاور'' پر قبضہ کیا۔

☆ ''احمد شاہ ابدالی'' اپنے عروج کے ایک سال بعد، 1748 میں ''دریائے سندھ'' کو پار کیا تھا، اس کی افواج نے لاہور کو برطرف اور جذب کیا تھا۔

☆ ''احمد شاہ ابدالی'' نے اگلے ہی سال (1749)، مغل حکمران کو اس کے دارالحکومت کو درانی افواج سے بچانے کے لیے سندھ اور بحر ہند سمیت پنجاب کے تمام حصوں کو چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔

☆ ''احمد شاہ ابدالی'' نے بغیر کسی لڑائی کے مشرق کی طرف کافی علاقے حاصل کرنے کے بعد ''ہرات'' پر قبضہ کرنے کے لیے مغرب کی طرف رخ کیا، جس پر نادر شاہ کے پوتے، شاہ رخ نے حکمرانی کی۔

☆ مغل بادشاہ ''احمد شاہ بہادر'' کے زمانے میں (1751) اور (1752) میں ''مرہٹوں'' اور ''مغلوں'' کے درمیان ''احمدیہ معاہدہ'' ہوا۔

☆ جب ''بالاجی باجی راؤ'' مراٹھا سلطنت کا پیشوا تھا۔اس معاہدے کے ذریعہ مراٹھوں

نے ہندوستان کے بڑے حصوں کو اپنے دارالحکومت ''پونے'' سے کنٹرول کیا اور مغل کی حکمرانی صرف ''دہلی'' تک ہی محدود رہی (مغل دہلی کے برائے نام حکمران رہے)۔ مراٹھا اب اپنے شمال مغربی علاقوں کی طرف اپنے کنٹرول کے علاقے کو وسعت دینے کے لیے دباؤ ڈال رہے تھے۔

☆ افغانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے، ''پیشوا بالا جی باجی راؤ'' نے ''رگھوناتھ راؤ'' کو بھیجا۔ انہوں نے ''تیمور شاہ درانی'' اور اس کے دربار کو ہندوستان سے بے دخل کرنے میں کامیابی حاصل کی اور مراٹھا حکمرانی کے تحت ہندوستان کے شمال مغرب میں پشاور لائے۔

15. پندرہویں بادشاہ ''عالمگیر ثانی'':

☆ ''عالمگیر ثانی'' مغلیہ سلطنت کے ''پندرہویں'' بادشاہ ہیں۔

☆ ''عالمگیر ثانی'' کا نام عزیز الدین عالم گیر ثانی ہے۔

☆ ''عالمگیر ثانی'' نے 1754ء سے 1759ء تک۔ لگ بھگ (5) سال حکومت کی ہے۔

☆ ''عالمگیر ثانی'' کی پیدائش ''برہان پور'' (مدھیہ پردیس)، 6 جون 1699 ہے، اور وفات ''کوٹلہ'' 29 نومبر 1759۔ اس نے (60) سال کی عمر پائی۔ ''ہمایوں کے مقبرہ'' اس کا مدفن ہے۔

☆ ''عالمگیر ثانی'' کے والد ''معزالدین جہاں دار شاہ'' ہے جو مغلیہ سلطنت کے ''نویں بادشاہ'' ہے۔

☆ ''عالمگیر ثانی'' کی ماں کا نام ''انوپ بائی'' ہے۔

16. سولہویں بادشاہ ''شاہ جہاں ثالث'':

☆ ''شاہ جہاں ثالث'' مغلیہ سلطنت کے ''سولہویں'' بادشاہ ہیں۔

☆ ''شاہ جہاں ثالث'' کا نام ''محی الملت'' شاہ جہاں۔

☆ ''شاہ جہاں ثالث''(10دسمبر:1759ء سے۔10۔اکتوبر: 1760ء تک۔لگ بھگ۔(1) سال تک حکومت کی ہے۔

☆ ''شاہ جہاں ثالث'' کی پیدائش 1711۔اور وفات 1772۔

☆ شاہ جہاں ثالث نے (61) سال کی عمر پائی۔

☆ ''شاہ جہاں ثالث''اورنگ زیب عالم گیر کے سب سے چھوٹے بیٹے'' کام بخش'' کے سب سے بڑے بیٹے''محی السنت مرزا'' کا بیٹا تھا۔

17. سترھویں بادشاہ''شاہ عالم ثانی'':

☆ ''شاہ عالم ثانی'' مغلیہ سلطنت کے''سترھویں'' بادشاہ ہیں۔

☆ ''شاہ عالم ثانی'' کا نام عبداللہ جلال الدین ابومظفر بام الدین محمد علی گوہر شاہ عالم ثانی۔

☆ ''شاہ عالم ثانی'' نے (1760ء سے 1806ء تک۔لگ بھگ۔(46) سال حکومت کی ہے۔

☆ ''شاہ عالم ثانی'' کی پیدائش''دہلی'': 25 جون 1728ء۔اور وفات''دہلی'': 19 نومبر 1806ء) ہے۔شاہ عالم ثانی نے لگ بھگ (78) سال کی عمر پائی۔

☆ ''شاہ عالم ثانی'' کو''بیدار بخت محمود شاہ بہادر''(پیدائش: 1749ء۔وفات: 1790ء) نے معزول کر دیا تھا اور''دو مہینے'' ہی برسرِ تخت رہا کہ''مرہٹوں'' نے اُس کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔دوبارہ شاہ عالم ثانی نے حکومت کی۔

☆ ''شاہ عالم ثانی'' کا''مدفن''لال قلعہ ہے۔

☆ ''شاہ عالم ثانی'' کے بھی زمانے میں''احمد شاہ ابدالی''(افغانستان) نے 1761 میں اپنے کھوئے ہوئے علاقوں کو واپس حاصل کرنے کے لیے مہم چلائی۔1759 تک،احمد شاہ ابدالی اور اس کی فوج لاہور پہنچ چکی تھی اور مرہٹوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوگئی تھی۔1760 تک،مراٹھا گروپ''سداشیوراؤ بھاؤ'' کی کمان میں ایک بڑی کافی فوج

میں اتحاد کر چکے تھے۔ایک بار پھر، پانی پت شمالی ہندوستان پر کنٹرول کے لیےلڑائی کا منتظر تھا۔

☆ 1761ءجنوری میں پانی پت کی''تیسری جنگ''احمد شاہ ابدالی'' کی فوج اور مراٹھا فوج کے درمیان لڑی گئی اوراس کے نتیجے میں''احمد شاہ ابدالی''کوفیصلہ کن فتح حاصل ہوئی۔

☆ ''شاہ عالم ثانی '' کے بھی زمانے میں(22۔اکتوبر: 1764)میں '' بکسر کی جنگ''ہوئی۔

☆ 1764ء میں'' بکسر کی جنگ'' میں مغل بادشاہ ''شاہ عالم''۔''اودھ۔لکھنو'' کے نواب ''شجاع الدولہ''اور بنگال اور بہار کے''میر قاسم''کوشکست۔

☆ '' بکسر''بہار کی راجدھانی پٹنہ سے(130) کیلومیٹر دور گنگا کنارے پر ہے:

اس جنگ میں ایک طرف''انگریز'' تھے۔''Hector Munro''انگریزوں کے کمانڈر تھے۔فوج ''8000'' تھی۔ اوردوسری طرف ''بنگال'' سے''میر قاسم''، ''اودھ'' کےنواب''شجاع الدولہ'' اور مغل بادشاہ''شاہ عالم ثانی'' مل کرلڑے تھے۔ فوج''40,000''تھی۔جس میں انگریز جیت گئے تھے۔یہ جنگ''گنگا'' کنارے ''بہار کی راجدھانی۔پٹنہ'' سے''130'' کلومیٹر دور'' بکسر'' کے مقام پرلڑی گئی۔جس میں بادشاہ''شاہ عالم ثانی''کوشکست ہوئی اور''اودھ'' سےلیکر''بنگال'' تک انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔

18.اٹھارہویں بادشاہ''اکبرشاہ ثانی'':

☆ ''اکبرشاہ ثانی''مغلیہ سلطنت کے''اٹھارہویں''بادشاہ ہیں۔

☆ ''اکبرشاہ ثانی'' کانام''ابوناصرمعین الدین''محمداکبر ثانی۔

☆ ''اکبرشاہ ثانی '' نے۔1806ء سے 1837ءتک۔لگ بھگ۔(31) سال تک حکومت کی۔

☆ ''اکبرشاہ ثانی'' کی پیدائش ''مکند پور'' 22 اپریل 1760۔ اور وفات ''لال قلعہ'' 28 ستمبر 1837۔

☆ ''اکبرشاہ ثانی'' کا مدفن ''ظفر محل۔ مہرولی'' (پرانی دہلی) ہے۔

☆ ''اکبرشاہ ثانی'' نے (77) سال کی عمر پائی۔

☆ ''شاہ عالم ثانی'' کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ''اکبرشاہ ثانی'' تخت پر بیٹھا۔ وہ اپنے باپ کی طرح بے اختیار اور برائے نام حکمران تھا۔ اصل اختیارات انگریزوں کے پاس تھے بادشاہ کے پاس لال قلعہ ''دہلی'' کے اندر تک محدود تھے۔

☆ ''اکبرشاہ ثانی'' کے باپ کا نام ''شاہ عالم ثانی'' ہے۔

19. مغلیہ سلطنت کے انیسویں اور آخری بادشاہ ''بہادرشاہ ظفر'':

☆ ''بہادرشاہ ظفر'' مغلیہ سلطنت کے ''انیسویں'' اور ''آخری'' بادشاہ ہیں۔

☆ ''بہادرشاہ ظفر'' کا نام ''ابوظفر سراج الدین محمد'' (بہادرشاہ ظفر)۔

☆ ''بہادرشاہ ظفر'' نے 7۔ اکتوبر۔ 1837ء۔ سے۔ 14 ستمبر 1857ء تک۔ لگ بھگ۔ (20) سال حکومت کی۔ اور انگریزوں کے ذریعہ حکومت ختم ہوگئی۔

☆ ''بہادرشاہ ظفر'' کی پیدائش ''دہلی''۔ 24 اکتوبر 1775۔ اور وفات ''ینگون (رنگون) برما'' 7 نومبر 1862۔

☆ ''بہادرشاہ ظفر'' کے والد کا نام ''اکبرشاہ ثانی'' اور ماں کا نام ''لال بائی'' ہے۔

☆ ''بہادرشاہ ظفر'' نے (87) سال کی عمر پائی۔

☆ 1857ء کی ''پہلی جنگ آزادی'' کے وقت بہادرشاہ ظفر 82 سال کے تھے جب ان کے سبھی بچوں کا سر قلم کر کے ان کے سامنے انگریز تھال میں سجا کر ان کے سامنے تحفے کی شکل میں لائے تھے۔

☆ ''بہادرشاہ ظفر'' نے اپنے بیٹوں کے کٹے ہوئے سروں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر درد

بھرے الفاظ میں ان کے لیے دعا کرتے ہوئے کہا: ’’تیمور کی اولاد ایسے ہی سرخرو ہوکر باپ کے سامنے اپنا فرض ادا کرتے ہیں‘‘۔

☆ ’’بہادر شاہ ظفر‘‘ 1857ء کی پہلی ’’جنگ آزادی‘‘ کے ’’کمانڈر‘‘ تھے۔

☆ ملک دوست، دین دار، بزرگ 82 سال ہندوستان دھرتی ماں کے لاڈلے بہادر شاہ ظفر پر حیرت انگیز مقدمہ چلایا گیا۔

☆ اکتوبر 1858ء میں انہیں زندگی بھر کے لیے ’’برما کی راجدھانی رنگون‘‘ (ینگون) بھیج دیا گیا۔ اس دوران نہوں نے جو غزلیں لکھیں وہ ہندوستان کی آزادی کے متوالوں کے دلوں میں کشادہ جگہ رکھتی ہیں۔

☆ رنگون میں 6 نومبر، 1862ء کو اس آخری مغل خاندان 1857ء کی پہلی جنگ آزادی کے کمانڈر نے اپنی جان نچھاور کردی۔

بھارت کو مسلم حکمرانوں نے کیا دیا؟

محترم قارئین! آج کل کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بھارت کے مسلم حکمرانوں نے صرف بلڈنگیں بنوائی ہیں، جب کہ ’’کیمرج یونیورسٹی‘‘ اور ’’آکسفورڈ یونیورسٹی‘‘ انگلینڈ میں بن چکی تھی۔ میرا ایک سوال ہے کہ بھارت کے اندر مسلم حکمرانوں کے ذریعے بنائی گئی بلڈنگیں کافی شاندار اور جاندار کیوں ہیں؟ بغیر تعلیم (Education) کے اتنی بہترین بلڈنگیں بن گئی ہیں؟ تعجب کی بات ہے۔ جاندار اور شاندار عمارتوں میں جومیٹری، فیزکس، کیمسٹری کا استعمال ہوا ہے۔ اس کے بنانے کا طور وطریقہ کیا ہے؟ جس ملک میں بلڈنگیں بن رہی ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ملک خوشحال ہے۔

مغلیہ دور میں بھارت کی (GDP) سب سے اچھی تھی

☆ فرانسیکوئس برنیر (Francois Bernier)۔(1688) کی گواہی کہ مغلوں کے دور میں بھارت ''سونے کی چڑیا'' تھا۔

(یہ ''اورنگ زیب'' کے زمانے (1658-1707) میں ہندوستان آئے اور (12) سال تک ہندوستان میں رہے، یہ درباری ڈاکٹر بھی تھے، وہ کہتے ہیں: ''ہندوستان کے ہر کونے میں سونے چاندی کے ڈھیر ہیں اس لئے سلطنت مغلیہ ''سونے کی چڑیا'' کہلاتی ہے'')۔

ملک بڑی ترقی پر تھا۔اورنگ زیب کے زمانے میں (GDP) میں دنیا کا نمبر ون تھا۔ بھارت بڑا خوشحال ملک تھا۔

مغلیہ دور میں بھارت میں تعلیم کا بھی نظام اچھا تھا

محترم قارئین! آج کل کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مسلم حکمرانوں کے دور میں اسکول اور کالج نہیں تھے، تو ایسی بات نہیں ہے۔ بلکہ اسکول تھے کالج تھے مدرسے تھے سب کچھ موجود تھے۔

☆ ''Alexander HAMILTON'' کی گواہی کہ ''ٹھٹھہ'' میں (400) کالج تھے:

(الیگزینڈر ہیملٹن'' ''اورنگ زیب'' کے زمانے (1658-1707) میں ہندوستان آیا اس نے لکھا ہے:۔''صرف ٹھٹھہ شہر میں علوم وفنون سکھانے کے لئے (400) کالج تھے''۔

☆ ویل ڈورنٹ۔(Will Durant)۔ (وفات: 1981) کی گواہی کہ صرف ''بنگال'' میں (80) ہزار اسکول تھے:

(امریکی رائٹر،مؤرخ ''ویل ڈورنٹ'' اپنی کتاب(The Story of Civilization)میں''مغل ہندوستان'' کے بارے میں لکھتے ہیں:۔''ہر گاؤں میں ایک اسکول ماسٹر ہوتا تھا، جسے حکومت تنخواہ دیتی تھی، انگریزوں سے آنے سے پہلے صرف ''بنگال'' میں (80) ہزار اسکول تھے، ہر (400)افراد پر ایک اسکول ہوتا تھا،ان اسکولوں میں (6) مضامین پڑھائے جاتے تھے:

(1) گرامر۔(2) آرٹس اینڈ کرافٹس۔(3) طب۔(4) فلسفہ۔

(5) منطق۔(6) مذہبی تعلیمات'')۔

☆ ویل ڈورنٹ۔(Will Durant)۔(وفات: 1981) کی گواہی کہ مغلوں کے دور میں ایک لاکھ (10000) ایسے ادارے تھے جس میں ڈاکٹری کی تعلیم ہوتی تھی:

(امریکی رائٹر،مؤرخ اورفلاسفر ''ویل ڈورنٹ'' اپنی دوسری کتاب(The Case for INDIA)میں کہتے ہیں:۔''مغلوں کے زمانے میں ''ایک لاکھ''(10000) صرف ایسے ادارے تھے جہاں ''طبی علوم''(ڈاکٹری علوم) پڑھائے جاتے تھے،اور جہاں طبی سہولیات میسر تھے'')۔

☆ ''میجر ایچ ڈی باسو'' کی گواہی کہ ''بنگال'' میں (80) ہزار مدرسے تھے:

وہ اپنی کتاب(Law of Evidence)میں ''مغل راج'' کے بارے میں لکھتے ہیں: ''بنگال میں انگریزوں کے آنے سے پہلے وہاں (80)ہزار مدرسے تھے''۔ اورآگے ''میجر،ایچ ڈی باسو'' لکھتے ہیں:۔''ہندوستان کے عام آدمی کی تعلیم (یعنی منطق، فلسفہ اورسائنس کا میں) برطانیہ کے رئیسوں،مالداروں یہاں تک کہ بادشاہوں اورملکہ سے بھی زیادہ ہوتی تھی''۔

☆ ''James Grant'' کی رپوٹ ہے کہ ''تعلیمی اداروں کے نام جائیدادیں وقف کرنے کا رواج پوری دنیا میں مسلمانوں نے سب سے پہلے شروع کیا ہے'':

وہ لکھتے ہیں: ''تعلیمی اداروں کے نام جائیداد وقف کرنے کا رواج سب سے پہلے پوری

دنیا میں مسلمانوں سے شروع ہوا ہے۔''

آج الحمدللہ اوقاف کی بہت ساری زمینیں ہیں، مگر افسوس کہ کچھ لوگ لوٹ کر کھا رہے ہیں۔

☆ 1857ء میں جب انگریز قابض ہو گئے اس وقت:۔''روہیل کھنڈ کے چھوٹے سے ضلع میں (5000) ہزار اساتذہ سرکاری خزانے سے تنخواہ (سیلری) لیتے تھے، جب کہ یہ علاقے دہلی اور آگرہ سے بہت دور تھے''۔

☆ ڈاکٹر رام پنیانی (Dr Ram Puniyani) کا کہنا ہے کہ:

''اورنگ زیب کے زمانے (1658-1707) میں تمام مذاہب کے مقدس مقامات کے ساتھ جائیدادیں وقف سرکار کی جانب سے ہوتی تھی، اور وظیفے بھی مقرر کئے گئے ہیں، جیسے: (1)۔اجین (مدھیہ پردیش) کی ''مہا کال مندر''، (2)۔گوہاٹی (آسام) کی ''کمکھیا دیوی مندر'' (3)۔اور ''رنداون'' (یوپی) کی ''بھگوان کرشن کی مندر'' کو وظیفے اورنگ زیب نے مقرر کر دیئے تھے، اور آج بھی یہ چیزیں لکھی ہوئی ہیں''۔

☆ تین تاریخ دانوں کی گواہی کہ ڈاکٹری کی تعلیم کا مکمل نصاب اورنگ زیب کے زمانے میں تھا:

☆''اورنگ زیب'' کے زمانے (1658-1707) کے تین تاریخ داں مشہور ہیں:۔

(1) سجن رائے کھتری (بھنڈاری)۔نے فارسی میں: (خلاصۃ التواریخ۔Khulasat.ut.Tawarikh)۔لکھی ہے۔یہ زیادہ مشہور ہے۔

(2) بھیسم سین۔(صاحب: نسخہ دلکشاں۔Nuskha.i.Dilkusha)۔

(3) ایشور داس۔

(صاحب: فتوحات عالمگیری۔Futuhat.i.Alamgiri)۔یہ تینوں تاریخ دان اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ''ڈاکٹری'' کی تعلیم اورنگ زیب کے زمانے سے شروع ہے۔

☆ اورنگ زیب کے زمانے کی ''طب'' (ڈاکٹری) کی چند کتابیں زیادہ مشہور ہیں:

(1)طِبِّ اکبَرِی۔
(2)مُفَرِّحُ الْقُلُوبْ۔
(3)تَعْرِیْفُ الأَمْرَاضْ۔
(4)مُجَرَّاتِ آکبَرِی۔
(5)طِبِّ نَبَوِی۔یہ سب کتابیں اس زمانے میں(MBBS)کے نصاب سے کم نہیں ہے۔

☆ اورنگ زیب سے بہت پہلے ''فیروزشاہ'' کے زمانے (1351–1388) میں دلی میں ''دَارُالشِّفاء'' ہاسپیٹل تھا:

☆ اورنگ زیب نے اپنے زمانے (1658-1707) میں کالجوں میں ڈاکٹری پڑھانے کے لئے ''نصابی کتابیں'' لکھوائیں اس میں سے ایک کتاب بہت مشہور ہے۔''طِبِّ فِیْرُوز شَاھِی''۔

☆ اس دور میں صرف دلی میں (100) سے زیادہ ''اسپتال'' تھے۔

بھارت میں دینی اور دنیاوی علوم کی تفریق کب شروع ہوئی؟

☆ (1781ء) میں سب سے پہلے ''Lord Cornwallis'' نے ''پہلا دینی مدرسہ'' کھولا۔اس سے پہلے دینی اور دنیاوی علوم میں تفریق نہیں تھی، مدرسہ ہی میں قرآن اور فلسفہ اور تاریخ اور سائنس پڑھائے جاتے تھے۔

☆ 1757ء میں جب انگریزوں نے ''بنگال'' کو فتح کیا تو (34) برسوں میں کئی مدرسے کھنڈروں میں تبدیل کردیئے۔پورے تعلیمی نظام کو بگاڑ کر رکھ دیا۔

☆ وہ لوگ جس زمانے میں اسکول اور کالج کھول رہے تھے ہم مسلمان اس سے بہت پہلے کھول چکے تھے۔

☆ اپنے علمی اثاثے کو بچا کر رکھیں۔

جاندار اور شاندار عمارتیں مسلم حکمرانوں نے بنوائی ہے

قطب مینار (دہلی)۔(1193-1505ء):

☆ قطب مینار کی بنیاد قطب الدین ایبک نے ڈالی ہے:

(1) 1193ء میں سب سے پہلے ''قطب الدین ایبک'' نے ''قطب مینار'' کی بنیاد ڈالی۔

(2) 1230ء میں ''التمش'' نے تین اور منزلے بنوائے۔

(3) 1368ء میں ''فیروز شاہ تغلق'' نے پانچویں اور فائنل منزلیں بنوائیں۔اور اس کی مرمت بھی کروائی۔

(4) 1505ء میں ''سکندر لودھی'' نے دوبارہ اس کی مرمت کروائی۔

☆ قطب مینار ایک ''لمبا مینار'' ہے جو سرخ اینٹوں سے تعمیر کیا گیا ہے۔اس کے اندر 379 سیڑھیاں ہیں۔

☆ مانا جاتا ہے کہ قطب مینار دنیا کا واحد'' آزادانہ مینار'' ہے، یعنی اس مینار کو کسی اور عمارت یا سہارے کے بغیر کھڑا کیا گیا ہے۔

☆ افغانستان کے ''جامی مینار'' سے متأثر ہو کر قطب الدین ایبک نے اس مینار کی تعمیر کے لیے حکم نامہ جاری کیا۔قطب الدین ایبک کے دور میں اس کی تعمیر شروع کی گئی۔

☆ قطب مینار بھی سیاحوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔

''ہمایوں'' کا مقبرہ (دہلی)۔(1556--1565)۔(10:سال):

☆ ''ہمایوں کا مقبرہ ہمایوں کی بیوی ''حمیدہ بانو بیگم'' نے بنوایا ہے:

☆ ''ہمایوں'' کا مقبرہ شوہر سے محبت کی یادگار ہے جس طرح تاج محل بیوی سے محبت کی یادگار ہے۔

☆ ''نصیرالدین محمد ہمایوں'' کی بیوی ''حمیدہ بانو بیگم'' نے اپنے شوہر کی یاد میں بنوایا ہے۔

''ہمایوں کا مقبرہ'' بھارت کے شہر ''دہلی'' میں واقع مغل بادشاہ ''نصیرالدین محمد ہمایوں'' کا مقبرہ ہے جو اس کی بیوی ''حمیدہ بانو بیگم'' نے 1565ء میں بنوایا۔

☆ یہ مقبرہ ''لال پتھر'' سے بنا ہوا ہے۔ اس کے احاطے میں دوسری شخصیات کے بھی مقبرے موجود ہیں۔

☆ یونیسکو کے عالمی ثقافتی ورثے کی فہرست میں اس کا اندراج ہوا ہے۔ اس طرح کے طرزِ تعمیر کا نمونہ ہندوستان میں اوّلین ہے۔

☆ مقبرے کی صدر عمارت ایک وسیع چہار باغ کے درمیاں واقع ہے۔

☆ اس مقبرہ میں ہندوستانی اور ایرانی طرزِ تعمیر کا امتزاج پایا جاتا ہے۔

☆ ہمایوں کے مقبرہ میں دوسرے مقبرے اور مسجد بھی ہیں۔ اس لئے اسے (مغلوں کی بستر گاہ) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ ''مقبرۂ عیسیٰ خاں''، ''مقبرۂ بوحلیمہ''، ''افسر والا مقبرہ''، ''نائی کا مقبرہ'' وغیرہ کے لگ بھگ (100) قبریں ہمایوں کے مقبرے کے احاطے میں موجود ہیں۔

☆ ''ہمایوں کا مقبرہ'' روپیہ کما کر دیتا ہے۔ دنیا بھر سے لوگ اسے دیکھنے آتے ہیں۔ اس وقت کی لاگت کے حساب سے لگ بھگ (1.5) ون پوائنٹ ۵ ملین روپیے خرچ ہوئے تھے۔

☆ ''ہمایوں کا مقبرہ'' آج ''بھارتی گورنمنٹ'' کی کمائی کا ایک بڑا سہارا ہے۔ مرنے کے بعد بھی دے رہے ہیں تو جب زندہ رہے ہوں گے تو بھارت کو کتنا دیا ہوگا؟

لال قلعہ (دہلی)۔(1639-1648ء)،(10:سال):

☆ ''لال قلعہ'' شاہ جہاں نے بنوایا ہے۔

☆ ''لال قلعہ''(Red Fort) دریائے جمنا کے نزدیک واقع مغلیہ سلطنت کے سنہری دور کی یادگار رہے۔

☆ ''لال قلعہ''(Red Fort) کوسترویں صدی میں مغل بادشاہ ''شاہجہان'' نے تعمیر کرایا تھا۔

☆ ''لال قلعہ''(Red Fort) لال پتھر سے بنا ہوا ہے اس لئے اس کا نام ''لال قلعہ'' ہے۔

☆ ''لال قلعہ''(Red Fort) کے ''دیوان خاص'' میں ''تخت طاؤس'' واقع ہے جہاں بیٹھ کر مغل بادشاہ ہندوستان کے طول وعرض پر حکومت کرتے تھے۔

☆ ''لال قلعہ''(Red Fort)۔(1857) سے لیکر (1947) تک انگریزوں کے قبضے میں رہا۔

☆ آزادی کے بعد لال قلعہ کے بیشتر حصے ہندوستانی فوج کے قبضے میں آ گئے اور یہاں سنگین نوعیت کے مجرموں کو رکھنے کے سیل بھی بنائے گئے۔

☆ لال قلعے میں ''دو دروازے'' ہیں جن میں سے ایک ''دلی دروازہ'' جبکہ دوسرا ''لاہوری دروازہ'' کہلاتا ہے۔ جب یہ قلعہ تعمیر کیا گیا تھا اس وقت ''دریائے جمنا'' اس کے پیچھے کی دیواروں کو چھو کر گزرتا تھا لیکن اب وہ کچھ فاصلے پر بہتا ہے۔

☆ ہر سال (15/اگست) کو بھارت کے پردھان منتری (وزیراعظم) ملک کی آزادی کے جشن کا اعلان کرتے ہیں۔

☆ 2007ء میں ''لال قلعہ'' کو عالمی اثاثوں کے لیے اقوام متحدہ کی تنظیم برائے ثقافت، ''یونیسکو''(UNESCO World Heritage Site) کی فہرست میں شامل کرلیا گیا۔

☆ ''لال قلعہ''(Red Fort) سے بھی ''بھارت'' کو بڑی آمدنی ہے۔

تاج محل (آگرہ، بھارت)۔(1632-1658ء)۔(25:سال):

☆ ''تاج محل'' شاہ جہاں نے بنوایا ہے۔

☆ تاج محل دنیا کے سات عجوبوں میں سے ایک عجوبہ ہے جو'' آگرہ۔ بھارت'' میں ہے۔

☆ تاج محل کی بلڈنگ دور سے بڑی نظر آتی ہے اور نزدیک سے چھوٹی نظر آتی ہے۔ جب کہ دنیا کی سب بلڈنگ دور سے چھوٹی اور نزدیک سے بڑی نظر آتی ہے۔ یہ کلاکاری کی بہترین مثال ہے۔

☆ تاج محل (یعنی شاہ جہاں اور ممتاز محل کا مقبرہ) بھارت کے شہر'' آگرہ اتر پردیش'' میں سنگ مرمر سے بنی ایک عظیم الشان عمارت ہے۔ جسے مغل بادشاہ ''شاہ جہاں'' نے اپنی بیوی ''ممتاز محل'' کی محبت کی لافانی یادگار کے طور پر بنایا تھا۔

☆ تاج محل میں ''مکرانہ۔ راجستھان۔ بھارت'' کا سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔اسی طرح ''کلکتہ'' کا ''وکٹوریہ میموریل'' بھی ''مکرانہ۔راجستھان'' کے سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے۔

☆ تاج محل بھارت کی آن بان اور شان ہے۔جو ''دریائے جمنا'' کے ساحل پر بنایا گیا ہے۔

☆ تاج محل کے ''چاروں میناروں'' پر غور کریں،صرف ''آدھے انچ باہر'' کی جانب جھکائے گئے ہیں تاکہ تاج محل کے گنبد پر نہ گرے۔ یہ بہترین کلاکاری ہے۔حساب کی باریکیاں ہیں۔

☆ تاج محل (90) فٹ کی گہرائی پر کھڑا ہوا ہے،اس کے نیچے (30) فٹ ''ریت'' ڈالی گئی ہے تاکہ جب زلزلہ آئے تو پوری عمارت اس ریت میں گھوم جائے اور محفوظ رہے۔ریتوں کا پہاڑ ہے۔

☆ تاج محل میں لکھی ہوئی قرآن کی آیتوں پر غور کریں کہ اوپر سے نیچے تک ایک طرح کی لکھی ہوئی جس کو آرام سے پڑھ سکتے ہیں۔

☆ 1874ء میں ایک برطانوی سیاح (Edward Lear) نے کہا تھا:''دنیا کے باشندوں کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں، ایک حصہ تو ان لوگوں کا ہے جن لوگوں نے تاج محل دیکھا ہے، اور دوسرا حصہ ان لوگوں کا ہے جن لوگوں نے تاج محل نہیں دیکھا ہے''۔

☆ تاج محل ''دریائے جمنا'' کے کنارے تعمیر کیا گیا ہے، ایک دریا کے کنارے کھڑا ہوا ہے۔ اتنا بڑا شاہکار کیسے کھڑا ہوا ہے؟ (2020) میں لگ بھگ (400) سال ہو گئے ہیں۔ اب تک کھڑا ہوا ہے۔

☆ بھارت نے پہلی بار ''تاج محل'' کے ذریعے ''ویل فاؤنڈیشن''(Well Foundation) کا تعارف دنیا کو کرایا ہے۔

☆ ''ویل فاؤنڈیشن''(Well Foundation) کیا ہے؟ ویل فاؤنڈیشن کا مطلب یہ ہے کہ:۔ دریا جمنا سے بھی نیچے اس کی بنیاد کھودی گئی ہے، پتھروں اور مسالے سے اسے بھر دیا گیا ہے، اس طرح اس کے نیچے پتھروں کا پہاڑ ہے۔

☆ تاج محل کے اندر آپ داخل ہوں تو کلا کاری دیکھ پر دنگ رہ جائیں گے۔ تاکتے ہی رہ جائیں گے۔ مبہوت (دنگ) رہ جائیں گے۔ اس کے اندر اسلامی فارسی ترکی عثمانی اور ہندی نمونے موجود ہیں۔

☆ ''ویل فاؤنڈیشن''(Well Foundation) کا آغاز انگریزوں نے (20) صدی کے شروع میں کیا ہے۔ جب کہ اس کا آغاز بھارت میں (17) صدی کے بیچ میں ہو چکا تھا۔

☆ تاج محل کو ''استاد احمد لاہوری'' نے ڈیزائن کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ''عیسیٰ شیرازی'' نامی ایک ''ایرانی انجینئر'' نے اس کا نقشہ تیار کیا تھا، لیکن بادشاہ نامے میں لکھا ہے کہ خود شاہ جہاں نے اس کا خاکہ تیار کیا۔

☆ اگر آج تاج محل کو جدید مشینری اور جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے ''ایک ہزار ملین ڈالر'' خرچ کر کے بنایا جائے پھر بھی ویسا بننا تقریباً ناممکن اور مشکل ہے۔ جب کہ اس زمانے میں سائنس نے اتنی ترقی نہیں کی تھی۔

☆ تاج محل کے اندر ہے دیوار پر ٹائلس پر رنگ کا استعمال ہوا ہے وہ اب تک مدھم نہیں ہوا ہے۔ایسی پینٹنگ کہ اس کا رنگ مدھم نہیں ہوتا۔

☆ تاج محل کو روزانہ (20) ہزار مزدوروں نے لگ بھگ (25) سال (1632 سے 1650 تک) کی مسلسل محنت سے بنایا ہے۔

☆ تاج محل اپنے فن تعمیر کی خوبیوں اور خصوصیتوں کی بنا پر دنیا بھر میں مشہور ہے اور عجائبات عالم میں شمار ہوتا ہے۔

☆ تاج محل کو دیکھنے کے لئے ہر سال لاکھوں سیاح آتے ہیں۔ دنیا کی مختلف زبانوں کے نظم ونثر میں تاج محل اور اس کے عجائب پر اس قدر لکھا جا چکا ہے کہ ان سب کا احاطہ بے حد مشکل ہے۔ بھارت کے کسی بھی سیاحتی مقام پر آنے والے افراد کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔

☆ تاج محل بھارت کو لگ بھگ (کڑوروں) سالانہ کما کر دے رہا ہے۔

☆ شاہ جہاں جب زندہ تھے تب بھی اور مرنے کے بعد بھی دے رہے ہیں۔

''راجہ مان سنگھ'' اکبر کے ایک ''انمول رتن'' تھے

☆ ''راجہ مان سنگھ'' اکبر کی طرف سے ''مہارانا پرتاب'' کے خلاف ''ہلدی گھاٹی'' کی لڑائی میں ''کمانڈر اِن چیف'' تھے:

☆ جلال الدین محمد اکبر کے دور کی ''ہلدی گھاٹی'' کی لڑائی کافی مشہور ہے۔

☆ 18 جون: 1576ء۔کو ''ہلدی گھاٹی'' کی لڑائی ''میواڑ'' کے راجہ ''مہارانا پرتاب

سنگھ'' اور اکبر کی طرف سے راجہ مان سنگھ کے درمیان ہوئی۔جس میں جیت اکبر کی ہوئی۔
محترم قارئین! آپ کو سن کر تعجب ہوگا کہ اکبر نے ''مان سنگھ'' کو اپنے نو رتنوں میں شامل کیا تھا۔اپنا کمانڈر بنایا، سینا پتی بنایا۔ ہلدی گھاٹی میں ''مہارانا پرتاب'' کے سامنے اکبر کی طرف سے کمانڈر کون تھے؟ مان سنگھ تھے۔راجستھان کے رہنے والے ''برہمن ہندو'' تھے۔ایک روایت کے مطابق راجہ مان سنگھ نے اپنی بہن کی شادی اکبر سے کرادی۔اخیر تک وہ ہندو ہی رہی۔ ''مریم زمانی'' نام تھا۔ ''جودھا بائی'' بھی کہا جاتا ہے۔جو اکبر کے بیٹے ''سلیم'' کی ماں تھی۔مان سنگھ نے اپنی بہن دی تو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔آج کل کے بناوٹی بھائیوں کو کیوں تکلیف ہورہی ہے؟

بھارت میں سب سے زیادہ نفرت ''اورنگ زیب'' سے ہے:

محترم قارئین! آج تاریخ کی صحیح جانکاری نہ ہونے کی وجہ سے بھارت کے کچھ لوگ ''اورنگ زیب'' سے نفرت کرتے ہیں۔لوگوں کا کہنا ہے کہ اس نے ''بھارت کے لوگوں سے مسلمان ہونے'' کو کہا۔کٹر پنتھی تھا۔ٹیکس لگادیا۔مندروں کو توڑا۔مسلمان راجہ بہت خراب تھے۔ان لوگوں نے زبردستی لوگوں سے اسلام قبول کروایا راجہ باہر سے آئے تھے اس کے ایک ہاتھ میں ''تلوار'' اور دوسرے ہاتھ میں ''قرآن'' تھا۔ڈاکٹر رام پنیانی کہتے ہیں: جب ایک ہاتھ میں قرآن ہے اور دوسرے ہاتھ میں تلوار ہے تو گھوڑا کون چلائے گا؟ گھوڑے کی لگام کو کس ہاتھ سے پکڑیں گے؟

بادشاہوں کی لڑائی سیاسی (حکومت کے لئے) تھی

☆ تاریخ داں ''ڈاکٹر رام پنیانی'' کی گواہی:

ڈاکٹر رام پنیانی کہتے ہیں: کہ اورنگ زیب نے ''بھارت کے لوگوں سے مسلمان

ہونے'' کو کہا۔تاریخی اعتبار سے ''سیاسی چال'' تھی۔اور ہر راجہ اپنے دور میں حکومت کے لئے ''سیاسی'' چال چلتا ہے۔اور جو ''اورنگ زیب'' کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ کٹر،خونخوار اراجہ تھا۔ زبردستی مندروں کو توڑوایا۔پاکستان میں اس کا نام عزت سے لیا جاتا ہے۔ 50 سال اس نے حکومت کی ہے۔مراٹھا کے ایک راجہ سے کہا تم ''مسلمان ہو جاؤ میں تمہیں معاف کردوں گا'' اس کے پیچھے ''راج نیتی'' (سیاسی چال) تھی۔ یہ حکومت کی لڑائی تھی اس لئے اس نے ''مسلمان'' ہونے کی بات کی۔اگر واقعی اسلام زبردستی قبول کروانا تھا تو 50 سال اس نے حکومت کی ہے آرام سے لوگوں سے زبردستی کروالیتا۔(مگر اسلام زبردستی والا مذہب نہیں ہے۔اللہ جس کے سینے کو چاہتا ہے اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔مسلمانوں نے لگ بھگ بھارت میں 700 سال تک حکومت کی ہے اس کے باوجود ہم مسلمان (20) فیصد ہیں اور برادران وطن 80 فیصد ہیں۔ورنہ ہم 80 فیصد ہوتے اور وہ 20 فیصد رہ جاتے۔)

(مرتب)

''اورنگ زیب'' کی حکومت میں ''پارلیمینٹ میں'' (34 فیصد) ''ہندو'' تھے

ڈاکٹر رام پنیانی کہتے ہیں: کہ ایک تاریخ داں ''پروفیسر اطہر علی'' نے مغل دور کے بارے میں کتاب جمع کی ہے۔اور لکھا ہے کہ ''ہندو'' اورنگ زیب'' کی حکومت میں تھے۔منسٹری ملی ہوئی تھی۔اورنگ زیب کی حکومت میں ہندو ادھیکاریوں کی تعداد (34 فیصد) تھی۔جو سب سے زیادہ تھی۔ایک طرف جہاں اس کے بارے میں کہا جاتا ہے وہ ہندوؤں کے مخالف تھا۔مگر ایک طرف ہمیں ملتا ہے کہ اس کے دور میں (34 فیصد) ہندو عہدے پر بھی تھے کیوں تھے؟ اس کے ایک سیناپتی (کمانڈر) تھے ''راجہ جے سنگھ''۔ ''راجہ جے سنگھ'' اورنگ زیب کے دور میں ایک بڑے عہدے پر تھے۔مہاراشٹر کے علاقے میں ''اورنگ زیب'' کی

حکومت کو پھیلانے کے لئے مراٹھا حکومت سے بات کرتے تھے۔(اورنگ زیب نے اورنگ آباد شہر مہاراشٹر میں بسایا اور اورنگ زیب کی موت مہاراشٹر کے شہر ''احمد نگر'' میں ہوئی۔ (مرتب)

''اورنگ زیب'' اور بنارس کے رہنے والے ''مادھوراؤ'' کی بیٹی ''شکنتلا'' کے ساتھ انصاف کا انوکھا واقعہ

☆ اورنگ زیب فقیر کا بھیس بدل کر ''بنارس'' آ گئے اور رنگے ہاتھوں کمانڈر کو پکڑ لیا اور ''پنڈت مادھوراؤ'' کی بیٹی ''شکنتلا'' کو انصاف دلایا:

☆ اورنگ زیب کے شکرانے میں ''مادھو راؤ'' نے ایک ''مسجد'' بنائی جس کا نام ''دھرارا مسجد'' ہے:

(اورنگ زیب کا زمانہ ہے، ''کاشی۔بنارس'' کے رہنے والے پنڈت ''مادھوراؤ'' کی بیٹی ''شکنتلہ'' دیکھنے میں اچھی ہے، ایک ظالم مسلم کمانڈر نے ''شکنتلا'' کو بری نظر سے دیکھا، اور پنڈت جی سے کہا کہ اس سے میری شادی کرادو، بیٹی شکنتلا نے باپ سے کہا اس سے ایک مہینے کا ٹائم لے لیں، وہ لڑکی لڑکے کا لباس پہنی اور ''دلی'' چلی آئی۔ جمعہ کے دن جامع مسجد سے اوررنگ زیب باہر نکل رہے تھے، اورنگ زیب فریادی کی بات سنتے تھے، لڑکی کے چہرے پر نقاب ہے۔آواز لڑکی جیسی ہے، لڑکے کا لباس پہنے ہوئے ہے، اس لڑکی کے ہاتھ سے خط لیا اور پڑھنے کے بعد کہا ''بیٹی تو لوٹ جا، تیری ڈولی اس سپہ سالار کے گھر اپنے وقت پر جائے گی''۔لگ بھگ 15 بار کہا ''بیٹی بیٹی'' تو لوٹ جا۔ایک باپ اپنی بیٹی کی عزت کو نیلام ہوتے نہیں دیکھ سکتا''۔ایک مہینے کے بعد اس لڑکی کی ڈولی سجی اور اس ظالم مسلم سپہ سالار کے گھر جانے کے لئے تیار ہوئی اور اس کے دروازے تک پہنچ بھی گئی۔خوشی

کے مارے وہ مسلم کمانڈر فقیروں پر پیسے لٹا رہا تھا، ایک فقیر کمبل اوڑھے ہوا تھا، جب اس کی باری آئی تو کمانڈر نے کہا خوشی کا موقع ہے کمبل اتار دو، اس فقیر نے کہا: ''میں ایسا فقیر نہیں ہوں کہ لٹائے ہوئے پیسہ لوں بلکہ میرے ہاتھ میں پیسہ دو'' جیسے ہی ہاتھ میں پیسہ دیا تو اس فقیر نے اپنا کمبل اتار دیا۔ اس کمانڈر نے جیسے ہی دیکھا اس کے ہوش اڑ گئے، وہ فقیر کے بھیس میں اورنگ زیب تھے، رنگے ہاتھوں پکڑنا چاہتے تھے۔ اورنگ زیب نے 4 ہاتھی منگوائے اور دونوں ہاتھ پاؤں باندھ کر اس کمانڈر کو مار ڈالا۔ اس کے بعد ''شکنتلا'' بیٹی کے گھر گئے، ایک گلاس پانی پیا، گھر کے کونے میں نماز پڑھی، اللہ کا شکر ادا کیا: ''اے اللہ! تیرا شکر ہے تو نے مجھے بیٹی کی عزت بچانے کی توفیق دی'' پنڈت جی نے ''اورنگ زیب کے اس انصاف کو لکھا ہے۔ اور اورنگ زیب کے انصاف کی یاد میں ''مسجد'' بھی بنوائی ہے، اسے ''دھرارا مسجد'' کہتے ہیں۔ ''مادھو راؤ کا دھرارا'' بھی کہتے ہیں، ''دھنے ڈا کی مسجد'' بھی کہتے ہیں۔ ''بنارس'' جا کر اس مسجد کو دیکھ سکتے ہیں)۔

مدھیہ پردیس، جبل پور کے پاس ''چتر کوٹ'' میں مسجد نما ''مندر'' اورنگ زیب نے بنوائی ہے

☆''سوشیل کمار شری واستو'' کی گواہی:

''الٰہ آباد یونیورسٹی'' کے ریٹائرڈ پروفیسر نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں اس کا ذکر کیا ہے۔ کتاب کا نام ہے۔(The disputed Mosque its an investigating Enquiry) اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ پجاری نے کہا اورنگ زیب نے لگان (آمدنی) کے لئے پورا گاؤں اس مندر کو دے دیا۔ ہندو رعایا کے لئے مسجد نما مندر بنوایا۔

’’اورنگ زیب‘‘ نے ’’مندروں‘‘ کو ’’دان‘‘ دیا ہے

’’رام پنیانی‘‘ کہتے ہیں :۔’’اورنگ زیب‘‘ نے مندروں کو توڑوایا تو یہ کہانی بھی ایک دُکھت کہانی ہے۔کچھ سالوں پہلے دلی میں اورنگ زیب روڈ کا نام بدلا گیا۔اس کے خلاف نفرت پھیلائی جاتی ہے۔میں اس کا سمرتھن (طرف داری) نہیں کرتا۔مگر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ’’حکومت‘‘ کو پھیلانا مقصد تھا۔ستا (حکومت) کی لڑائی تھی۔کہا جاتا ہے کہ ایک طرف جہاں وہ ’’کاشی‘‘ کا ’’وشوناتھ مندر‘‘ کو توڑواتے ہیں۔(وہاں کے پجاری نے بلایا تھا کہ یہاں سب کچھ صحیح نہیں چل رہا ہے اور خزانے کو دفن کیا گیا ہے۔اس نے تو مسجد بھی توڑوائی تھی جس میں خزانے کو چھپا کر رکھا گیا تھا۔اندرا گاندھی نے اپنے دور میں مجرموں کو پکڑنے کے لئے ’’گولڈن ٹیمپل۔پنجاب‘‘ گرودوارے پر حملے کی اجازت دی تھی)۔(مرتب)

ڈاکٹر رام پنیانی کہتے ہیں:۔(’’اورنگ زیب‘‘ کے بارے میں دوسری طرف یہ ہے کہ:

(1) اورنگ زیب مدھیہ پردیس ’’اجین‘‘ میں ’’مہا کال‘‘ کے مندر کو دان (مال) دیتے ہیں۔

(2) آسام میں ’’گوہاٹی‘‘ میں ’’کمکھیا دیوی‘‘ کے مندر کو دان (مال) دیتے ہیں۔

(3) اتر پردیش میں ’’رنداون‘‘ میں ’’بھگوان کرشن‘‘ کے مندر کو دان دیتے ہیں رام پنیانی کہتے ہیں کہ بھارت کے ایک اتہاس کار ’’ڈاکٹر پانڈے‘‘ ہیں انھوں نے اپنی کتاب میں ’’اتر بھارت‘‘ میں اورنگ زیب‘‘ نے الگ مندروں کے پجاریوں کو فرمان جاری کیا تھا اس کو جمع کیا ہے۔فرمان ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ اورنگ زیب نے اس مندر کو اتنا دان (مال) دیا اور اس مندر کو اتنا دان (مال) دیا۔کسی مندر کے رکھ رکھاؤ کے لئے زمین دے دی۔کسی راجہ کے سمرتھن (طرف داری) کی کوئی بات نہیں ہے۔سکھ راجاؤں یا مراٹھا راجاؤں کے خلاف اسلام کی بات میں سچائی یہ ہے کہ ’’حکومت‘‘ کی لڑائی تھی)۔

☆ رام پنیانی کہتے ہیں: (’’اورنگ زیب‘‘ ایسا راجا تھا کہ سرکاری خزانے سے خود کا

خرچ نہیں کرتا تھا،خود کے خرچ کے لئے ٹوپیاں سیتا تھا یا قرآن لکھتا تھا۔اس کے اپنے بھائی ''داراشکوہ'' سے اس کی لڑائی سیاسی تھی۔حکومت کے لئے تھی۔وہ لڑائی ''راج پریوار'' میں چلنے والی لڑائیوں میں سے ایک ہے۔ڈاکٹر رام پنیانی کہتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی ہو چکا ہے۔''اشوک'' نے بھی ستا(حکومت) کے لئے اپنے ۹۹ بھائیوں کو قتل کروایا۔آپ کو یاد ہوگا ''نیپال'' میں راجہ ''گیانیندر'' نے اپنے بھائی کے پورے ''پریوار'' کا قتل کرادیا۔یہ حکومت کی لڑائی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ آج کے مسلمانوں کو مغلوں سے جوڑنا اور ''اورنگ زیب'' سے جوڑنا صحیح نہیں ہے۔''حکومت'' کے لئے لڑنا اور ''دین'' کے لئے لڑنا دونوں الگ الگ ہے۔(آپ (You Tube) پر ان کا لیکچر سن سکتے ہیں)

''اورنگ زیب'' نے ''مسجد'' کو کیوں توڑا؟

☆ ''ڈاکٹر رام پنیانی'' کہتے ہیں۔کہ ''اورنگ زیب'' نے مسجدوں کو دان دینے کے ساتھ ساتھ ایک ''مسجد'' کو بھی توڑا ہے:

ڈاکٹر رام پنیانی کہتے ہیں:(تاریخ پڑھتے وقت تعجب کی بات یہ ملی کہ اورنگ زیب نے مسجد کو بھی توڑا ہے۔بات یہ ہے کہ ''گولکنڈہ'' کے نواب نے ۳ سال تک لگان (جزیہ۔ٹیکس) نہیں دیا۔اورنگ زیب مہاراجہ تھے۔کسان کس کو ٹیکس دیتا ہے؟ مالدار کو اور مالدار دیتا ہے راجہ کو اور راجہ دیتا ہے مہاراجہ کو۔اورنگ زیب نے ''گول کنڈہ'' کے راجہ سے پوچھا آپ نے ٹیکس کیوں نہیں دیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرے راج میں ''سوکھا'' پڑا ہوا ہے۔جب لوگ مجھے نہیں دے رہے ہیں تو میں آپ کو کیسے دوں؟ اورنگ زیب بڑا چالاک تھا۔جاسوس کو بھیجا تو پتہ چلا کہ وہاں کے راجہ نے ساری دولت ''مسجد میں تہہ خانہ'' بنا کر رکھ دی ہے۔تو اب کیا ہوگا؟ توڑے گا ہی۔ہم صرف مندر توڑنے کی بات یاد رکھتے ہیں۔مندروں کو کیوں توڑا؟ وہ بھی یاد رکھیں۔مندروں کے ساتھ ساتھ مسجدوں کو بھی توڑا ہے۔مسجدوں کو دان دیا تو مندروں کو بھی دان دیا ہے۔

ایک ہندوراجا’’راجاہرش دیو‘‘نے بھی’’مندر‘‘توڑوائے:

☆ ’’ڈاکٹررام پنیانی‘‘ کی گواہی:

ایک کتاب’’راج ترنگنی‘‘میں’’راجاہرش دیو‘‘ کا یہ واقعہ موجود ہے:

گیارہویں صدی میں ایک’’ہندو راجا‘‘ تھے۔ نام تھا’’راجا ہرش دیو‘‘۔ایک کتاب ’’راج ترنگنی‘‘میں یہ واقعہ موجود ہے۔ایک نئے عہدہ (پوسٹ) کی شروعات کی اس کا نام تھا’’دیو۔اتپٹنگ، نائیک‘‘(وہ ادھیکاری جو دیوتاؤں کی مورتیاں اکھاڑنے والے) ایسا پوسٹ ہندوراجا نے کیا یا مسلم راجا نے؟ ہندوراجا نے۔اورآگے ہے کہ اس بادشاہ نے آفسروں سے کہا کہ سونے چاندی کی مورتیاں اورہیرے جواہرات والی توڑنا، اور پتھر کی مورتیاں عام لوگوں کے لئے چھوڑ دینا۔

☆ ڈاکٹررام پنیانی کہتے ہیں:

کہ ایک اوراتہاس کار(تاریخ داں)’’رچرڈ ہیڈن‘‘ وہ لکھتے ہیں:’’کہ پراچین کال‘‘ میں مندروں کوتوڑا گیا۔’’پراچین کال‘‘میں مندروں کوتوڑنے کے لئے مسلم راجا موجود تھے؟ جی نہیں۔’’رچرڈ ہیڈن‘‘ کہتے ہیں کہ جب دوہندوراجا لڑتے تھے تو جیتنے والا ہندو راجاہارنے والے ہندوراجا کے’’کل دیوتا مندروں‘‘کوتوڑکرخود’’کل دیوتا کا مندر‘‘ بناتا تھا۔جیتنے والا ہارنے والے کا اپمان (بےعزتی) کرتا تھا۔اور بتانا چاہتا تھا کہ اب سے میں یہاں کا راجہ ہوں۔بات صاف ہے حکومت اور دولت کے لئے آپس میں لڑتے تھے اور دوسروں سے بھی لڑتے تھے۔اورنگ زیب نے’’گووندسنگھ‘‘ کے بیٹوں سے اسلام قبول کرنے کے لئے کہا۔

☆ ’’راجہ‘‘لوگ’’دھرم‘‘پریورتن (دھرم بدلنے) کے لئے نہیں بلکہ’’حکومت‘‘اور’’دولت‘‘ کے لئے آتے ہیں:

☆ بھارت کی پہلی مسجد’’کیرلا‘‘میں بنی ہے۔مالابارمیں۔دہلی میں ہونی چاہئے اس لئے کہ

مسلم بادشاہوں کی راجدھانی دہلی رہی ہے۔
کس نے بنائی تھی؟ ہندو راجا نے۔ کیوں بنائی؟ اس لئے کہ عرب تاجر وہاں آتے تھے تجارت کرتے تھے۔ ان کے لئے مسجد بنائی۔ مگر آج تو مسجد توڑی جارہی ہے۔

☆ اگر دھرم پریورتن کے لئے آتے تو سب سے زیادہ مسلم آبادی کہاں ہونی چاہئے؟ دہلی میں۔ مگر 2018ء کے سروے میں ہے کہ دہلی میں مسلم آبادی ''8'' فیصد ہے۔ اور مسلمانوں کی زیادہ تعداد بھارت میں کہاں ہے؟۔ ''کیرل'' ''بنگال'' ''آسام'' میں ہے۔

☆ ''ڈاکٹر رام پنیانی'' کہتے ہیں کہ ''راجا اشوک'' نے بھارت میں پریم سے ''دھرم'' کا پرچار کیا ہے:

☆ ''سوامی ویکانند'' ذات سسٹم پر طنز کرتے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بالکل غلط کہ اسلام تلوار سے پھیلا۔

☆ پنڈت جواہرلال نہرو اپنی کتاب (ڈسکوری انڈیا) میں کہتے ہیں کہ: ''80 فیصد مسلمان شودر ذات سے ہیں۔'' آج شودر کو مندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔

☆ ایک گیت کار ہیں ان کو بہت پُرسکار (انعام) ملا ہے۔ اے آر رحمان۔ ان کا اصلی نام کیا ہے؟ ''دلیپ کمار''۔ باپ کو کینسر ہوا ایک مسلمان سے ملاقات ہوئی اس نے دلاسہ دیا اور وہ اس سے متاثر ہوکر مسلمان ہو گئے۔

☆ 1956ء میں ''ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر'' نے ''بدھ مت'' قبول کرلیا۔

☆ آج مراٹھی بھاشا کے نام پر لوگ لوگوں کو مار رہے ہیں۔ جب کہ ان کے بچے ''کنوینٹ اسکول'' میں پڑھتے ہیں۔ مراٹھی اسکول میں پڑھنا چاہئے۔ کرسچن اسکول میں پڑھتے ہیں۔ مراٹھی کے نام پر لوگوں کو مار رہے ہیں۔

☆ ''ڈاکٹر رام پنیانی'' کہتے ہیں:۔ کہ ''راجہ'' ''لوگ'' ''راج'' کیوں کرتے تھے؟

☆ ''بہادر ظفر'' کی قیادت میں انگریزوں سے ''پہلی کرانتی'' شروع ہوئی۔

☆ دھرم پریورتن (دھرم چینج کرانے) کے لئے نہیں، بلکہ ستا (حکومت) اور دولت کے لئے:

☆ ''ڈاکٹر رام پنیانی'' کہتے ہیں:۔ ہمارے من میں کیا چل رہا ہے کہ ہمارے ہندو راجا ''Very Good''۔ بہت اچھے''۔ اور ہمارے مسلم راجا ''Very Bad'' بہت خراب'' راجہ کو ''دھرم'' کے چشمے سے نہ دیکھیں۔

☆ ''ڈاکٹر رام پنیانی'' کہتے ہیں:۔ 1857ء کے بعد انگریزوں نے شروع کی (Divide And Role) ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو''۔ کے مشن کے تحت مسلم بادشاہوں کے خلاف اتہاس (تاریخ) کو بدلا گیا ہے۔ ہندوستانیوں کو الگ اتہاس بتایا اور پاکستانیوں کو الگ اتہاس بتایا۔ پاکستانیوں کے لئے ''اورنگ زیب'' ہیرو ہیں۔ بڑے اچھے انسان ہیں۔

انگریزوں نے ہندوستان پر کیسے قبضہ کرلیا؟

☆ انگریز تاجر بن کر آئے اور ''غاصب۔لٹیرے'' بن گئے۔

انگلینڈ کی ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' کا ہندوستان میں 1612ء سے 1947ء تک (لگ بھگ 335 سال) کا سفر

1757ء سے 1857ء تک سامراجی جارحیت کے سو (100) سال:

☆ انگلش ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' 1600ء میں ''لندن'' میں قائم ہوئی۔ انگلینڈ کے تاجر ہندوستان سے تجارت کرنا چاہتے تھے۔

☆ 1612ء میں انگریز مغل بادشاہ ''جہانگیر'' کے دور میں ''تاجر'' بن کر آئے۔ (جہانگیر کا دور 1605ء سے 1627ء تک لگ بھگ (22) سال ہے)۔ اور مغل بادشاہ ''جہانگیر''

سے سفارتی تعلقات قائم کرلیا۔ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان کے مشرقی ساحل پر واقع شہر''مچھلی پٹنم''(آندھرا پردیش،انڈیا)۔میں اپنی''پہلی فیکٹری''(گودام) قائم کیا۔اس کے بعد مغل بادشاہ ''جہانگیر'' سے ہونے والے ایک تجارتی معاہدے کے نتیجے میں ہندوستان کے کئی ساحلی شہروں میں فیکٹریاں اورتجارتی کوٹھیاں قائم کرنے کی اجازت مل گئی۔

☆ 1647ء تک کمپنی نے سورت،احمد آباد،آگرہ،مدراس،اورممبئی سمیت کئی شہروں میں فیکٹریاں اورتجارتی کوٹھیاں بنا چکی تھی۔

☆ کمپنی کا زیادہ تر کاروبار کپاس،ریشم،نیل،نمک،مصالحہ جات،تیارشدہ سوتی اورریشمی کپڑااور چائے کی تجارت پر مبنی تھا۔

☆ 1661ء میں جب مغل بادشاہ''اورنگ زیب'' نے انگریزوں کے عزائم کو بھانپ لیا توان کوہندوستان سے باہر کردیا:

اورنگ زیب کا دور 31/جولائی 1658ء سے 3/مارچ 1707ء تک لگ بھگ (50) سال ہے۔اورنگ زیب ہندوستان کے اس نقشے کا بانی ہے۔افغانستان تک بھارت کی سرحد تھی۔انگریز پھر دوبارہ ہندوستان واپس آکر اجازت لی۔کافی منت سماجت کی تو اجازت مل گئی۔اورکلکتہ شہرخریدکراپنا فوجی قلعہ تعمیر کیا۔اس کے بعد مدراس میں اپنی کمپنی قائم کی۔اور آہستہ آہستہ ملک کے انتظامی امور میں داخل ہوگئے اوران کااثر اتنا بڑھا کہ اس زمانے کے بادشاہ کے لئے کسی معاملہ میں ان کو نظر انداز کرنا ناممکن تھا۔ہندوستانی حکمرانوں کی کمزوری کا فائدہ اٹھاکر''کرناٹک'' پربھی قبضہ جمالیا۔

☆ 1690ء میں کلکتہ کے نزدیک دریائے ہوگلی کے کنارے کمپنی نے (مغل حکومت کی اجازت سے) ہندوستان میں اپنی پہلی''کالونی'' قائم کی۔سترہویں صدی کے اختتام تک''ایسٹ انڈیا کمپنی'' کی ہندوستان میں موجودگی تین بڑے یونیٹوں،مدراس،بنگال اورممبئی''پریذیڈینسی'' کی شکل اختیار کرچکی تھی۔

☆ 1707ء میں ''انگلستان'' اور ''اسکاٹ لینڈ'' میں الحاق کے بعد کمپنی کا نام تبدیل کر کے ''برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی'' رکھا گیا۔

☆ اٹھارہویں صدی کی پہلی پانچ دہائیوں میں کمپنی کی تجارت اور منافعوں میں بے پناہ اضافہ ہوا اور اسی عرصے میں اس نے ہندوستان میں اپنا حلقہ اثر قائم کرنے کی لڑائی میں یکے بعد دیگرے اپنے تمام یورپی حریفوں کو شکست دیتے ہوئے ہندوستان میں تجارتی اجارہ داری قائم کر لی۔ کاروبار میں وسعت، بلند منافعوں، بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ اور یورپی حریفوں سے چھٹکارے کے نتیجے میں کمپنی کی طاقت اور خود اعتمادی میں بے پناہ اضافہ ہوا اور وہ کمزور ہو کر بکھرتی ہوئی مغل سلطنت کے چھوڑے ہوئے خلا کو بھرنے لگی۔

آزادی کی اہمیت:

☆ نبی ﷺ اس لئے بھی آئے تھے کہ لوگوں کو ''آزاد'' کرائیں۔

☆ آزادی بہت بڑی نعمت ہے۔اور غلامی سب سے بڑی مصیبت ہے۔

محترم قارئین! آزادی بہت بڑی نعمت ہے۔اور غلامی سب سے بڑی مصیبت ہے۔ نبی ﷺ کی بعثت کا ایک مقصد لوگوں کو غلامی سے آزاد کرانا بھی تھا۔اللہ کا فرمان ہے۔اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔

(سورہ اعراف:سورہ نمبر: 7، آیت نمبر: 157)﴿وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾ ''اور (نبی ﷺ) لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے، ان کو دور کرتے ہیں''۔

☆ انسانوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی بندگی کی طرف لائیں:۔

ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ کسریٰ کے دربار میں یہی پیغام لیکر گئے:(اَلْبِدَايَةُ وَالنِّهَايَةُ لِابْنِ كَثِيْرٍ:جلد نمبر:7،صفحہ نمبر:43، غَزْوَةُ الْقَادِسِيَّةِ) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے 14ہجری کے واقعہ میں لکھا ہے: ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ شاہ ایران رستم کے

دربار میں پہنچے اور کہا:

"اَللّٰهُ ابْتَعَثَنَا لِنُخْرِجَ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ إِلَى عِبَادَةِ اللهِ. وَمِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا إِلَى سِعَتِهَا. وَمِنْ جَوْرِ الأَدْيَانِ إِلَى عَدْلِ الإِسْلَامِ"

"اللہ نے ہمیں بھیجا ہے تا کہ ہم لوگوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی کی طرف اور دنیا کی تنگی سے آخرت کی وسعت کی طرف اور دوسرے مذاہب کے ظلم وناانصافی سے اسلام کے انصاف کی طرف لائیں"۔

پرندے بھی قید میں تکلیف محسوس کرتے ہیں:

علامہ اقبال رحمہ اللہ نے غلام قوم کے احساسات کو پرندوں کی فریاد کی طرح ذکر کیا ہے:

آتا ہے یاد مجھ کو، گزرا ہوا زمانا
وہ باغ کی بہاریں، وہ سب کا چہچہانا
آزادیاں کہاں، وہ اب اپنے گھونسلے کی
اپنی خوشی سے آنا، اپنی خوشی سے جانا
لگتی ہے چوٹ دل پر، آتا ہے یاد جس دم
شبنم کے آنسوؤں پر کلیوں کا مسکرانا
وہ پیاری پیاری صورت، وہ کامنی سی مورت
آباد جس کے دم سے، تھا میرا آشیانا
آتی نہیں صدائیں، اس کی مرے قفص میں
ہوتی مری رہائی اے کاش میرے بس میں
کیا بدنصیب ہوں میں گھر کو ترس رہا ہوں
ساتھی تو ہیں وطن میں، میں قید میں پڑا ہوں
آئی بہار کلیاں پھولوں کی ہنس رہی ہیں

میں اس اندھیرے گھر میں قسمت کو رو رہا ہوں
اس قید کا الٰہی! دکھڑا کسے سناؤں
ڈر ہے یہیں قفص میں، میں غم سے مر نہ جاؤں
جب سے چمن چھٹا ہے یہ حال ہوگیا ہے
دل غم کو کھا رہا ہے، غم دل کو کھا رہا ہے
گانا اسے سمجھ کر خوش ہوں نہ سننے والے
دکھے ہوئے دلوں کی فریاد یہ صدا ہے
آزاد مجھ کو کردے او قید کرنے والے
میں بے زباں ہوں قیدی، تو چھوڑ کر دعا لے

1740ء سے 1947ء (لگ بھگ 207 سال) تک ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیاں

☆ 1740ء سے 1857ء (لگ بھگ 117 سال تک) ہندوستان کی آزادی کے لئے مسلمان ہی لڑے ہیں۔

☆ اور 1857ء سے 1947ء (لگ بھگ 90 سال تک) ہندوستان کی آزادی کے لئے سب لوگ مل کر لڑے ہیں۔

☆ 1740ء میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف "جہاد فی سبیل اللہ" کی روح پھونکی:

☆1740ء میں مکہ سے "شیخ ابوطاہر مدنی" سے تعلیم حاصل کرکے لوٹنے کے بعد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کی روح پھونکی:

محترم قارئین! سیاستداں جنگ آزادی کی شروعات (1857ء) سے کرتے ہیں مگر ہم علماء جنگ آزادی کا آغاز ''شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ'' کے دور (1740ء) سے کرتے ہیں۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔(پیدائش 1703ء۔وفات 1762ء)۔

(1) جنگ آزادی کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی پیدائش سے پہلے ایک عجیب انقلاب برپا تھا جس میں شہنشاہیت کا آفتاب ڈھلتے ڈھلتے غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ 1707ء میں اورنگ زیب کے انتقال کے بعد وہ قیامت برپا ہوئی کہ ملک کا شیرازہ بکھر گیا۔انگریز جس پر ''اورنگ زیب'' کے دادا ''جہانگیر'' نے مہربانیوں اور شاہانہ عنایت کی بارش کی تھی جن کو اورنگ زیب کے باپ ''شاہ جہاں'' نے خلوص وہمدردی کے ساتھ اپنے دامن میں پناہ دی تھی۔جن کو ''اورنگ زیب'' نے پہلے ملک بدر کیا تھا۔پھر معاف کر کے تجارت کی اجازت دی تھی۔

(2) 1703ء میں دہلی کے ایک شخص عبدالرحیم کے یہاں ایک بچے نے آنکھ کھولی جن کو دنیا ''شاہ ولی اللہ محدث دہلوی'' کے نام سے جانتی ہے۔پیدائشی نام ''قطب الدین احمد'' ہے۔مجدد الف ثانی کے انتقال کے تقریباً 80 سال کے بعد پیدا ہوئے۔

(3) 7 سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا۔ابھی وہ چار سال کے تھے کہ بادشاہ ''اورنگ زیب'' کا انتقال ہو گیا۔

(4) 1740ء میں شاہ صاحب ''مکہ'' سے ''شیخ ابو طاہر مدنی'' سے تعلیم لیکر آئے تو دیکھا کہ انگریز ہندوستان کے چار بڑے بڑے صوبوں پر قابض ہو چکے ہیں اور پورے ہندوستان پر قبضہ کرنے کی اس کی کوششیں جاری ہیں۔تو شاہ صاحب کو خیال آیا کہ ملک ہمارا اور اس پر قبضہ انگریز کا!

(5) شاہ صاحب نے مسلمانوں میں جہاد کی چنگاری پیدا کر دی اور قرآن کریم کا فارسی میں ترجمہ کیا۔اس وقت ہندوستان کی سرکاری زبان فارسی تھی اور انہوں نے قرآن کے ذریعہ لوگوں میں جہاد فی سبیل اللہ کی روح پھونکی۔جس کا مقصد انگریزوں کو اپنے ملک

سے باہر کرنا تھا۔آخرکار اسی جدوجہد میں 1762ء میں شاہ صاحب کی وفات ہوگئی۔

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لوگوں میں قرآن وحدیث کی روح پھونکی۔جاہلانہ ماحول کو سمجھنے کے لئے ایک واقعہ کافی ہے:

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مولانا محمد فاخرزائر الہ آبادی کا واقعہ:

''مولانا فاخرزائر الہ آبادی دہلی تشریف لائے۔دلی کی جامع مسجد میں ایک جہری نماز میں بلند آواز سے آمین کہہ دیا۔دہلی میں یہ پہلا واقعہ تھا،لوگ برداشت نہ کر سکے۔ لوگوں نے مولانا کو گھیر لیا تو مولانا نے فرمایا:اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا تمہارے شہر میں سب سے بڑا عالم جو ہو اس سے مسئلہ دریافت کرو۔لوگ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں لے گئے۔شاہ صاحب نے مسئلہ دریافت کرنے پر فرمایا:حدیث سے بآواز بلند آمین ثابت ہے۔مجمع چھٹ گیا۔اب صرف مولانا فاخر اور شاہ صاحب موجود تھے۔فاخرزائر صاحب نے شاہ صاحب سے عرض کیا:آپ کھلیں گے کب؟تو شاہ صاحب نے جواب دیا:اگر کھل گیا ہوتا تو آج آپ کو کیسے بچا لیتا؟''

(تراجم علماء اہل حدیث ہند)

1754ء:

☆ 1754ء میں بنگال کے نواب سراج الدولہ کے نانا ''علی وردی خان'' نے سب سے پہلے انگریز سے باقاعدہ اور منظم جنگ لڑی:

کولکتہ(کلکتہ) میں انگریزوں کی دو جگہیں کافی مشہور تھیں:(1)ڈائمنڈ ہاربر۔ (Diamond Harbour)۔(2)اور فورٹ ولیم(Fort William)۔

☆ علی وردی خان نے ''فورٹ ولیم'' پر حملہ کر کے انگریزوں کو ''ڈائمنڈ ہاربر'' میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔

1757ء:

☆ ''23''جون 1757ء کی''جنگ پلاسی''اور''میر جعفر'' کی غداری۔

☆ 1757ء میں''پلاسی کی جنگ''میں''میر جعفر'' کی غداری سے بنگال کے نواب''سراج الدولہ'' کوشکست ہوئی۔

☆ نواب سراج الدولہ کی شکست کے بعد بنگال میں برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کے اقتدار کا سورج طلوع ہوا۔

سلطنت مغلیہ کا سب سے خوشحال صوبہ''بنگال'' تھا۔نواب علی وردی خان نے اپنے نواسےنواب سراج الدولہ کوتخت وتاج حوالہ کرتے وقت بستر مرگ پر یہ وصیت کی تھی کہ فرنگی اقوام نے ملک میں جو طاقت پیدا کرلی ہے اس کو دھیان میں رکھنا اگر خدا مجھ کو زندہ رکھتا تو تمہاری یہ فکر بھی دور کردیتاانہیں قلعہ بندی اورفوج رکھنے کی کبھی بھی اجازت نہیں دیتا۔وصیت کی وجہ سےنواب سراج الدولہ ہروقت تیاررہتا تھا۔

23جون۔1757۔میں بنگال کےنواب''سراج الدولہ''اورانگریز جرنیل''کلائیو'' کے درمیان''جنگ پلاسی'' ہوئی ہے۔''پلاسی'' کلکتہ سے''70'' میل کے فاصلے پر''دریائے بھاگیرتی'' کے کنارے''قاسم بازار'' کے قریب واقع ہے۔ انگریز جنرل''کلائیو'' نے ''میر جعفر'' کے ساتھ مل کر سازش کی۔ میر جعفر سراج الدولہ نے نانا ''علی وردی خان'' کا بہنوئی تھا۔اس کونوابی کالالچ دے کرتوڑ دیا گیا۔کلائیو''3000''فوج لےکرنواب پر چڑھ آیا۔اس کی فوج میں''500'' گورے تھے۔اور۔''2500''ہندوستانی تھے۔اورنواب سراج الدولہ کے پاس''68,000''فوج تھی مگر میر جعفر انگریز سے مل گیا تھا۔ وزیر میر جعفر کی غداری کی وجہ سے شکست کھا گئے۔ انگریزوں نے نواب سراج الدولہ کوگرفتار کرکےقتل کردیا۔نواب''سراج الدولہ'' بنگال کے آخری نواب تھے۔ لگ بھگ(5)سال۔1753ء سے 1757ءتک بنگال کےنواب رہے۔

میر جعفر کی غداری سے نواب سراج الدولہ ہار گئے۔اس شکست نے ہندوستان پر ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' کے سامراجی تسلط کی لڑائی میں ایک ''نئے عہد'' کا آغاز کیا۔اس کے بعد آنے والے 100 سالوں میں ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' نے مقامی حکمرانوں کے ساتھ مل کر درجنوں جنگیں لڑیں۔

1764ء:

☆ ''22'' اکتوبر 1764ء میں ''بکسر کی جنگ'':
☆ 1764ء میں ''بکسر کی جنگ'' میں مغل بادشاہ ''شاہ عالم''۔ ''اودھ۔لکھنؤ'' کے نواب ''شجاع الدولہ'' اور بنگال اور بہار کے ''میر قاسم'' کو شکست:
☆ ''بکسر'' بہار کی راجدھانی پٹنہ سے (130) کیلومیٹر دور گنگا کنارے پر ہے:

اس جنگ میں ایک طرف ''انگریز'' تھے۔''Hector Munro'' انگریزوں کے کمانڈر تھے۔فوج ''8000'' تھی۔اور دوسری طرف ''بنگال'' سے ''میر قاسم''، ''اودھ'' کے نواب ''شجاع الدولہ'' اور مغل بادشاہ ''شاہ عالم ثانی'' مل کر لڑے تھے۔ فوج ''40,000'' تھی۔جس میں انگریز جیت گئے تھے۔یہ جنگ ''گنگا'' کنارے ''بہار کی راجدھانی۔پٹنہ'' سے ''130'' کلومیٹر دور ''بکسر'' کے مقام پر لڑی گئی۔''تن کے اجلے، من کے کالے، گوری چمڑی والے'' (Divide And Role) ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' پر عمل کرنے والے ''بکسر کی جنگ'' میں جیت گئے۔یہ انگریز غلط فہمیاں پیدا کرتے تھے۔رشوتیں دیتے تھے۔لالچ دیتے تھے۔

انگریزوں نے ''میر جعفر'' کو سراج الدولہ سے غداری کے عوض بنگال کا نواب بنا دیا مگر نااہلی اور ''میر قاسم'' سے ایک متعین رشوت کے تحت جعفر کو معزول کر کے اس کے داماد ''میر قاسم'' کو منتخب کر دیا۔لیکن اس کی ذہانت اور قابلیت نے جلد ہی انگریز کو ہوشیار کر دیا کیونکہ میر قاسم ''بہار'' سے ''اودھ'' آ کر نواب ''شجاع الدولہ'' سے مدد طلب کی اور دہلی کے مغل بادشاہ

''شاہ عالم ثانی'' کو لے کر انگریزوں سے مقابلہ کی ٹھانی۔مگر ''اودھ'' کے نواب ''شجاع الدولہ'' نے بے وفائی کی اور قاسم کو قید میں ڈال کر اپنی فوج اور دلی سے بادشاہ ''شاہ عالم ثانی'' کی فوج کے ساتھ انگریزوں سے مقابلہ پر نکلا۔اور بہار میں پٹنہ سے (130) کیلومیٹر دور گنگا کنارے ''بکسر'' کے میدان میں 22/اکتوبر 1764ء کو زبردست مقابلہ ہوا جس میں بادشاہ ''شاہ عالم ثانی'' کو شکست ہوئی اور ''اودھ'' سے لیکر ''بنگال'' تک انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔

1799ء:

☆ 1799ء شیر میسور مجاہد آزادی ٹیپو سلطان کی شہادت۔
☆ 1799ء۔شیر میسور مجاہد آزادی ٹیپو سلطان کو ''میر صادق'' کی غداری سے شکست ہوئی۔
☆ 1799ء: جمہوری آزادی کی پہلی تحریک اور قومی یکجہتی کے آغاز کا علمبردار ٹیپو سلطان۔

تاریخی دستاویز کے حساب سے ''ریاست میسور'' کے شیر ٹیپو سلطان نے ہندوستان سے انگریزوں کو نکال باہر کرنے کی بھرپور کوشش کی۔3 یا 4 جنگ وہ جیت چکے تھے۔انگریز بدلہ لینے کے لئے لگا رہا اس لئے انگریزی ایجنٹ اور اپنے ہی وزیر ''میر صادق'' کی غداری سے شکست کھا گئے۔انگریزوں نے شیر میسور کو ''سرنگا پٹنم''۔ میں قتل کیا۔اس وقت انگریز کی ''ایسٹ انڈیا'' کمپنی کے فوجی افسر نے لاش پر کھڑے ہو کر کہا تھا: ''آج ہندوستان ہمارا ہے''۔ٹیپو سلطان کے وہ جملے کافی مشہور ہیں۔''شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی 100 سالہ زندگی سے بہتر ہے''۔ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد انگریزوں کی ہمت اور بڑھ گئی اور انہوں نے پنجاب، سندھ، اودھ (لکھنؤ) اور برما (میانمار) پر قبضہ کر لیا۔اب ٹیپو سلطان جیسا بہادر کیسے پیدا ہوگا؟

☆ شاعر نورالدین نور (گلبرگہ، کرناٹک، انڈیا) نے کیا ہی خوب کہا ہے:

نیکی کا رجحان کہاں سے آئے گا
لاشوں میں وجدان کہاں سے آئے گا

مائیں دودھ کے ساتھ ہی خوف پلاتی ہیں
پھر ٹیپو سلطان کہاں سے آئے گا

1803ء

☆ 1803ء میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بڑے بیٹے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے سب سے پہلا اعلان کیا ''آج ہمارا ملک غلام ہوگیا اس غلام ملک کو آزاد کرانے کے لئے ہر مسلمان پر جہاد فرض ہے''۔اس وقت کسی کو ہمت نہیں تھی۔مدرسوں میں رہنے والے لوگ تھے۔مدرسے کو ختم کردیا گیا۔

☆ 1831ء میں تحریک شہیدین کا ''بالاکوٹ'' میں انجام:

☆ ''تحریک شہیدین'' ہندوستان کی آزادی کی ایک اہم کڑی ہے۔

☆ ''تحریک شہیدین'' کا ذکر کئے بغیر ہندوستان کی آزادی کا تصور ''ادھورا'' ہے۔

☆ شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ اور سید احمد شہید رحمہ اللہ ''بالاکوٹ'' میں افغانوں کی غداری کی وجہ سے شہید ہو گئے:

محترم قارئین! ''تحریک شہیدین'' پر کم وبیش دوسوسال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی آج تک لوگوں کی زبانوں پر اس کا ذکر جمیل اسی طرح جاری ہے جیسے کہ ابھی ابھی چند دنوں قبل کی بات ہو۔ ملک اور بیرون ملک میں کوئی بھی سیمینار اور کانفرنس ہو جس کا کسی بھی اعتبار سے ہندوستان کی جنگ آزادی سے تعلق ہو ممکن ہی نہیں کہ اس کے تذکرے کے بغیر پوری ہو جائے۔ ''تحریک شہیدین'' نے اپنے فولادی ارادوں سے اپنی انتھک محنت سے غلام ہندوستان کو غلامی سے آزادی کے لئے ایک نئی روح پھونک دی۔جس کی وجہ سے ہمیں سوسال بعد آزادی نصیب ہوئی۔ ''تحریک شہیدین'' ہندوستان کی آزادی کی ایک اہم کڑی ہے۔اس

تحریک کا ذکر کئے بغیر ہندوستان کی آزادی کا تصور ادھورا ہے۔اس تحریک کی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ جس زمانے میں یہ تحریک شروع ہوئی اس زمانے میں مسلمان زندگی کے تمام شعبے میں تنزلی کا شکار تھے۔دینی،اخلاقی اور سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کی اصلاح اور رہنمائی کی سخت ضرورت تھی۔

☆ **''تحریک شہیدین'' نے لوگوں کی دینی،اخلاقی اور سیاسی اعتبار سے رہنمائی کی:**

☆ **سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے''تحریک شہیدین'' کی اہمیت بتاتے ہوئے کہا:**

مولانا سید سلیمان ندوی کہتے ہیں:''تیرہویں صدی میں جب ایک طرف ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی طاقت فنا ہو رہی تھی اور دوسری طرف ان میں مشرکانہ رسوم و بدعات کا زور تھا۔مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ اور سید احمد شہید رحمہ اللہ کی مجاہدانہ کوششوں نے تجدید دین کی نئی تحریک شروع کی۔یہ وقت تھا جب سارے پنجاب پر سکھوں کا اور باقی ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ تھا۔ان دو بزرگوں نے اپنی بلند ہمتی سے اسلام کا علم اٹھایا اور مسلمانوں کو اسلام کی دعوت دی۔جس کی آواز ہمالیہ کی چوٹیوں اور نیپال کی ترائیوں سے لیکر خلیج بنگال کے کناروں تک یکساں پھیل گئی اور لوگ جوق در جوق اس علم (جھنڈے) کے نیچے جمع ہونے لگے''۔(مقدمہ''تحریک شہیدین'' جلد نمبر 1)

☆ **''لوگ قرآن وحدیث سے بالکل ناواقف تھے:**

☆ **مسلمانوں میں وہ تمام عقائد وخیالات موجود تھے جن کی وجہ سے نصرانی، یہودی اور مشرکین عرب بدنام ہیں:**

☆ **علی میاں ندوی رحمہ اللہ (سید ابوالحسن) نے''تحریک شہیدین'' کی اہمیت بتاتے ہوئے کہا:**

''اگر''شرک جلی'' دنیا میں کوئی چیز ہے اور لغت اور عرف وشرع میں اس کے کچھ معنی ہیں تو صاف صاف مسلمانوں میں کثرت سے موجود تھی۔قبروں اور مردوں کے متعلق ایک مستقل شریعت بن گئی تھی۔جس کے واجبات اور مستحبات میں انہیں سجدہ کرنا، ان سے دعا مانگنا، بوسہ

دینا، نذریں اور چادریں چڑھانا، منتیں ماننا، قربانیاں کرنا، طواف کرنا، گانا بجانا، میلہ لگانا، تہوار (ہندوانہ) منانا، چراغاں کرنا، اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے متعلق وہ سب عقائد وخیالات موجود تھے جن کی وجہ سے نصرانی، یہودی اور مشرکین عرب بدنام ہیں۔ ہندوؤں اور شیعوں کی بکثرت رسوم مسلمانوں کی معاشرت کا جز بن گئی تھیں۔ اوران سے مشکل سے کوئی گھر خالی تھا۔ ان کی پابندی قرآن وحدیث اوراسلامی فرائض سے زیادہ کی جاتی تھی۔ شرک وبدعت اوراسراف وجہالت ان کے اجزائے ترکیبی تھے۔'' (مقدمہ ''تحریک شہیدین'' جلد نمبر 1)

☆ **''تحریک شہیدین'' کی محنت سے جاہلانہ رسم ورواج کا خاتمہ ہوا:**

خالد گھر جاکھی کہتے ہیں: ''چونکہ یہ تحریک (شہیدین) کوئی سیاسی تحریک نہ تھی، بلکہ یہ ایک ''تجدیدی تحریک'' تھی جس کے سامنے بیک وقت لوگوں کی اصلاح کا پروگرام بھی تھا اور ایسی حکومت کا قیام بھی تھا جو خالص کتاب وسنت کے قانون کی حامل ہو۔ چنانچہ ان دنوں بعض ملاؤں نے یہ فتویٰ دے رکھا تھا کہ اب حج فرض نہیں رہا۔ کیوں کہ انگریز وغیرہ سے جنگوں نیز اپنی خانہ جنگی کی وجہ سے راستہ صحیح نہیں ہے۔ نیز ہندوانہ ذہنیت کی وجہ سے بیوہ عورتوں کا نکاح بھی معیوب سمجھا جاتا تھا، چنانچہ اس بری رسم کو اپنے ہی گھر سے توڑا اور گھر میں جو بیوہ تھیں ان کا مناسب جگہوں پر نکاح کردیا اس کے بعد جلد ہی حج کا اعلان کردیا کہ آئندہ سال چارسو افراد حج کو جائیں گے''۔ (سوانح مولانا فضل الٰہی: جلد نمبر: 1 صفحہ نمبر: 31)

☆ **شہیدین کی تحریک سے منسلک مبلغین کیسے تھے؟**

''(1) عالم باعمل تھے۔ (2) کتاب وسنت کے شیدائی تھے۔ (3) لوگوں کے لئے بہترین نمونہ تھے۔ (4) ان حضرات سے عوام اسی طرح محبت کرتے تھے جیسے کوئی اپنے اکلوتے بیٹے سے ٹوٹ کر محبت کرتا ہے۔ (5) مولانا ولایت علی صادق پوری اور مولانا عنایت علی صادق پوری باضابطہ طور پر جہاد کے ساتھ ساتھ دعوتی امور کے لئے بھی متعین تھے۔

☆ **تحریک شہیدین کے ثمرات وبرکات:**

(1) تحریک کے ہاتھوں اللہ کی توفیق سے ہزاروں کی قسمت سنور گئی۔ (2) ان گنت

شہروں، بستیوں اور خاندان سے شرک و بدعات کی تاریکیاں چھٹ گئیں۔ (3) گمراہیوں کا ازالہ ہوا۔ (4) لوگ جوق در جوق راہ راست کی طرف آنے لگے۔

☆ علیم ناصری نے منظوم شکل میں تحریک شہیدین کے دعوتی کارناموں کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے:

بڑے چھوٹے دیہات اور شہران کی راہ میں آئے
جہاں ٹھہرے وہیں اللہ کے احکام پہنچائے

عوام الناس کو توحید کی تبلیغ فرمائی
حدیث مصطفیٰ غفلت زدہ لوگوں کو پہنچائی

عقائد کی کجی کی ہر طرح تردید فرمائی
بڑی شفقت سے ترک شرک کی تاکید فرمائی

رسمیں ہندوؤں کی مسلمانوں سے چھڑوائیں
نبی کی سنتیں جو مٹ چکی تھیں تازہ کروائیں

وہ جن کے مشرکانہ کام تھے سارے بدلوائے
جو سیدھے راہ سے بھٹکے ہوئے تھے راہ پر آئے

دلوں کی کھیتیاں اس ابر سے سیراب کر ڈالیں
زمین روح کی بنجر تھیں جو شاداب کر ڈالیں

(شاہنامہ بالاکوٹ صفحہ نمبر 113)

''1831ء میں بالاکوٹ'' میں ''تحریک شہیدین'' کا انجام:

☆ ''راجہ رنجیت سنگھ'' نے ''پنجاب'' اور ''سرحد'' کے مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی:

☆ لاہور کی شاہی مسجد پر سکھوں کا قبضہ تھا اور مسجد کے صحن میں گھوڑے باندھے جاتے تھے:

☆ لاہور کی شاہی مسجد کے حجروں میں سکھ فوجی رہتے تھے:

☆ 1799ء میں ٹیپو سلطان کے شہید ہونے کے بعد انگریزوں نے ''مرہٹوں'' کی طاقت توڑ کر 1803ء میں دہلی پر قبضہ کرلیا۔

☆ 1799ء میں ''راجہ رنجیت سنگھ'' لاہور پر قبضہ کرکے ایک مضبوط حکومت قائم کرلیا۔ایسے حالات میں ''سید احمد شہید'' اور ''شاہ اسماعیل شہید'' نے مسلمانوں کی دینی اصلاح کے ساتھ ساتھ جہادی تنظیم قائم کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔

☆ ''ہنٹر'' نے لکھا کہ انگریزوں کو تین کتابوں سے بہت ڈر لگتا تھا۔(1) شاہ اسماعیل شہید کی ''تقویۃ الایمان'' سے۔(2) سید احمد شہید کی ''ملفوظات سید'' سے۔(3) اور ''شرح وقایہ میں ''کتاب الجہاد'' سے۔

☆ شاہ اسماعیل شہید ''تقویۃ الایمان'' کے ذریعہ شرک وبدعات کی جڑ کاٹنے میں کامیاب ہوگئے۔

☆ سید احمد نے بیوہ عورتوں کے نکاح کا اجراء کیا۔خود سید صاحب نے اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کیا۔وہ اپنے مریدوں کو جہاد کی بھی تربیت دیتے رہے۔حج بیت اللہ کے بعد 1824ء میں ''سرحد'' کو مرکز بنا کر جہاد کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔ کیونکہ ''راجہ رنجیت سنگھ'' نے ''پنجاب'' اور ''سرحد'' کے مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی۔لاہور کی شاہی مسجد پر سکھوں کا قبضہ تھا اور مسجد کے صحن میں گھوڑے باندھے جاتے تھے۔شاہی مسجد کے حجروں میں سکھ فوجی رہتے تھے۔

☆ 1829ء میں ''پشاور'' اور اس کے علاقوں میں مجاہدوں کی حکومت قائم ہوگئی تو سکھوں پر رعب طاری ہوگیا۔ان دنوں ''راجہ رنجیت سنگھ'' کے فوجی ''سالار ہری سنگھ نلوہ'' نے صوبہ ''سرحد'' میں بدترین دہشت پھیلا رکھی تھی حتیٰ کہ مائیں اپنے بچوں کو سلاتے ہوئے کہتی تھیں: ''سوجاؤ ورنہ نلوہ پکڑ لے جائے گا''۔

☆ جب سید احمد شہید ''بالاکوٹ'' میں مقیم تھے اس زمانے میں راجہ رنجیت سنگھ کا بیٹا ''شیر

سنگھ'' اپنے دس ہزار فوجیوں کے ساتھ ''مظفر آباد'' کے علاقے میں گشت لگا رہا تھا۔

☆ 6رمئی 1831ء میں ''بالاکوٹ'' میں سکھوں اور مجاہدوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔سکھوں کی تعداد مجاہدوں سے کئی گنا زیادہ تھی۔شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید رحمہا اللہ ''بالاکوٹ'' میں افغانوں کی غداری کی وجہ سے شہید ہو گئے۔(تحریک سید احمد شہید)

☆ 1857ء میں مغلیہ سلطنت کے آخری بادشاہ ''بہادر شاہ ظفر'' کی قیادت میں آزادی کی ''پہلی کرانتی'':

☆''ڈاکٹر رام پنیانی'' کہتے ہیں:

1857ء میں ''منگل پانڈے'' نے چنگاری لگائی اور ''بہادر ظفر'' کی قیادت میں انگریزوں سے ''پہلی کرانتی'' شروع ہوئی۔''نانا صاحب پیشوا'' اور ''جھانسی کی رانی''۔ ہندو مسلم سب مل کر لڑے۔

پہلی جنگ آزادی کا آغاز نواب سراج الدولہ کے ذریعے 1757ء میں ہو چکا تھا۔البتہ مشترکہ طور ہر بلا تفریق مذہب وملت انگریزوں سے جنگ 1857ء سے ہوئی۔جس کا آغاز ''میرٹھ'' کے مقام سے ہوا۔انگریزی فوج میں شامل ہندو و مسلم سپاہیوں نے انگریز افسروں کے خلاف ''علم بغاوت'' بلند کیا۔عوام بھی بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔اس جنگ کو انگریزوں نے ''غدر'' کا نام دیا۔ملک کی آزادی میں مجموعی طور پر مسلمان سب سے آگے آگے تھے جس کی قیادت علماء کر رہے تھے۔علماء نے وطن عزیز ہندوستان کے لئے جو قربانیاں دی ہیں اس کی مثال ہندوستانی تاریخ میں نہیں ملتی۔

☆ 1857ء میں مغلیہ سلطنت کے آخری بادشاہ ''بہادر شاہ ظفر'':

☆ بہادر شاہ ظفر کو پہلے دہلی میں ''ہمایوں کے مقبرہ'' میں قید کیا گیا:

☆ بہادر شاہ ظفر کو زنجیر میں جکڑ کر میانمار (برما) کی راجدھانی ینگون (رنگون) منتقل کر دیا گیا۔ (''برما'' کو اب ''میانمار''۔اور ''رنگون'' کو ''ینگون'') کہا جاتا ہے۔

اسی قیدو بند میں 1863ء میں ان کی وفات ہوگئی۔ 1775ء میں پیدا ہوئے تھے۔
وطن عزیز سے ''بہادر شاہ ظفر'' کو کتنی محبت تھی! بہادر ظفر شاعر بھی تھے۔

☆ بہادر شاہ ظفر نے ''وطن عزیز'' کو یاد کرتے ہوئے کہا تھا (بہادر شاہ ظفر نے یہ اشعار برما (میانمار) کی راجدھانی ''رنگون'' کے جیل خانے میں کہے تھے۔):

لگتا نہیں ہے جی میرا، اجڑے دیار میں
کس کی بنی ہے عالم ناپائیدار میں
بلبل کو باغباں سے، نہ صیاد سے گلہ
قسمت میں قید لکھی تھی فصل بہار میں
ان حسرتوں سے کہہ دو، کہیں اور جابسیں
اتنی جگہ کہاں ہےدل داغدار میں
ایک شاخ گل پہ بیٹھ کے، بلبل ہے شادماں
کانٹے بچھادیئے ہیں، دل لالہ زار میں
عمر درازمانگ کہ، لائے تھے چاردن
دو آرزومیں کٹ گئے، دو انتظار میں
دن زندگی کے ختم ہوئے، شام ہوگئی
پھیلا کے پاؤں سوئیں گے کنج مزار میں
کتنا ہے بد نصیب ظفر، دفن کے لئے
دو گزز میں بھی نہ ملی، اس کوئے یار میں

مضطر خیر آبادی:

☆ مضطر خیر آبادی (جاں نثار اختر کے والد۔ اور فلمی نغمہ نگار جاوید اختر کے دادا) نے کیا ہی خوب کہا ہے:

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں، نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
کسی کام میں جو نہ آسکے، میں وہ ایک مشت غبار ہوں
نہ دوائے دردجگر ہوں میں، نہ کسی کی میٹھی نظر ہوں میں
نہ ادھر ہوں میں نہ ادھر ہوں، میں نہ شکیب ہوں نہ قرار ہوں
مرا یاروقت مجھ سے بچھڑ گیا، مرا رنگ وروپ بگڑ گیا
جو خزاں سے باغ اجڑ گیا، میں اسی کی فصل بہار ہوں
پئے فاتحہ کوئی آئے کیوں، کوئی چار پھول چڑھائے کیوں
کوئی آکے شمع جلائے کیوں، میں وہ بے کسی کا مزار ہوں
نہ میں لاگ ہوں نہ لگاؤ ہوں، نہ سہاگ ہوں نہ سبھاؤ ہوں
جو بگڑ گیا وہ بناؤ ہوں، جو نہیں رہا وہ سنگار ہوں
میں نہیں ہوں نغمہء جاں فزا، مجھے سن کے کوئی کرے گا کیا
میں بڑے بروگ کی ہوں، صدا میں بڑے دکھی کی پکار ہوں
نہ میں مضطران کا حبیب ہوں، نہ میں مضطران کا رقیب ہوں
جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں، جو اجڑ گیا وہ دیار ہوں

☆ انگریز میجر ''ہڈسن'' نے جب ہندوستان کے خلاف توہین آمیز الفاظ کہے تھے:

دم دمے میں ہم نہیں اب خیر مانگو جان کی
اے ظفر! ٹھنڈی ہوئی اب تیغ ہندوستان کی

☆ تو بہادر شاہ ظفر نے منہ توڑ جواب دیا تھا:

غازیوں میں بو رہے گی جب تلک ایمان کی
تخت لندن تک چلے گی تیغ ہندوستان کی

1857ء جنگ آزادی کا بدلہ انگریزوں نے کیسے لیا؟

☆ ''مؤرخ تاریخ داں'' ''درگاداس بنداپادھیائے'' کے مطابق الٰہ آباد کے چاروں طرف کئی سالوں تک ایک ''درخت'' نہیں ملتا تھا اس لئے کہ یا تو ''قبروں میں تختے'' بنادیئے گیے یا ''چتاؤں پر لکڑیاں'' لگا کر جلادی گئیں:

☆ اتہاس کار مؤرخ ''درگاداس بنداپادھیائے''۔ پ 1835ء وفات 1914ء نے لکھا: ''1857ء کے بعد الٰہ آباد کے چاروں طرف کئی سالوں تک ایک جھاڑ (درخت) نہیں ملتا تھا۔ کیونکہ مرنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ وہ لکڑیاں قبروں میں تختے بنا کر لگادی گئیں یا چتاؤں پر لکڑیاں لگا کر جلادی گئیں''۔ آپ سوچ سکتے ہیں! ظلم وستم کا کیسا دور رہا ہوگا؟ کئی سالوں تک جھاڑ ہی نہیں ملتے تھے۔

☆ برطانوی فیلڈ مارشل ''رابرٹ'' کے مطابق (27 ہزار) مسلمانوں کو پھانسی دی گئی:

☆ برطانوی فیلڈ مارشل ''رابرٹ'' نے اپنی کتاب ''ہندوستان میں 41 سال''۔ میں لکھا کہ صرف 1857ء میں (27 ہزار) مسلمانوں کو پھانسی دی گئی۔ جو قتل عام میں مارے گئے ان کا شمار ہی نہیں ہے۔

☆ برطانوی فوجی افسر (Henry Cotton) کے مطابق ''دہلی دروازہ'' سے ''پشاور'' تک ''جی ٹی روڈ'' کے دونوں طرف کے ہر درخت پر ''ایک یا دو عالم'' کو پھانسی دی گئی:

☆ ایک فوجی افسر (Henry Cotton) لکھتا ہے: ''دہلی دروازہ سے ''پشاور'' تک ''گرینڈ ٹرنگ روڈ'' (جی ٹی روڈ۔ جس کو شیر شاہ سوری نے بنوایا ہے) کے دونوں ہی جانب شاید ہی کوئی خوش قسمت درخت ہوگا جس پر انقلاب 1857ء کے ردعمل اور اسے کچلنے کے لئے ہم نے ایک یا دو عالم دین کو پھانسی پر نہ لٹکایا ہو''۔ (ایک اندازے کے مطابق تقریباً 22 ہزار علماء کرام کو پھانسی دی گئی)۔ آج لوگ علماء کی ناقدری کرتے ہیں۔ ارے ان کی عزت کریں، یہ انبیاء کے وارث ہیں۔

☆ لیفٹینٹ جنرل ''ہوٹسن'' دلی میں ''داڑھی اورٹوپی'' والے کودیکھتے ہی ''گولی'' ماردیتے تھے:

☆ لیفٹینٹ جنرل ''ہوٹسن'' یہ وہ شخص تھے جنہوں نے ''دلی'' کودوبارہ جیتا۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ہمیں انگلینڈ سے ٹیلی گرام آیا اس میں لکھا تھا: ''1857 کی بغاوت اصل میں ''مسلم علماء کی بغاوت'' ہے۔ جہاں بھی ٹوپی اورداڑھی والےکودیکھوانہیں بنامقدمہ کے لٹکادو۔ پھرکیا تھا؟ ہم نکل پڑے داڑھی اورٹوپی والے کوڈھونڈھ ڈھونڈھ کرنشانہ بناتے۔ ہم ان سے یہ نہیں پوچھتے کہ تم نے کیا کیا ہے؟ پس ہماری گولیاں ان کا سینہ اورسر تلاشتی''۔

☆ ''کرنل نیل'' نے ''سینکڑوں'' لوگوں کوالہ آباد، پٹنہ اورکانپورمیں بغیرمقدمہ کے پھانسی دے دی:۔

☆ ''کرنل نیل'' جنہوں نے پٹنہ۔ الہ آباداورکانپورکودوبارہ انگریزوں کےقبضہ میں لایا تھا وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ''مجھے اس بات پرفخر ہے کہ میں نے سینکڑوں لوگوں کو بنامقدمہ کے پھانسی دے دی''۔

☆ (Times of India) کے ایڈیٹر (Mr Delame) کے مطابق زندہ مسلمانوں کو ''سورکی کھال میں سینا'' یا پھانسی سے پہلے ان کے جسم پر ''چربی ملنا'' یازندہ ہی آگ میں جلادینا:

☆ (Times of India) کے ایڈیٹر (Mr Delame) نے لکھا: ''زندہ مسلمانوں کو سورکی کھال میں سینا یا پھانسی سے پہلے ان کے جسم پرچربی ملنا یازندہ آگ میں جلانااور ان کواس بات کے لئے مجبورکرنا کہ وہ ایک دوسرے کےساتھ بدفعلی کریں۔ (آج کل جیلوں میں کیا ہورہاہے)۔ ایسی مکروہ اورمنتقمانہ حرکات کی دنیا کی کوئی تہذیب اجازت نہیں دیتی۔ ہماری گردنیں شرم وندامت سے جھک جاتی ہیں اور بے شک ایسی حرکتیں عیسائیت کےنام پربدنما دھبہ ہیں جن کا کفارہ لازمی طورپرہمیں بھی اداکرنا ہوگا''۔

☆ انگریزی فوجی افسر ''ٹامسن'' کی ڈائری کے مطابق بہادر شاہ ظفر کے تینوں بیٹوں کے سر ''ناشتہ'' میں پیش کئے گئے:

☆ انگریزی فوجی افسر ''ٹامسن'' کی ڈائری میں لکھا ہوا ہے: ''عربی ماہ صفر کی پہلی یا دوسری تاریخ تھی آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر (اسیر رنگون۔ برما۔ میانمار) کے تین شہزادوں مرزا مغل، مرزا خضر سلطان اور مرزا ابوبکر کو ہمایوں کے مقبرہ سے گرفتار کیا اور ''تینوں'' کو دلی دروازے پر الٹا لٹکا کر سر قلم کر دیا گیا اور تینوں شہزادوں کے سر رنگون روانہ کر دیئے گئے جو بادشاہ کی خدمت میں ناشتہ کے وقت پیش کئے گئے جب بادشاہ نے کھولا تو انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ مسکراتے ہوئے فرمایا۔

☆ بہادر شاہ ظفر نے بیٹوں کے کٹے ہوئے سر کو دیکھ کر کہا:

''شاباش تیموری شہزادے اپنے بزرگوں کے سامنے اپنی شان سے سرخرو ہو کر آئے ہیں۔ یعنی سر کٹاتے ہیں لیکن سر جھکاتے نہیں''۔

☆ میجر ''ٹامسن'' کی ڈائری کے مطابق ملزم کو ہاتھی پر بیٹھا کر درخت کے نیچے لے جا کر گلے میں رسہ ڈال کر ہاتھی کو ہانک دیا جاتا تھا:

☆ میجر ''ٹامسن'' اپنی ڈائری میں لکھتا ہے: ''ہم پھانسی دیتے وقت عام طور پر آم کے درخت اور ہاتھی کو استعمال کرتے تھے۔ یعنی ملزم کو ہاتھی پر بیٹھا کر درخت کے نیچے لے جاتے اور اوپر رسہ ڈال کر ہاتھی کو ہنکا دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ملزم اس طرح تڑپتے اور جانکنی کی حالت میں اکثر اوقات انگریزی زبان کے حرف (5) کا ہندسہ (8) کی دلچسپ شکل بن کر رہ جاتا تھا''۔

☆ مؤلف ''انقلاب 1857ء کا دوسرا رخ'' کتاب میں لکھتا ہے: ''دہلی میں خونریزی کے عادی انگریز سپاہیوں نے جوش انتقام کو جاری رکھنے کے لئے پھانسی دینے والے جلادوں کو رشوت دے کر اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ وہ پھانسی کے تختے پر ہر مجرم کو زیادہ دیر تک لٹکتا رہنے دیں، تاکہ لاش کے تڑپنے کی دردناک کیفیت دیکھ کر جسے وہ ''ناچ'' کہتے ہیں

اپنی خونخوار طبیعتوں کے لئے دلچسپی کا سامان بنا سکیں جھجھر کے نواب صاحب کو جان دینے میں بہت عرصہ لگا''۔

یہ چند نمونے قاتلوں کی ڈائری، رپورٹوں اور مکتوبات سے ظلم وستم کی کبھی ختم نہ ہونے والی ایک لمبی داستان ہے۔ بولنے کے لئے لکھنے کے لئے سخت کلیجہ چاہئے۔ دہلی دار السلطنت تھا اس کے لٹنے کا مطلب پورا ہندوستان لٹ گیا۔

☆ ایک شعر کے ساتھ اس داستان کو ختم کرتا ہوں:

تذکرہ دہلی مرحوم کا اے دوست نہ چھیڑ
نہ سنا جائے گا ہم سے یہ فسانہ ہرگز

☆ ''کالا پانی'' کی سزا پانے والے 95٪ فیصد مسلمان تھے:

قارئین کرام! مجاہدین آزادی کو کالا پانی کی سزا دی گئی۔ یہ جزیرہ ''انڈومان نیکوبار'' میں ایک ''جیل'' ہے۔ یہ سب سے بڑی سزا تھی جو انگریزوں نے دی تھی۔ سزا پانے والے 95٪ فیصد مسلمان تھے۔ چند کا تذکرہ ہو جائے۔ چند کو یاد کرلیں۔

☆ جنگ آزادی کا ایک مرد مجاہد اسیر کالا پانی مولانا یحییٰ علی صادق پوری رحمہ اللہ:

☆ 47 سال کے مولانا یحییٰ علی کو پنجاب سے لاہور پیدل لے جایا گیا۔ مولانا کے ہاتھ میں ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑی تھی:

قارئین کرام! انگریزوں کے خلاف عظیم آباد (پٹنہ۔ بہار) کے تین خاندانوں کے زیادہ تر اراکین سید احمد شہید کی تحریک سے وابستہ رہے۔ اور بے مثال قربانیاں دیں۔ (1) شاہ محمد حسین کا خاندان۔ (2) مولوی الٰہی بخش کا خاندان۔ (3) مولوی فتح علی کا خاندان۔ ان خاندانوں نے صرف انگریز کے خلاف نہ صرف میدان جہاد میں جان کا نذرانہ، مال کا نذرانہ

پیش کیا بلکہ جیلوں کی کال کوٹھری میں ڈالے گئے یہاں تک کہ انڈومان نیکوبار میں کالا پانی کی سزا کاٹی مگران کے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ان ہی میں سے ایک روشن نام مولانا یحییٰ علی کا ہے۔مولانا یحییٰ علی مولانا احمد اللہ کے تیسرے بھائی تھے۔(جو مولوی الٰہی بخش کے خلف اکبر تھے اوران کی شادی شاہ محمد حسین کی بیٹی سے ہوئی تھی) مولانا احمد اللہ سے دس برس چھوٹے تھے۔مولانا یحییٰ علی مولانا ولایت علی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔آپ علم وفضل، زہدوتقویٰ اورایثاروقربانی میں اپنے خاندان میں سب سے آگے تھے۔خاصی مدت تک سرحد میں رہے پھر وہاں سے واپس آکر دعوت وتنظیم جہاد کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا اورآخری سانس تک اسی کام کے لئے وقف رہے۔

☆ 1864ء میں ''انبالہ، پنجاب کا مقدمہ'' انگریزوں کے نزدیک ''وہابیوں'' کا سب سے بڑا مقدمہ:

1863ء میں مجاہدوں کے ساتھ ''سرحد'' میں انگریزوں کی لڑائی ہوئی۔انگریزوں کے 5 ہزارلوگ مارے گئے تھے۔1864ء میں ''انبالہ'' مقدمہ میں مولانا یحییٰ علی سب سے بڑے ملزم تھے۔چنانچہ انہیں سب سے پہلے جائیداد کی ضبطی اور پھانسی کی سزا ہوئی۔اوراس کے ساتھ ساتھ یہ کہا گیا کہ ان کی لاش کوان کے لواحقین کونہیں دیا جائے گا بلکہ جیل میں ہی دفن کیا جائے گا۔لیکن بعد میں یہ سزا جلاوطنی اورعمرقید میں تبدیل کردی گئی۔

☆ مولانا یحییٰ علی کی گرفتاری:

☆جس کوٹھری میں مولانا یحییٰ علی کو رکھا گیا وہ 5 فٹ لمبی اور 4 فٹ چوڑی تھی:

☆اس کوٹھری میں ڈھائی تین مہینے رہے:

☆مولانا جعفر تھانیسری کے مطابق جیل کی کوٹھری میں پہلی ہی رات میں جہنم کا نمونہ ان کے سامنے آگیا:

مجاہدین کی امداد کے جرم میں انہیں گرفتار کرلیا گیا اور 5 ؍مارچ 1864ء کو انہیں

''انبالہ۔ پنجاب'' بھیج دیا گیا، اس وقت ان کی عمر تقریباً 47 سال تھی۔ اور مجاہدین کے کام کے لئے ان کا فرضی نام ''محی الدین'' تھا۔ گرفتاری کے بعد انہیں تنگ و تاریک کوٹھری میں رکھا گیا۔ جو 5 فٹ لمبی اور 4 فٹ چوڑی تھی۔ اور چھت اس کی نہایت بلند اور چھت کے اوپر ایک چھوٹا سا روشن دان تھا تا کہ آدمی اس میں سانس لے سکے۔ نہایت تنگ و تاریک تھی۔ اس کوٹھری میں ڈھائی تین مہینے رہے۔ دن میں ایک بار دال روٹی دی جاتی۔ مولانا جعفر تھانیسری کے مطابق ایک جگہ جیل کی کوٹھری میں پہلی ہی رات میں جہنم کا نمونہ ان کے سامنے آ گیا۔

☆ **دوران مقدمہ نماز:**

مقدمہ کی سماعت کے دوران ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں پیشی کے وقت انہوں نے نماز کی اجازت مانگی جو نہ ملی تو عین مقدمہ کے دوران تیمم کر کے بیٹھے ہوئے اشاروں سے نماز پڑھ لیتے۔ بعد میں ایک ایک کر کے نماز پڑھنے کی اجازت مل گئی۔

☆ **قانونی امداد لینے سے مولانا کا انکار:**

مولانا سرے سے قانونی امداد لینے کے حق میں نہیں تھے۔ وہ وکیل مقرر کر کے روپیہ برباد کرنے کے حق میں نہیں تھے۔ جب ان سے مختار نامے پر دستخط کرنے کو کہا گیا تو بلا کسی عذر دستخط کر دیئے۔ لیکن پھر بھی مولانا عبدالرحیم نے ''مسٹر پلاؤڈن'' کو وکیل مقرر کیا جس نے 21 ہزار روپئے اس کی فیس لی۔

☆ **فیصلہ:**

اس کے بعد سیشن جج کی عدالت میں مقدمہ جانے پر مولانا جعفر تھانیسری کے ساتھ انبالہ پنجاب جیل میں رہے۔ مولانا جعفر تھانیسری ان کے ساتھ رہنے کو غنیمت سمجھتے تھے۔ مولانا لکھتے ہیں کہ: میں تو اس امتحان میں صبر و استقلال کر کے شکر ہی شکر کر رہا تھا لیکن مولانا یحییٰ علی کی کیفیت اس سے بڑھ کر تھی۔ وہ اکثر صحابی رسول خبیب رضی اللہ عنہ پر یہ رباعی پڑھا کرتے تھے۔

وَلَسْتُ أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا ... عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي،

وَذَالِكَ فِي ذَاتِ الإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ ... يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

''یعنی جب میں مسلمان مارا جاؤں تو مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ اللہ کی طرف میرا لوٹنا گرچہ کسی بھی طرح سے ہو یہ سب اللہ کی راہ میں ہے۔ وہ چاہے تو بوسیدہ ہڈیوں اور تمام اعضائے جسم میں برکت پیدا کردے''۔(کتاب ''کالا پانی'' صفحہ نمبر 63)

☆ مولانا یحییٰ علی، مولانا جعفر تھانیسری اور محمد شفیع کو 2رمئی 1864ء کو 68 صفحے پر مشتمل مفصل فیصلے میں پھانسی کی سزا سنائی گئی تو مولانا جعفر تھانیسری بہت خوش تھے۔ انگریز پولس کپتان نے اس خوشی کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے شہادت کی امید پر خوش ہیں۔ جو مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے تم اس کو کیا جانو؟ اس کے بعد ان کی پھانسی کی سزا 24راگست 1864ء میں عمر قید اور جلاوطنی میں بدل دی گئی۔ اور ان کے سر اور داڑھی مونڈھ دی گئیں۔

☆ اس پر مولانا یحییٰ علی داڑھی کے کٹے ہوئے بال ہاتھ میں اٹھاتے اور کہتے: ''افسوس نہ کر تو خدا کی راہ میں پکڑی گئی اور اسی کے واسطے کتری گئی''۔(کالا پانی صفحہ نمبر 73)

☆ جیل کی روداد اور ملازمین کی پیش کش:

جیل خانے کے دیسی کارکنان اور سپاہی مولانا سے بہت متأثر ہو گئے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ توحید اور نیک اعمال کی لوگوں کو ترغیب دیتے تھے۔ کتاب ''تذکرہ صادقہ'' کے مطابق ان کی کوٹھری کے سامنے ایک سکھ سپاہی آجاتا یا ہندو سپاہی اور تھوڑی ہی دیر میں ہر ایک کی یہ حالت ہوتی تھی کہ وہ کھڑے کھڑے رونے لگتا۔ ایک دن سب محافظ آپسی صلاح ومشورہ کے بعد ان تینوں بزرگوں (مولانا یحییٰ علی، مولانا جعفر تھانیسری اور محمد شفیع) سے کہنے لگے آپ لوگ یہاں سے بھاگ جائیں۔ ہم لوگوں پر جرم غفلت کا مقدمہ چلے گا اور سزا ہو جائے گی جسے ہم لوگ بھگت لیں گے لیکن آپ لوگوں کی جان تو بچ جائے گی۔ تینوں نے ان لوگوں کی اچھی نیت اور ہمت کا شکریہ ادا کیا اور دعا بھی کی۔ اور کہا کہ ہم بھاگیں گے نہیں خدا چھڑائے گا تو چھوٹ جائیں گے۔ جیل میں انہیں سخت ترین کام پر لگایا گیا جو کہ کاغذ کو کاٹنے کا کام تھا۔

☆ کتاب ''تذکرہ صادقہ'' کے مطابق مولانا یحییٰ علی ''رہٹ'' چلانے کے کام پر لگائے گئے۔اور دھوپ میں کام کرتے ہوئے ان کے پیشاب میں خون آنے لگا تھا۔اس کے دوتین دن کے بعد سپرنٹنڈنٹ نے انہیں سوت کھولنے کے کام پر لگا دیا۔

☆ پیدل سفر:

مولانا یحییٰ علی اور مولانا جعفر تھانیسری اور ان کے ساتھ کچھ لوگوں کو پیدل ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈال کر ''انبالہ'' (ہریانہ۔انڈیا) سے لدھیانہ، پھلور، جالندھر اور امرتسر کے راستے لاہور (پاکستان) لایا گیا۔اور کچھ عرصہ سینٹرل جیل لاہور میں رکھا گیا۔(اللہ اکبر! ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈال کر اتنا لمبا سفر اور 47 سال کے بوڑھے مولانا یحییٰ علی)۔مولانا یحییٰ علی کی مصیبت یہاں بھی ختم نہیں ہوئی بلکہ لاہور جیل میں سپرنٹنڈنٹ نے بالخصوص تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے پیر کی زنجیر میں ایک آہنی ڈنڈے کا بھی اضافہ کردیا جس کی وجہ سے چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا محال ہوگیا حتیٰ کہ سوتے وقت بھی ٹانگیں سیدھی نہیں ہوسکتی تھیں۔

☆ جزائرانڈمان نیکوباریعنی''کالاپانی''میں:

اس کے بعد مولانا ملتان، کوٹھاری، کراچی اور ممبئی کی بدنام زمانہ ''تھانہ جیل'' ہوتے ہوئے 11/جنوری 1866ء کو جزائرانڈمان نیکوباریعنی کالا پانی پہنچ گئے۔وہاں پہنچے تو ساحل پر لوگوں کے ایک جم غفیر نے یہ دیکھ کر کہ مولانا یحییٰ علی اور مولانا جعفر تھانیسری آئے ہیں پانی میں کود کر ہاتھوں ہاتھ کشتی سے نیچے اتارا۔وہاں بھی مولانا نے قرآن وحدیث کی تعلیم دینا جاری رکھا۔ دوسال بعد 1868ء کو بیمار ہونے کے بعد دوران علالت یاد خدا اور صبر وشکر میں مصروف رہتے اور کوئی عیادت کو آتا تو اسے برابر نصیحت فرماتے۔

☆ مولانا یحییٰ علی کی وفات:

مولانا یحییٰ علی کے بھانجے اور کتاب ''تذکرہ صادقہ'' کے مصنف مولانا عبدالرحیم صادق پوری فرماتے ہیں: ''میں 3 بجے اسپتال پہنچا تو مولانا یحییٰ علی کی طبیعت اچھی تھی۔اطمینان

سے عصر کی نماز ادا کی۔ 4 بجے یکا یک زبان میں لکنت پیدا ہوئی اور طبیعت بگڑنے لگی۔ ڈاکٹر نے دوا دی جو حلق کے نیچے نہ اتری۔ ان کے بھائی مولانا احمد اللہ کو بلایا گیا۔ عجیب بات ہے کہ پانی بھی نیچے نہ اترتا تھا البتہ زبان پر ذکر اللہ جاری تھا اور ہوش بجا تھے''۔ مولانا عبد الرحیم نے سر زانو پر رکھ لیا اور اسی حالت میں وفات ہو گئی۔ 20 فروری 1868ء کا دن تھا۔

☆ **تکفین و تدفین:**

تمام جزائر انڈومان میں اعلان کیا گیا کہ جو لوگ جنازے میں شریک ہونا چاہیں آجائیں۔ چنانچہ مسلمانوں کے علاوہ ہندو بھی آگئے۔ چار پانچ ہزار سے کم لوگ نہ تھے۔ کئی بار نماز جنازہ پڑھا گیا اور انہیں ''جزیرہ روس'' میں دفن کیا گیا۔

☆ جنگ آزادی کا ایک مرد مجاہد اسیر کالا پانی مولانا جعفر تھانیسری (صاحب کتاب ''کالا پانی''):

☆ کالا پانی کی کہانی مولانا جعفر تھانیسری کی زبانی:

قارئین کرام! کالا پانی کی کہانی جاننے کے لئے یہ دو کتاب ضرور پڑھیں: (1) ''کالا پانی'' مولانا جعفر تھانیسری۔ (2) ''تذکرہ صادقہ'' مولانا عبدالرحیم ہاشمی صادق پوری۔

1. مولانا جعفر تھانیسری نے ''جزیرہ انڈومان نیکوبار'' کی جیل میں اپریل 1879ء میں ''تاریخ پورٹ بلیر'' یعنی ''تاریخ عجیب'' لکھی۔ اور جب آپ کو رہائی نصیب ہوئی تو لوگوں کے اصرار پر اسی کتاب کا جلد دوم لکھا۔ اور کتاب کا نام رکھا ''تواریخ عجیب'' اسی کا ترجمہ ہے ''کالا پانی''۔
2. مولانا لگ بھگ 20 سال جیل میں رہے۔ 1832ء میں پیدا ہوئے۔ 1856ء تک تحریک مجاہدین میں باقاعدہ طور پر داخل ہو چکے تھے۔
3. (تواریخ عجیب یعنی ''کالا پانی''۔ عنوان :معرکہ امبیلا۔ صفحہ نمبر 45) میں

ہے۔ 1863ء میں انگریزی سرکار کی زبردستی کی وجہ سے ایک بڑی جنگ شروع ہوگئی۔ ''جنرل چیمبرلین'' انگریزی فوج کے کمانڈر تھے۔مجاہدین کے ساتھ ملکی خواتین اورافغان لوگ بھی شامل ہوگئے 3 مہینے تک یہ ہنگامہ جاری رہا۔تقریباً 7 ہزارلوگ مارے گئے،خود ''جنرل چیمبرلین''زخمی ہوگئے۔

4. (تواریخ عجیب یعنی ''کالا پانی''۔عنوان: سازش کا انکشاف۔صفحہ نمبر 45-46) میں ہے۔ 11 ردسمبر 1863ء میں ایک ولایتی افغان ''غزن خان'' جوکہ ''پانی پت'' ضلع کرنال کی چوکی میں بطور پولیس متعین تھا۔اس نے دنیاوی فائدے کے خاطر ایک لمبی چوڑی اور جھوٹی داستان کرنال کے ''ڈپٹی کمشنر'' کو سنائی اور کہا کہ سرحد کی جنگ میں ''تھانیسر'' کا محمد جعفر مجاہدین کی روپیہ اورآدمیوں سے مدد کررہا ہے۔ڈپٹی کمشنر نے ضلع انبالہ میں خبر بھیج دی کیونکہ ''تھانیسر'' انبالہ ضلع میں تھا۔مولانا کے گھر کی تلاشی لی گئی تو مجاہدین کے نام خطوط ملے اسی طرح محمد شفیع انبالوی کا صادق پور پٹنہ سے لکھا ہوا خط ملا تو اس طرح اہل صادق اور علماء صادق پور کی تفتیش کا بہانہ مل گیا۔مولانا یحییٰ علی مولانا عبدالرحیم اورمولانا احمداللہ کی تلاشی کا بہانہ ہاتھ آ گیا۔مولانا جعفر کی گرفتاری کے لئے 10 ہزار کا انعامی اشتہار جاری ہوا۔

5. مولانا جعفر تھانیسری نے اپنی کتاب: (تواریخ عجیب۔یعنی ''کالا پانی''۔عنوان: علی گڑھ میں گرفتاری۔صفحہ نمبر 51) میں لکھا: ''علی گڑھ کے پھانسی گھر میں قید تھا کہ ایک رات پہرے دار پوچھنے لگے: ''پھانسی والے مجرم پر بھی ایک پہرہ ہوتا ہے تم ایسا کیا قصور کرکے آئے ہو کہ جس سے تم پر 3 پہرے دار لگائے گئے ہیں''؟ میں نے جواب دیا: ''میں جس آقا کا غلام تھا اس کے حکم کے بغیر بھاگ نکلا لہٰذا وہ ناراض ہوگیا اور مجھے راستے ہی سے پکڑوادیا''۔اصل میں مولانا نے گرفتاری سے بچنے کی تدبیر کی ادھرادھر گئے مگر جو تقدیر کا لکھا تھا وہی ہوا۔

6. (کتاب ''کالا پانی'' عنوان: جیل میں ناقص خوراک۔صفحہ نمبر 52-53) میں مولانا

تھانیسری نے لکھا: ''ساگ میں موٹھے موٹھے ڈنٹھل تھے۔ پتی کا نام تک نہ تھا۔اس لئے اس کا چبانا بھی دشوار تھا۔روٹیوں میں چوتھائی کے قریب ریت اور مٹی ملی ہوئی تھی''۔ ''اسی طرح جو عمدہ ترکاری جیل کے باغوں میں پیدا ہوتی ہے اسے تو فروخت کر دیا جاتا یا جیل کے عہدہ دار کھا جاتے اور ناکارے ڈنٹھل تو جانور بھی نہیں کھاتے کاٹ کاٹ کر قیدیوں کے لئے پکا دیئے جاتے ہیں''۔(نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نے جنگ بدر کے قیدیوں کو اچھا کھلایا تھا)۔

7. (کتاب'' کالا پانی''عنوان: سزا کا فیصلہ۔صفحہ نمبر 67-69): میں مولانا تھانیسری نے لکھا: ''سب سے پہلے میری طرف مخاطب ہوکر کہا(جج نے کہا): ''تم بہت عقل مند، ذی علم قانون دان، اپنے شہر کے نمبر دار اور رئیس ہو،تم نے ساری عقلمندی اور قانون دانی کو سرکار کی مخالفت میں خرچ کیا،تمہارے ذریعہ سے سرکار کے دشمنوں کو آدمی اور روپیہ جاتا تھا۔تم نے انکار بحث سے کام لیا اور سرکار کی خیر خواہی کا قطعاً دم نہیں بھرا اور فرمائش کے باوجود تم نے قطعاً سرکار کی خیر خواہی نہیں کی لہٰذا تمہیں پھانسی دی جائے گی، تمہاری کل جائیداد بحق سرکار ضبط ہوگی۔تمہاری لاش بھی وارثوں کو نہیں دی جائے گی بلکہ نہایت ذلت کے ساتھ جیل کے گورستان میں گاڑ دی جائے گی۔آخر میں یہ بھی کہا کہ میں تمہیں پھانسی پر لٹکتا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہوں گا''۔

☆ آخری والا جملہ سن کر مولانا نے کہا: ''جان دینا اور لینا خدا کا کام ہے،آپ کے اختیار میں نہیں ہے، وہ رب العزت قادر ہے کہ میرے مرنے سے پہلے آپ کو ہلاک کر دے'' مظلوم کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو قدرت نے سچ کر دکھایا اور کچھ دنوں بعد وہ جج اپنی موت آپ مر گیا۔(2رمئی 1864ء کو یہ فیصلہ سنایا گیا)۔2رمئی کی رات جب ہم جیل کی ان تنگ و تاریک کوٹھریوں میں داخل ہوئے تو پہلی رات ہی جہنم کا ایک نمونہ مل گیا۔(کتاب: کالا پانی صفحہ نمبر 69)۔

سب دیکھنے آتے تو خوش دیکھ کر خوشی کی وجہ پوچھتے۔تو مولانا کہتے: ''راہ خدا میں جان

دینا ہمارے نزدیک بڑی سعادت ہے اورہمارے دین میں اسے شہادت کہا جاتا ہے''۔(اللہ اللہ! یہ کیسے انسان تھے چڑھتی ہوئی آندھی تھے یا بڑھتے ہوئے طوفان تھے۔کیا تڑپ تھی! کیا جذبہ تھا! کیا ایمان تھا!)

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

آخر انگریزنے آپ کی پھانسی کی سزا کو کالا پانی کی سزا میں عمر قید میں بدل دیا۔

8. ستمبر 1864ء سے فروری 1865ء تک آپ ''انبالہ'' جیل میں ہی پابند زنجیر وسلاسل رہے۔پھر ''لاہور'' پہنچا دیئے گئے۔

9. 22/فروری 1865ء کو لاہور جیل سے روانہ ہوئے اور ملتان، کوٹھاری ہوتے ہوئے کراچی پہنچے۔ایک ہفتہ کراچی جیل میں رہنے کے بعد پانی کے جہاز سے ممبئی روانہ ہوگئے اوراس وقت کی بدنام زمانہ ''تھانہ'' کی جیل میں ایک ماہ رہے۔

10. 8/دسمبر 1865ء کو وہاں سے روانہ ہوئے اور آخر کار 11/جنوری 1866ء کو آپ انڈومان نیکوبار۔یعنی ''کالا پانی'' پہنچ گئے۔

11. 17/سال 10 ماہ کالا پانی میں گزارنے کے بعد ایک بیوی 8 بچے اور 8 ہزار روپئے نقد لیکر 9/نومبر 1883ء کو ہندوستان روانہ ہوئے اور 20/نومبر 1883ء کو 9 بجے شب انبالہ چھاؤنی کے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔اس طرح لگ بھگ 18 سال بعد اس مردمجاہد کو اپنی سرزمین دیکھنا نصیب ہوئی۔

12. (کتاب ''کالا پانی'' عنوان :لاہور جیل کی طرف روانگی۔صفحہ نمبر 80-82) :میں مولانا تھانیسری نے لکھا:''22/فروری 1865ء کو ہم لاہور جیل کی طرف روانہ ہوئے جوگیانہ، گیروا لباس زیب تن، کالا کمبل اوڑھے ہوئے، بیڑی وہتھکڑی کے زیور سے آراستہ وپیراستہ۔۔۔سب پیدل چل رہے تھے البتہ کوئی تھک جاتا تو اسے گاڑی پر سوار کرلیا جاتا۔سفر میں سب سے بڑی نعمت مولانا یحییٰ علی کی مصاحبت (ساتھ ہونا) تھی۔۔۔ہم ہرنوں کی طرح چوکڑیاں بھرتے۔ہم لدھیانہ، پھلور، جالندھر اور امرتسر

ہوتے ہوئے لاہور پہنچ گئے۔لاہور جیل کے سپرنٹنڈنٹ نے ہمارے دونوں پاؤں کے دونوں کڑوں کے درمیان ایک فٹ پانچ گرہ لمبا آڑا ڈنڈا ڈال دیا۔تعصب کی وجہ سے یہ ڈنڈا صرف ہمارے ہی لئے تھا ورنہ جیل میں کسی اور قیدی کے پاؤں میں نہیں دیکھا۔اس ڈنڈے کی وجہ سے چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا نہایت مشکل ہو گیا اور رات کو پاؤں پسار کر سونا بھی نہایت محال تھا۔

13. (کتاب ''کالا پانی'' عنوان: صبح سفر شام سفر۔صفحہ نمبر 86-87) میں مولانا تھانیسری نے لکھا: ''ایک ہفتہ ''کراچی'' میں ٹھہرے۔آٹھویں روز ہمیں بحری جہاز میں بوریوں کی طرح بھر کر ''ممبئی'' بھیج دیا گیا۔۔۔جہاز ابھی تھوڑی دور سمندر میں گیا تھا کہ دریا کے تلاطم اور موجوں کی طغیانی کی وجہ سے ڈگمگانے لگا جس سے قیدیوں کو قے اور متلی شروع ہو گئی۔جگہ کی قلت کی وجہ سے ایک دوسرے کے اوپر ہی قے کی جا رہی تھی جس سے تکلیف میں اور اضافہ ہو گیا۔جہاز میں کچھ مسلمان بھی سوار تھے جو قیدی نہیں تھے انہوں نے ہمیں مولوی سمجھتے ہوئے بڑی تواضع کی۔جہاز سے اترے تو ہمیں ریل سے ''تھانہ جیل'' لے جایا گیا۔

14. (کتاب ''کالا پانی'' عنوان: کالے پانی کو روانگی۔صفحہ نمبر 88-89) میں مولانا تھانیسری نے لکھا: ''جمنا جہاز 8/دسمبر 1865ء کو ممبئی سے کالا پانی روانہ ہوا۔جب جہاز نے لنگر اٹھایا تو عرشے پر کھڑے ہو کر تمام اسیران بلانے نے مادر وطن پر آخری محبت بھری نظر ڈالی۔۔۔جب تک ساحل نظروں سے اوجھل نہ ہوا قیدی اپنے اپنے خیالات میں گم سم حیرت کی تصویر بنے اسے تکتے رہے۔جب نظروں سے اوجھل ہو گیا تو اب وہ تھے اور ان کے رخسار پر شبنم کے قطرات جیسے آنسو یا پھر چہار سو حد نظر تک پھیلا ہوا سمندر کا پانی۔ان کے جذبات کی طرح سمندر بھی رفتہ رفتہ طغیانی رنگ اختیار کرتا گیا۔

دریا کو اپنی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو، یا درمیاں رہے

سمندر کی تلاطم خیزیوں کی وجہ سے اکثر قیدی بیمار پڑ گئے۔ سیلون پہنچے تو سمندر کا تلاطم مزید شدت اختیار کر گیا۔ سینکڑوں ٹن وزنی جہاز ایک ننھے سے بے مایہ گیند کی طرح پانی کی سطح پر اچھل رہا تھا۔ پہاڑ کی طرح دیو قامت اور بلند و بالا موجیں ایک طرف سے آتیں اور کبھی دوسری طرف سے کبھی اوپر سے اور کبھی نیچے سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ جہاز ابھی ڈوب جائے گا۔ خوف کے مارے لوگوں کا برا حال تھا وہ چیخ چیخ کر خدا کو پکار رہے تھے۔ 34ویں دن 11 رجنوری 1866ء کو ''پورٹ بلیر'' انڈومان پہنچ گئے۔

15. (کتاب ''کالا پانی'' عنوان: جزائر انڈومان۔ صفحہ نمبر 91-92): میں مولانا تھانیسری نے لکھا: ''جزائر انڈومان خلیج بنگال کے مشرق میں ہے۔ ایک ہزار جزیروں کا یہ مجموعہ 1746 میل کے رقبے پر مشتمل ہے۔ یہ سب جزائر پہاڑ ہیں، ہموار زمین بہت کم ہے۔ یہاں سب سے اونچا پہاڑ ''ماؤنٹ ہریٹ'' ہے، جو سطح سمندر سے 1116 فٹ اونچا ہے۔

16. (کتاب ''کالا پانی'' عنوان: جنگ آزادی کے قیدی۔ صفحہ نمبر 99): میں مولانا تھانیسری نے لکھا: ''میں نے یہاں آ کر دیکھا کہ 1857ء کی جنگ آزادی کی بدولت یہاں بیسوں راجہ، نواب، زمیندار، مولوی، مفتی، قاضی، ڈپٹی کلکٹر، منصف، صدر امین، صدر الصدور، رسالہ دار اور صوبے دار وغیرہ ''سنت یوسفی'' ادا کر رہے ہیں۔

18. (کتاب ''کالا پانی'' عنوان: مولانا احمد اللہ کا انتقال۔ صفحہ نمبر 126-128): میں مولانا تھانیسری نے لکھا: ''1881ء میں پیری اور ضعیفی کی وجہ سے مولانا احمد اللہ کی حالت زیادہ ہی قابل رحم ہو گئی۔ اس وقت آپ کی عمر 80 سال کے قریب تھی۔ جب مولانا احمد اللہ (مولانا یحییٰ علی کے بڑے بھائی۔ اور مولانا عبدالرحیم مصنف ''تذکرہ صادقہ'' کے ماموں تھے) نہایت کمزور اور چراغ سحری ہو گئے تو مولانا عبدالرحیم (مصنف ''تذکرہ صادقہ'') نے ان کی حالت بیان کر کے حکام کو لکھا کہ میں ان کا قریبی رشتہ دار (بھانجہ) ہوں۔ ان کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں لہٰذا انہیں

میرے گھر رہنے کی اجازت دی جائے۔ یہ درخواست جس کے پڑھنے سے سنگ دل سے سنگ دل انسان کا دل بھی موم ہوسکتا تھا۔محض اس وجہ سے مسترد کردی گئی کہ احمد اللہ اور عبدالرحیم دونوں ''وہابی'' ہیں۔ان کے ساتھ یہ رعایت نہیں ہوسکتی۔ جب مولانا موصوف کی حالت نہایت پتلی ہوگئی اور انگریزوں کا تعصب شدت اختیار کرتا گیا تو مولانا عبدالرحیم نے یہ درخواست کی کہ انہیں مولانا موصوف کے پاس رہنے کی اجازت دی جائے۔ 21 رنومبر 1881ء کومولانا کا انتقال ہوگیا۔ہم نے انگریزی حکام سے یہ درخواست بھی کی کہ مولانا احمد اللہ کی لاش کوان کے حقیقی بھائی مولانا یحییٰ علی کے بازو میں دفن کردیا جائے یہ درخواست بھی مسترد کردی گئی۔

19. (کتاب ''کالا پانی'' عنوان: مولانا احمد اللہ کا انتقال۔ صفحہ نمبر 127 - 128) : میں مولانا تھانیسری نے لکھا: ''اپنے ان 20 سالہ تجربات سے یہ بھی سیکھا کہ جب کبھی بھی میں نے کسی حاکم یا افسر پر بھروسہ کیا اور خدا کی طرف توجہ نہیں دی، تو میرے اللہ نے اسی خیالی معاون کے ہاتھ سے مجھے ایذا پہنچانے کا بندوبست کردیا مگر جب میں نے اس خیال سے تائب ہوکر اس ذات وحدہ لاشریک لہ کی طرف رجوع کیا تو اس نے میری مدد فرمائی اور آفت سے نجات بخشی اور جو لوگ پہلے سے میرے دشمن تھے اور جن سے میں ڈرتا تھا ان ہی کو میری مدد اور پشت پناہی کے لئے کھڑا کردیا۔

20. (کتاب ''کالا پانی'' عنوان : مولانا احمد اللہ کا انتقال۔ صفحہ نمبر۔ 128) میں مولانا تھانیسری نے لکھا: ''ستمبر 1882ء میں میری بیوی نے ''پانی پت'' سے خط لکھا کہ میری بڑی لڑکی جوان ہوگئی ہے تمہاری رہائی کی امید پر آج تک اس کی شادی کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا۔تمہاری جلد رہائی کی اب بظاہر کوئی شکل نظر نہیں آتی اگر آپ اجازت دیں تو کسی جگہ اس کی شادی کا بندوبست کردیا جائے نیز اس کارخیر کے لئے آپ کچھ ضروری خرچ بھی بھیج دیں۔ میں نے رہائی سے ڈھائی ماہ پہلے 14 را کتوبر 1882ء کو زیور اور پارچہ جات کے علاوہ 3 سو روپئے نقد بھی ''پانی پت'' بھیج دیئے اور بیوی کو لکھ

بھیجا کہ تم کسی دیندار سے اس لڑکی کی شادی کردو۔ جب میرا بھیجا ہوا مال پہنچا تو شادی میں خوشی کے بجائے غم کی لہر دوڑ گئی۔ میری بیوی اور لڑکی رو رو کر یہ دعا کرتی تھیں ''اے قادر کریم! اس کو بھی اس شادی میں شریک کر''۔

20. (کتاب ''کالا پانی'' عنوان: آہ والدہ مرحومہ۔ صفحہ نمبر 71-72): میں مولانا تھانیسری نے لکھا: ''ان ہی ایام کا ذکر ہے (جب انبالہ کی جیل میں تھے) کہ ''تھانیسر'' میں والدہ ماجدہ کو سانپ نے ڈس لیا اور اس کے زہر سے ان کا انتقال ہو گیا۔ سنا ہے کہ آپ بہت استقلال سے جاں بحق تسلیم ہوئیں۔ لوگوں نے جھاڑ پھونک کرنے والے مشرک لوگوں کو بلا کر ان کی صحت کے لئے کچھ شرکیہ رسومات کرنا چاہا تھا مگر انہوں نے اس کی اجازت نہ دی اور فرمایا: ''مدت ہوئی شرک و بدعت میرے گھر سے اٹھ گئی۔ اب میں اپنے بیٹے کی غیر حاضری میں اپنے گھر میں شرک نہ ہونے دوں گی ایسی بے ایمانی کی حیات سے موت افضل ہے''۔ ان کے انتقال کی خبر ہمیں پھانسی گھر میں ملی۔ مولانا یحییٰ علی نے مراقبہ میں مولانا جعفر کی ماں کو دیکھا کہ وہ جنت میں بڑی شان و شوکت سے ایک تخت پر بیٹھی ہیں۔ پوچھا گیا آپ کو یہ مرتبہ عالی کس سبب سے ملا؟ انہوں نے فرمایا: ''میرے بیٹے کے آلام و مصائب پر صبر کرنے کے باعث، میرے رب نے بخش دیا اور مجھے یہ درجہ عنایت فرمایا''۔ اس وقت کی وفات بھی ایک امتحان پر امتحان تھا کہ جان، مال، عزت و آبرو اور ہر چیز کی پوری پوری آزمائش کی جائے''۔

21. (کتاب ''کالا پانی'' عنوان: امتحان عشق۔ صفحہ نمبر 53): میں مولانا تھانیسری نے لکھا: ''مجھے بیڑی، ہتھکڑی اور طوق پہنا کر اور طوق میں بطور باگ ڈور ایک زنجیر ڈال کر اور اس کا سرا ایک مسلح سپاہی کے ہاتھوں میں دے کر اس کو میرے پیچھے بٹھایا۔ پارسن صاحب اور دوسرا انسپکٹر پولیس میرے دائیں بائیں بھرے ہوئے طمنچوں کی جوڑیاں اور میرے بدن سے بدن ملا کر بیٹھ گئے۔ راستہ میں پارسن مجھے بار بار کہہ رہا تھا کہ اگر تم نے ذرا بھی حرکت کی تو میں اس طمنچے سے تمہیں مار ڈالوں گا۔ جب نماز کا وقت آتا تو میں

اجازت کے بغیر ہی تیمم کر کے بیٹھے بیٹھے اشاروں سے نماز پڑھ لیتا تھا۔گاڑی بدستور سوئے منزل رواں دواں رہتی اور وہ چپ چاپ میری نماز کا تماشا دیکھا کرتے تھے“۔

22. (کتاب ”کالا پانی“ عنوان : دہلی سے انبالہ تک۔ صفحہ نمبر 53-54) : میں مولانا تھانیسری نے لکھا: ”دوسرے دن فجر کے وقت ”سپرنٹنڈنٹ پارسن“ ”میجر جام فیلڈ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولس“ اور ”کپتان ٹائی ڈپٹی کمشنر انبالہ“ یا جوج ماجوج کی طرح میری کوٹھری میں آئے اور مجھ سے کہا: ”تم اس مقدمہ کا حال بتلا دو تو تمہارے لئے بہتر ہوگا“۔ میں نے کہا: ”میں کچھ نہیں جانتا“۔ ”پارسن“ نے پہلے تو مجھے بہت ڈرایا دھمکایا پھر مارنا شروع کر دیا۔ جب مار انتہا کو پہنچ گئی تو میں گر پڑا۔ ”ٹائی صاحب“ اور ”جام فیلڈ“ کوٹھری سے باہر کھڑے ہو گئے۔ جب اس قدر تشدد پر بھی میں نے کچھ نہ بتایا تو وہ سب اس دن مایوس ہو کر چلے گئے۔ جب میں نے ظلم وتعدی کی یہ کیفیت دیکھی تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ لوگ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ میرے ذمہ رمضان کے کچھ روزے باقی تھے دوسرے دن سے میں اس کی قضا کرنی شروع کر دی۔ دوسرے دن میں روزے سے تھا، علی الصبح پارسن صاحب آیا اور وہی کاروائی شروع کر دی۔ تھوڑی زدوکوب کے بعد مجھے اپنی بگھی میں بیٹھا کر ”ڈپٹی کمشنر ٹائی صاحب“ کے بنگلے پر لے گیا جہاں ”ٹائی“ اور ”جام فیلڈ“ دونوں موجود تھے۔ انہوں نے بڑی چاپلوسی کی اور کہا کہ ہم تحریری عہد کرتے ہیں اگر تم دوسرے شرکاء اور معاونین جہاد کے نام بتا دو تو تمہیں سرکاری گواہ بنا کر رہا کر دیں گے اور ایک بڑے عہدے پر بھی فائز کر دیں گے۔ بصورت دیگر تمہیں پھانسی کی سزا دی جائے گی۔ میں نے اس چاپلوسی پر بھی انکار کر دیا۔ پھر پارسن صاحب ایک الگ کمرے میں لے گئے پھر مارنا شروع کر دیا میں کہاں تک لکھوں 8 بجے فجر سے 8 بجے رات تک مجھ پر اس قدر مار پیٹ ہوئی کہ شاید کسی پر ہو لیکن بفضل الٰہی میں نے سب کچھ برداشت کر لیا اور ہر دم اپنے رب سے دعا کی: ”اے رب ذوالجلال! یہ امتحان کا وقت ہے تو مجھے ثابت قدم رہنے کی توفیق عنایت

فرما''۔جب وہ ہر طرح مایوس ہو گئے تو لاچار ہوکر انہوں نے 8 بجے رات مجھے واپس جیل خانے میں بھیج دیا۔میں تمام دن روزے سے تھا بنگلہ سے باہر نکل کر درخت کے پتوں سے روزہ افطار کرلیا،جیل میں پہنچ کر میرے حصہ کا کھانا رکھا ہوا تھا کھایا اور شکر الٰہی بجا کر سو گیا۔جس دن ''ٹائی صاحب'' کے بنگلہ میں مار پیٹ کی لذت اٹھا رہا تھا اس وقت ''منشی حمید علی صاحب'' تھان پوری تحصیلدار نارائن گڑھ اپنے عہدہ سے معطل ہوکر باہر برآمدہ میں غمگین بیٹھا تھا۔اس کا قصور یہ تھا کہ جس دن پہلے اپنے کسی دنیاوی معاملہ میں مجھے خط لکھا تھا اس پر کچہری کے بعض عملہ نے غلط معنی بیان کر دیا تھا۔ میں اس کا غمگین چہرہ دیکھ کر اپنی تکلیف بھول گیا۔''

23. (کتاب ''کالا پانی'' عنوان :پولس تشدد کی ایک مثال۔صفحہ نمبر 61) : میں مولانا تھانیسری نے لکھا: ''پولیس کے ان بے گناہوں پر مظالم،تشدد اور زدوکوب کا اندازہ اس سے لگایئے کہ عباس نامی ایک لڑکا جس نے مدت تک میرے گھر میں رہ کر پرورش پائی تھی جب مجھے دیکھ کر محبت کے مارے مجسٹریٹ کے پاس جھوٹا اور آموختہ بیان دینے سے ہچکچایا تو اسی روز رات کو اس بچے کو ایسی سخت سزا دی گئی کہ وہ تاب نہ لاکر مقدمہ میں پیشی سے پہلے ہی دم توڑ گیا۔مگر بدنامی سے بچنے کے لئے ''پارسن'' نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ اس کی وفات کسی مرض کی وجہ سے ہوئی''۔

24. (کتاب ''کالا پانی'' عنوان :اہل وعیال سے ملاقات۔صفحہ نمبر 80) : میں مولانا تھانیسری نے لکھا: ''انبالہ جیل سے لاہور جانے کے لئے جب میں تیار ہوا تو بیوی بچے ملاقات کے لئے جیل میں آئے۔جیل سے باہر ایک کوٹھری میں بڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔میرا گیروے رنگ کا لباس،کمبل کا کرتا اور پاؤں میں زنجیر دیکھ کر میرے یہ اقرباء نہایت غمگین اور افسردہ ہوئے۔ میں نے انہیں تسلی دی اور ہر حال میں ایمان وصبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنے کی تلقین کی۔کوئی سال سوا سال کے بعد آج میں نے اپنے بیٹے محمد صادق کو دیکھا تو وہ ایسا صحت مند تھا کہ میں اسے مشکل سے پہچان سکا اس

سے میری یہ آخری ملاقات تھی اس کے بعد میں نے اسے دوبارہ اس دنیا میں نہیں دیکھا۔

25. (کتاب ''کالا پانی'' عنوان: تھانیسر۔ صفحہ نمبر 141): میں مولانا تھانیسری نے لکھا:

''13/دسمبر 1863ء کو جب میں نے ''تھانیسر'' سے قدم اٹھایا اس پر زوال شروع ہو گیا۔ 20 سال میں آبادی ساتویں حصہ سے بھی بہت کم رہ گئی ہے۔ مکانات منہدم ہو گئے۔ گلی کوچے مسدود ہو گئے اور انسانوں کے بجائے بندروں نے کھنڈرات کو اپنا مسکن بنانا شروع کر دیا۔ تھانیسر میں اپنے مکان پہنچا (جس کو انگریز نے قبضہ کر کے نیلام کر دیا تھا)۔ مجھے مکان کے اندرونی قطعات کی زیارت کر لینے دو۔ مالک مکان نے مجھے پہچان لیا نہایت اخلاق سے پیش آیا اور مجھے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ اس جگہ بھی مجھے قدرت الٰہی یاد آئی کہ جس مکان کو میں نے ہزاروں روپئے صرف کر کے تعمیر کیا تھا اس میں اجازت کے بغیر ایک قدم بھی نہیں رکھ سکتا تھا۔ خدا سے امید ہے کہ وہ اس مکان کو قبول کر کے اس کے بجائے مجھے آخرت میں مکان عنایت فرمائے گا۔

☆ مجاہد آزادی ''اسیر کالا پانی'' علامہ فضل حق خیر آبادی:

قارئین کرام! ایک اور کالا پانی کے ہیرو ہیں علامہ فضل حق خیر آبادی ہیں۔

1. 1797ء میں ''خیر آباد'' میں پیدا ہوئے۔ 1861ء کو ''انڈومان نیکوبار'' ''کالا پانی'' میں پھانسی پر لٹکا دیئے گئے۔
2. علامہ فضل حق خیر آبادی 1857ء کی جنگ آزادی کے روح رواں تھے۔ وہ ایک فلسفی، ایک شاعر اور ایک مذہبی عالم تھے۔
3. بہادر شاہ ظفر کے ساتھ ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرنے کے لئے جان توڑ محنت کی۔
4. علامہ فضل حق خیر آبادی لکھنؤ میں ''قاضی القضاۃ'' تھے۔ انگریزوں کے جاسوس ''گوری شنکر'' نے 28/اگست 1857ء کی رپورٹ میں لکھا ہے: ''مولوی فضل حق جب سے دہلی آیا ہے شہریوں اور فوج کو انگریزوں کے خلاف اکسانے میں مصروف ہے۔ وہ کہتا پھرتا

ہے کہ اس نے ''آگرہ گزٹ'' میں برطانوی پارلیمنٹ کا ایک اعلان پڑھا ہے جس میں انگریزی فوج کو دہلی کے تمام باشندوں کو قتل کر دینے اور پورے شہر کو مسمار کر دینے کے لئے کہا گیا ہے۔ آنے والی نسلوں کو یہ بتانے کے لئے کہ یہاں دہلی کا شہر آباد تھا شاہی مسجد کا صرف ایک مینار باقی چھوڑا جائے گا''۔

5. علامہ فضل حق خیر آبادی ان علماء میں سے ایک ہیں جنہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ جاری کیا۔ اس کے بعد دہلی سے ''اودھ، لکھنؤ'' آ گئے۔
6. جنوری 1859ء میں آپ کے خلاف مقدمہ چلا اور کالا پانی کی سزا ہوئی۔
7. مولانا نے اپنا مقدمہ خود لڑا اور عدالت میں کہا: ''جہاد کا فتویٰ میرا لکھا ہوا ہے اور میں آج بھی اپنے اس فتویٰ پر قائم ہوں''۔
8. 1857ء میں جنگ آزادی ناکام ہونے کے بعد ان کو انگریز نے قید کر دیا۔
9. جب ان کے بیٹے ''عبدالحق خیر آبادی'' انہیں آزاد کروانے کے لئے 13 / فروری 1861ء میں ''پورٹ بلیئر'' کالا پانی پہنچے تو اس وقت تک دیر ہو چکی تھی۔
10. علامہ فضل حق خیر آبادی کو 12 / فروری 1861ء کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا تھا۔

☆ مجاہد آزادی ''شیر علی خان'':

☆ ''اسیر کالا پانی''، انگریز کے ''چھٹے'' وائسرائے ''لارڈ مایو'' کی جان لینے والا ''شیر علی خان'': قارئین کرام!

☆ پوری حفاظت اور فوج سے گھرے ''وائسرائے'' کو چاقو سے گود کر مارنے والا نوجوان اپنے انجام سے واقف ہوگا۔ بھرے مجمع میں قتل کرنے کا مقصد ''حب الوطنی'' نہیں تو اور کیا ہے؟

1. 1857ء سے 1947 کے درمیان ''برٹش دورِ حکومت'' میں (24) ''وائسرائے'' ہوئے ہیں۔ صرف ایک ''وائسرائے'' کا عہدہ پر رہتے ہوئے قتل کیا گیا۔

2. انگریزوں کے ''چھٹے'' وائسرائے ''لارڈ مایو۔ رچرڈ ساؤتھ ویل'' کو 8/فروری 1872ء کو ان کے سرکاری دورے کے دوران ''انڈومان نیکوبار۔ کالا پانی'' جزیرے میں چاقو مار کر قتل کیا گیا۔
3. قاتل جگہ پر ہی گرفتار کرلیا گیا۔ گرفتار ہونے کے بعد اس نے اعلان کیا: ''ہاں یہ قتل میں نے ہی کیا ہے''۔ آناً فاناً برٹش حکومت نے اسے پھانسی پر لٹکا دیا۔
4. اس ویر بہادر کا نام ہے ''شیر علی خان''۔
5. آزاد بھارت میں بلا تفریق مذہب وملت وطن کی آزادی کے سودے میں قربانی کا کوئی مول بھاؤ نہ ہوتا تو شہیدوں کے نام اس طرح ہوتے۔ (1) شیر علی خان۔ (2) بھگت سنگھ۔ (3) راج گرو۔ (4) چندر شیکھر آزاد وغیرہ۔ مگر یہ مسلمان مجاہدین آزادی کے ساتھ کھلم کھلا ناانصافی ہے کہ نمبر ایک مجاہد تو دور کی بات ان کا نام بھی مجاہدوں میں شمار نہیں کیا جاتا۔
6. 29 سالہ پنجاب ماؤنٹیڈ پولس کا یہ پٹھان سپاہی اور ''انڈومان۔ کالا پانی'' جیل کا قیدی نمبر (15557) شیر علی خان کون تھے؟ یہ سوال کوئی پوچھے تو تعجب کی بات ہے کیونکہ نہ ہندوستان کی تاریخی کتابوں میں نہ کسی سرکاری پروگرام میں یہ نام لیا گیا اور نہ سنا گیا۔
7. صرف الٰہ آباد میں ''لارڈ مایو'' کے نام پر ''مایو روڈ''، ''مایو اسپتال'' اور ''مایو ہال'' مل جائیں گے لیکن ان شہیدوں کی یادگار صرف ''انڈومان نیکوبار۔ کالا پانی'' ہی میں ملیں گے وہ بھی کھنڈروں کی شکل میں۔
8. ''لارڈ مایو'' 8/فروری کو ''گلاسگو اسٹیمر'' کے ذریعے ''انڈومان۔ کالا پانی'' آئے تھے۔
9. آج بھی ''جزیرہ انڈومان'' کے ایک جزیرہ ''ماؤنٹ ہیر پیٹ'' کے ''ہیپ ٹاؤن جیٹی'' میں ایک سرکاری بورڈ لگا ہے۔ اس بورڈ پر لکھا ہے ''یہ وہی مقام ہے جہاں (8/2/1872) کو بوقت شام سات بجے وائسرائے ''لارڈ مایو'' ایک سزا یافتہ قیدی ''شیر علی خان'' کے حملے کا شکار ہوئے۔ اس حملے میں ان کی موت واقع ہوگئی۔ شیر علی

خان کو (11/3/1872) کو ''وائر آئی لینڈ'' میں پھانسی دی گئی''۔

10. کہانی اب شروع ہوتی ہے اس شیر کی یاد کرو قربانی۔ ''خیبر درے'' کا چمکتی آنکھوں والا، گوری چمڑی والا، پٹھان ''شیر علی'' تین سال تک جیل افسران کی نگاہ میں ایک خاموش طبیعت اچھے اخلاق اور شریف جانا جاتا تھا۔خوش ہوکر جیل انتظامیہ ''حجام'' کا کام دے دیتی ہے۔جس کی وجہ سے وہ جزیرہ کے کسی بھی ٹاپو پر آسانی سے آجا سکتا تھا۔

11. 8/فروری کو دو اسٹیمر ''گلاسگو'' اور ''ڈھاکہ'' کلکتہ بندرگاہ سے رنگون ہوتے ہوئے انڈومان صبح نو بجے ''پورٹ بلیئر'' بندرگاہ پہنچ گئے،توپوں کی سلامی دی گئی۔ جیسے ہی یہ آواز اس پٹھان شیر علی خان تک پہنچتی ہے ''سبزی کاٹنے والے چاقو'' کو اٹھاتا ہے اور پورے دن بھر اس کی دھار کو تیز کرتا رہتا ہے۔ بے صبری میں وہ دونوں ''ٹاپوؤں'' کے بیچ سمندر کو پار کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے لیکن سمندری لہروں کے تھپیڑے اسے کنارے لوٹنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

12. مؤرخ ''ایف ایم داس'' نے (1937) میں چھپی اپنی کتاب ''دی انڈومان آئی لینڈ'' میں اس واقعہ کا خاکہ کھینچا ہے: (11 بجے سے جب دورہ شروع ہوا تو ہتھیار بند پولس دستے ''وائسرائے'' کے آگے پیچھے چل رہے تھے۔قیدیوں کو کسی بھی قیمت پر ان کے نزدیک پھٹکنے کی اجازت نہیں تھی۔تقریباً شام 5 بجے تک ''وائسرائے مایو'' جزیروں کا دورہ کرتے رہے۔معائنہ ختم ہونے کے بعد ''لارڈ مایو'' نے ''ہوپ ٹاؤن'' میں واقع ''ہریٹ پہاڑی'' پر چڑھ کر غروب آفتاب کا دلکش منظر دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ایک گھنٹہ باقی تھا۔ ''ماؤنٹ ہیری'' دیکھ لیا جائے۔شاہی حکم اور موت کہاں ٹلتی ہے۔ ''لارڈ مایو'' کے لئے ایک خچر لایا گیا کبھی پیدل چلتے اور کبھی اس پر بیٹھ جاتے۔کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ ایک پٹھان وائسرائے کا موقع کی تلاش میں سائے کی طرح پیچھا کر رہا ہے۔ ''ماؤنٹ ہیری'' کی چوٹی پر ''لارڈ مایو'' 15 منٹ رہے۔ بار بار ڈوبتے سورج کو دیکھتے اور کہتے کتنا حسین ہے۔اسے کیا معلوم کہ سورج کے ڈوبنے کے ساتھ

ساتھ ان کی زندگی کی سانسیں بھی ڈوبنے والی ہے۔شام 7 بجے تک کافی اندھیرا ہو چکا تھا اور''لارڈ مایو'' کا قافلہ''ہوپ ٹاؤن جیٹی'' کی سیڑھیاں اتر کر سمندر میں کھڑی لانچ کی طرف بڑھ رہا تھا۔''جنرل اسٹوورٹ'' پیچھے چل رہے تھے کہ اچانک لوگوں نے دیکھا کہ''لارڈ مایو'' کی پیٹھ پر ایک آدمی جونک کی طرح چپکا ہوا ہے۔مشعلوں کی کم روشنی میں لوگوں نے''لارڈ مایو'' کو پانی میں گرتے دیکھا۔پھر لارڈ سنبھل کر اٹھے اور چیخ پڑے کہ ان لوگوں نے مجھ پر حملہ کیا لیکن ٹھیک ہے زیادہ چوٹ نہیں آئی۔حملہ آور نے بھاگنے کی کوشش نہیں کی اور حفاظتی دستے نے اسے پکڑ لیا۔آگے لکھتے ہیں کہ جب افسران نے اس سے اخبار میں چھپنے کے بہانہ بنا کر فوٹو کھنچوانے کو کہا تو وہ''خبیث پٹھان'' خوشی سے جھوم اٹھا۔اور قتل کے جرم میں قید''شیر علی'' بچوں کی طرح ضد کر رہا تھا کہ تاریخ اسے ''وائسرائے'' کے''قاتل'' کے روپ میں یاد رکھے)۔

13. ''وائپیر ٹاپو'' پر وہ عمارت آج بھی موجود ہے جہاں''شیر علی'' کو پھانسی دی گئی تھی۔گوبر، کیچڑ اور جالوں سے پٹی پڑی ہے۔اسی تاریخی عمارت میں جہاں تاریخ کا ایک ہیرو سویا ہوا ہے اندر پہنچنا بھی ممکن نہیں ہے۔

☆ ''شیخ الکل فی الکل''، ''شیخ العرب والعجم''، ''شمس العلماء'' میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ:

قارئین کرام! ایک اور مجاہد آزادی ہیں میاں نذیر حسین محدث دہلوی۔

1. 1805ء میں''سورج گڑھ۔مونگیر''(بہار) میں آپ پیدا ہوئے۔1902ء کو دہلی میں وفات پا گئے۔
2. میاں صاحب اپنے دور کے''شیخ العرب والعجم'' تھے۔''شیخ الکل فی الکل'' اور''شمس العلماء'' تھے۔
3. ''پٹنہ۔بہار کی راجدھانی'' میں میاں صاحب کو شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا وعظ سننے

کوملا۔میاں صاحب خود کہتے ہیں: ''ہم اس میں شریک تھے سارا ''لین'' کا میدان بھرا ہوا تھا۔پہلی ملاقات سید صاحب اور مولانا شہید سے یہیں ''پٹنہ'' میں ہوئی تھی''۔ (الحیات بعدالممات:صفحہ نمبر:26)

3. 1822ء میں شاہ اسماعیل شہید کے وعظ سے متأثر ہوکر علم حاصل کرنے کے لئے دہلی روانہ ہوئے۔1828ء کومختلف شہروں سے ہوتے ہوئے دہلی پہنچے۔

4. 1824ء میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے وفات کے بعد ان کے نواسے ''شاہ اسحاق محدث دہلوی رحمہ اللہ'' علم حدیث کے مسند پر بیٹھے۔میاں صاحب نے ان سے ''صحاح ستہ'' کی تکمیل کی اور سنداجازت حاصل کی۔

5. میاں صاحب کو''صحیح بخاری''اور''صحیح مسلم'' پڑھنے کا شرف ''مولانا عبدالخالق'' سے بھی حاصل ہوا۔

6. 1833ء میں آپ کی شادی آپ کے رفیق ترین استاذ''مولانا عبدالخالق'' صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔

7. 1857ء میں میاں صاحب نے ایک انگریز میم ''مسز لینس'' کو پناہ دی تھی۔جب کہ آزادی کی لڑائی اپنے عروج پر تھی۔وہابیوں نے انگریزوں کی میم (عورت) اور بچوں کی حفاظت کی انہیں اپنے گھر میں چھپایا اور باغیوں سے محفوظ رکھا مگر ڈاکٹر ''ہنٹر'' کی کتاب کی وجہ سے دونوں قوموں کے درمیان تعصب،نفرت اور دشمنی بہت بڑھ گئی ہے۔ (''کالا پانی'' صفحہ نمبر:58-59۔کتاب کے حاشیہ میں ہے۔شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ نے 1857ء کے موقع پر ایک انگریز میم ''مسز لینس'' کو پناہ دی تھی۔میاں صاحب کا اس انگریز کو پناہ دینا قرآن وحدیث کے حساب سے تھا۔حالت جنگ میں کافر قوم کے بوڑھوں بچوں اور عورتوں کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

(سورہ توبہ: سورہ نمبر:9، آیت نمبر:6)﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَالِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ﴾

''اگر مشرکوں میں سے کوئی آپ سے پناہ مانگے تو آپ اسے پناہ دے دیں یہاں تک کہ وہ کلامُ اللہ سن لے پھر اسے اس کے امن کی جگہ تک پہنچا دیں۔ اس لئے کہ وہ جانتے نہیں''۔

پس میاں صاحب نے ایک زخمی انگریز عورت کو اسی لئے پناہ دی تھی۔

ڈاکٹر ''ہنٹر'' کی کتاب (Our Indian Musalmans) نے اہل حدیث کے خلاف انگریزوں کے دلوں میں نفرت پیدا کردی تھی۔ ''وہابی'' کا لفظ اہل حدیث کو انگریزوں نے دیا تھا۔ انگریز وہابیوں کو اپنا جانی دشمن سمجھتے تھے۔ ''ہنٹر'' کی کتاب میں ''رسی کو سانپ'' اور ''رائی کو پہاڑ'' بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ (کتاب ''کالا پانی'' عنوان :ہمارے ہندوستانی مسلمان) : کے تحت مولانا تھانیسری نے صفحہ 57-59 لکھا:

''انگریز افغانوں کو اپنا اس قدر دشمن نہیں سمجھتے تھے جتنا کہ وہابیوں کو ڈاکٹر ہنٹر کے پھیلائے ہوئے تعصب کی وجہ سے انہوں نے اپنا دشمن فرض کر رکھا ہے، حالانکہ وہابیوں سے کسی انگریز کا قتل تو کجا کبھی خلاف تہذیب بات بھی سرزد نہیں ہوئی۔

9. لگ بھگ ''میاں صاحب'' 70 سال تک حدیث کی خدمت کرتے رہے۔ 1902ء میں میاں صاحب نے وفات پائی۔

☆ ایک سال تک میاں صاحب کی ''راولپنڈی'' جیل میں نظر بندی:

1864ء میں ''انبالہ'' کا مقدمہ ''وہابیت'' چلا گیا تو علماء صادق پور اور دیگر اعیان اہل حدیث گرفتار ہوئے۔ میاں صاحب بھی اس کی لپیٹ میں آ گئے۔ ''راولپنڈی'' جیل میں ایک سال تک رہے اس کے بعد آزادی ملی۔ جیل میں بھی آپ کا درس جاری رہا۔

☆ مجاہد آزادی ''شیخ الہند'' اور ''اسیر مالٹا'' مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ:

قارئین کرام! ایک اور مجاہد آزادی شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ ہیں۔

1. پیدائش 1851ء۔ وفات 1920ء۔

2. دارالعلوم دیوبند کے پہلے شاگرد، دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس ہیں۔
3. آپ نے تحریک کا مرکز ''کابل'' کو بنایا۔اور آپ کی تحریک ''ریشمی رومال'' کے نام سے مشہور ہے۔آپ عسکری بنیادوں پر مسلمانوں کو منظم کر کے انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا چاہتے تھے لیکن اپنوں کی سازش کی وجہ سے یہ تحریک بھی کامیاب نہ ہوسکی لیکن لوگوں میں بیداری کی نئ روح پھونک دی۔
4. 1916ء میں مکہ میں گرفتار کر کے سوا تین سال کے لئے ''جزائر مالٹا'' میں قید کر دیا گیا۔شیخ الہند کی کمر پر لوہے کی گرم سلاخ رکھ کر انگریز کہتا: ''اے محمود الحسن! انگریز کے حق میں فتویٰ دے''۔جب ہوش میں آتے تو کہتے: ''میں بلال کا وارث ہوں میرا جسم پگھل سکتا ہے، میری جلد ادھڑ سکتی ہے لیکن میں ہرگز ہرگز تمہارے حق میں فتویٰ نہیں دے سکتا''۔
5. شیخ الہند ''مالٹا'' کی جیل میں بس ایک سبق سیکھ کر آئے کہ باقی زندگی گلی گلی میں صرف قرآن کے درس کو عام کرنا ہے۔(وحدت امت صفحہ نمبر:39)

☆ مجاہد آزادی، امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد:

محترم قارئین کرام! ایک اور مجاہد آزادی، مفسر، مدبر، محقق، نباض قوم، مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ ہیں۔

1. 1888ء میں 17/اگست کو مکہ میں پیدا ہوئے اور 1899ء کو ہندوستان آ گئے۔
2. 1906ء میں ''مسلم ایجوکیشنل'' کانفرنس ڈھاکہ میں شرکت کی۔اس کانفرنس میں ''مسلم لیگ'' وجود میں آئی۔
3. 13/جولائی 1912ء کو کلکتہ سے ''الہلال'' کا اجرا کیا۔''الہلال''صرف اخبار ہی نہ تھا بلکہ انگریزی حکومت کے خلاف تحریک بھی تھی۔مردہ دلوں میں نئ جان ڈال دی۔مظلوموں اور مغلوبوں کو آزادی کا شیدائی بنا دیا۔اس کی للکار اور پکار نے غلاموں کو

غلامی کی زنجیر توڑنے کی توفیق دی اور شعلہ حیات بھڑکا دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی تعداد اشاعت (26000) تک پہنچ گئی۔ ''الہلال'' اردو کا پہلا باتصویر ہفت روزہ اخبار تھا جو ترکی سے منگوائے ہوئے ''ٹائپ'' پر چھپتا تھا۔ ''الہلال'' کی مقبولیت اور اس کے لئے لوگوں کی بے چینی اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس کے ایک پرچہ کو لوگ حلقہ بنا کر سنتے اور مولانا کے ایک دو لفظ اور فقروں پر سر دھنتے تھے۔ 18/نومبر 1914ء کو ''الہلال'' بند کر دیا گیا۔

4. 15/نومبر 1915ء کو ''البلاغ'' شروع کیا گیا۔ 28/مارچ 1916ء کو بنگال کی سرکار نے حدود بنگال سے نکل جانے کی ہدایت کی اور اس طرح ''البلاغ'' کو بھی بند کرنا پڑا۔
5. 1920ء میں ''رانچی'' جیل سے رہائی ملی۔ جیل میں ''تذکرہ'' نامی کتاب لکھی۔
6. 1930ء میں کانگریس کے قائم مقام صدر مقرر ہوئے۔
7. 1940ء سے 1946ء تک کانگریس کے صدر کے عہدے پر فائز رہے۔
8. 1942ء سے 1945ء تک احمد نگر جیل میں رہے۔ ''غبار خاطر'' نامی کتاب لکھی۔ آپ کے ساتھ پنڈت جواہر لال نہرو اور آصف علی بھی احمد نگر جیل میں رہے۔
9. 15/اگست 1947ء کو آزاد ہندوستان کے ''مولانا آزاد'' وزیر تعلیم (سکچھا منتری) بنائے گئے۔
10. 1952ء میں پہلے عام الیکشن میں کامیابی کے بعد تعلیم، قدرتی ذرائع اور سائنسی تحقیقات کے وزیر بنائے گئے۔
11. 1957ء کے عام انتخابات میں پھر منتخب ہوئے اور وزیر تعلیم بنائے گئے۔
12. 22/فروری 1958ء کو وفات ہوئی اور جامع مسجد کے سامنے دفنائے گئے۔ لگ بھگ 15 سال جیل میں گزارے۔

☆ ’’دلی کی جامع مسجد‘‘ سے امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کا ’’پاکستان‘‘ جانے والوں سے تاریخی خطاب:

’’تمہیں یاد ہے میں نے تمہیں پکارا تم نے میری زبان کاٹ ڈالی، میں نے قلم اٹھایا تم نے میرے ہاتھ قلم کر دیئے، میں نے چلنا چاہا تو تم نے میرے پاؤں کاٹ دیئے، میں نے کروٹ لینی چاہی تم نے میری کمر توڑ دی۔ یہ فرار کی زندگی جو تم نے ہجرت کے مقدس نام پر اختیار کی ہے۔اس پر غور کرو، اپنے دلوں کو مضبوط بناؤ، اور اپنے دماغوں کو سوچنے کی عادت ڈالو اور پھر دیکھو تمہارے یہ فیصلے کتنے عاجلانہ ہیں۔ آخر کہاں جا رہے ہو اور کیوں جا رہے ہو؟ یہ دیکھو! مسجد کے بلند مینار تم سے اچک کر سوال کرتے ہیں۔اپنی نظریں اٹھا کر دیکھو! کہ شاہ جہانی مسجد کے گنبد تم سے سوال کرتے ہیں کہ تم نے اپنی تاریخ کے صفحات کو کہاں گم کر دیا؟ یہ تمہارے بزرگوں کے مقدس مقامات تم سے سوال کرتے ہیں کہ تم انہیں کس کے حوالے چھوڑے جا رہے ہو؟ یہ مسجدوں سے گونجنے والی اللہ اکبر کی صدائیں تم سے سوال کرتی ہیں تم انہیں کس کے رحم وکرم پر چھوڑے جا رہے ہو؟ ابھی کل کی بات ہے جمنا کے کنارے تمہارے قافلوں نے وضو کیا تھا۔آج تم ہو کہ تمہیں یہاں رہتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے حالانکہ دہلی تمہارے خون سے سینچی ہوئی ہے۔آج زلزلوں سے ڈرتے ہو کبھی تم خود ایک زلزلہ تھے۔آج اندھیرے سے کانپتے ہو کیا یاد نہیں کہ تمہارا وجود ایک اجالا تھا۔ یہ بادلوں نے میلا پانی برسایا ہے تم نے بھیگ جانے کے خدشے سے اپنے پائینچے چڑھا لئے ہیں۔ وہ تمہارے ہی اسلاف تھے جو سمندروں میں اتر گئے، پہاڑوں کی چھاتیوں کو روند ڈالا، بجلیاں آئیں تو ان پر مسکرا دیئے، بادل گرجے تو قہقہوں سے جواب دیا۔ بادصرصر اٹھی تو اس کا رخ پھیر دیا۔ آندھیاں آئیں تو ان سے کہا کہ یہ تمہارا راستہ نہیں ہے۔ یہ ایمان کی جانکنی ہے کہ شہنشاہوں کے گریبانوں سے کھیلنے والے آج خود اپنے گریبانوں سے کھیلنے لگے۔اور خدا سے اس درجہ غافل ہو گئے کہ جیسے اس پر کبھی ایمان ہی نہیں تھا۔

عزیزو! میرے پاس تمہارے لئے کوئی نیا نسخہ نہیں ہے۔ وہی پرانا نسخہ ہے جو برسوں پہلے کا ہے۔ وہ نسخہ جس کو کائنات انسانی کا سب سے بڑا محسن لایا تھا۔ وہ نسخہ ہے قرآن کا یہ اعلان کہ:

﴿ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴾ ”تم نہ سستی کرو اور غمگین نہ ہو، تم ہی غالب رہو گے، اگر تم ایمان والے ہو۔“ (سورہ آل عمران: سورہ نمبر: 3، آیت: 139)۔ آج کی صحبت ختم ہوگئی مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ اختصار سے ساتھ کہہ چکا ہوں۔ پھر کہتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں اپنے حواس پر قابو رکھو اپنے گردوپیش اپنی زندگی خود فراہم کرو۔ یہ منڈی کی چیز نہیں کہ تمہیں خرید کر لا دوں۔ یہ تو دل کی دکان ہی میں سے اعمال صالحہ کی نقدی سے دستیاب ہوسکتی ہے“۔(You Tube پر مولانا آزاد کے زبانی خطاب سنا جاسکتا ہے)

ہوسکتا ہے یہ خطاب کسی پاکستانی کے لئے کسی بنگلہ دیشی کے لئے اہم نہ ہو مگر ہم ہندوستانی مسلمانوں کے لئے کافی اہم ہے۔

☆ مجاہد آزادی اشفاق اللہ خان رحمہ اللہ:

قارئین کرام! ایک اور مجاہد آزادی اشفاق اللہ خان ہیں۔

1. اشفاق اللہ خان معروف انقلابی، مجاہد آزادی اور شاعر تھے۔ 20 سال کی عمر میں اُس زمانے کے مشہور انقلابی ”رام پرساد بسمل“ کے رابطے میں آ گئے۔
2. 1922ء میں تحریک خلافت کے دوران ”چوری چورا“ کا پرتشدد واقعہ پیش آیا جس کے بعد گاندھی جی نے ”خلافت تحریک“ کے خاتمے کا اعلان کیا۔
3. 9 راگست 1925ء کو ”کاکوری“ کے مقام پر سرکاری خزانہ لے جا رہی ٹرین کو روک کر خزانہ لوٹ لیا۔ اشفاق اللہ خان اور ”رام پرساد بسمل“ کے علاوہ 8 راور انقلابی شامل تھے۔

4. ''کاکوری واقعہ'' آزادی کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔
5. اشفاق اللہ خان کو ایک پٹھان دوست نے دہلی سے پکڑ وادیا۔ اشفاق اللہ خان فیض آباد جیل بھیج دیئے گئے جہاں ان کے خلاف ڈکیتی، قتل اور حکومت کے خلاف سازش کا مقدمہ چلایا گیا۔
6. ''کاکوری ٹرین'' ڈکیتی جس میں انگریزوں کا خزانہ لوٹا گیا تھا جس کی وجہ سے 19/دسمبر 1927ء کو فیض آباد میں انگریزوں نے پھانسی پر لٹکادیا۔ پھانسی کے پھندے پر لٹکتے وقت کہا تھا:

کچھ آرزو نہیں ہے بس آرزو تو یہ ہے
رکھ دے کوئی ذرا سی خاک وطن کفن میں

☆ مجاہد آزادی ''بطخ میاں انصاری'':

☆ ''بطخ میاں انصاری'' نے ''گاندھی جی'' کی جان بچالی:

قارئین کرام! ایک ایسے مجاہد آزادی سے آپ کا تعارف کرانا چاہتا ہوں جو جیل چلا گیا مگر ''گاندھی جی'' کو بچالیا۔ (وکیپیڈیا یا آزاد دائرۃ المعارف کے حوالے سے)۔

☆ بطخ میاں انصاری پیشہ سے باورچی تھے۔

☆ بطخ میاں ''بہار۔ موتیہاری نیل کوٹھی'' میں بطور باورچی کام کرتے تھے۔

☆ 1917 میں جب چمپارن میں ابتر صورت حال کا سامنا کر رہے ''نیل کے کسانوں'' نے مہاتما گاندھی کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے مدعو کیا تھا۔

☆ گاندھی جی کے ساتھ ''ڈاکٹر راجندر پرساد'' اور دیگر کانگریس لیڈران بھی آئے تھے۔ اس موقع پر گاندھی جی کو عوام کی بھرپور حمایت حاصل ہوئی جس سے انگریز کافی پریشان ہوئے۔

☆ نیل کے کھیتوں کے اس وقت کے انگریز منیجر ''اروِن'' نے مذاکرہ کے لیے گاندھی جی کو

اپنے گھر پر بلایا۔

☆ اورایک سازش کے تحت اپنے باورچی ’’بطخ میاں‘‘ کو’’دودھ‘‘میں’’زہر‘‘ملانے کاحکم دیا۔ بطخ میاں نے’’اروِن‘‘ کے سامنے دودھ میں زہرتوضرور ملایالیکن اپنی جان کی پرواکیے بغیر یہ بات ڈاکٹرراجندر پرساد کے کانوں میں بتادی جس سے گاندھی جی کی جان بچ گئی۔

☆ بعد میں’’اروِن‘‘ نے’’بطخ میاں‘‘ کی خوب پٹائی کی اوراس کے گھر کوشمشان بنادیا۔ان کی جائیداد کوبھی نیلام کردیا۔سیدعبیدالرحمٰن اپنی کتاب’’مسلم مجاہدین آزادی اورتحریک آزادی میں ان کی خدمات‘‘میں بطخ میاں کا ذکرکرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آزادی کے کچھ سالوں بعد’’راجندر پرساد‘‘موتیہاری کے سفر پر تھے جہاں ایک عوامی جلسہ میں ان کی ملاقات’’بطخ میاں‘‘ سے ہوئی تھی راجندر پرساد نے پورے مجمع سے ان کا تعارف کرایا اور بطخ میاں کو’’ڈائس‘‘ پراپنے ساتھ بٹھایا اور پھر پورے مجمع میں گاندھی جی کو بچانے واقعہ ذکرکیا تھا۔لیکن بطخ میاں سے ملاقات کے دوران راجندر پرساد نے ان کی غربت کودیکھ کر بڑے افسردہ ہوئے تھے۔اوراسی سفر میں آپ نے بہار کی حکومت کوحکم دیا کہ بطخ میاں کوان کی قربانیوں کے صلے میں 150 ایکڑزمین دی جائےجس سےان کی معاشی حالت میں سدھار ہو۔تھوڑی بہت زمین توان کے خاندان کوایک مدت کے بعد ملی۔لیکن’’بطخ میاں‘‘ کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔اور پوری زمین آج تک نہیں ملی۔

☆ ’’بطخ میاں‘‘ کی ولادت 1869 میں بہار میں ہوئی تھی۔

☆ ’’بطخ میاں‘‘ کی وفات 1957 میں ہوئی۔

☆ مسلمان شاعروں نے اپنے اشعار کے ذریعے آزادی کی روح پھونکی:

مسلمان شاعروں نے اپنی شاعری کے ذریعہ آزادی کی روح پھونک دی۔ایک شاعر ’’علامہ اقبال‘‘ہیں۔1905ء میں علامہ اقبال نے’’ترانۂ ہندی‘‘ لکھا۔

شاعرِمشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ:

سارے جہاں سے اچھا، ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی، یہ گلستاں ہمارا

غربت میں ہوں اگر ہم، رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو ہمیں وہیں بھی، دل ہو جہاں ہمارا

پربت وہ سب سے اونچا، ہمسایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا، وہ پاسباں ہمارا

گودی میں کھیلتی ہیں، اس کی ہزاروں ندیاں
گلشن ہے جس کے دم سے، رشک جناں ہمارا

اے آبرود گنگا، وہ دن ہے یاد تجھ کو
اترا ترے کنارے، جب کارواں ہمارا

مذہب نہیں سکھاتا، آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم، وطن ہے ہندوستاں ہمارا

یونان ومصر وروما، سب مٹ گئے جہاں سے
اب تک مگر ہے باقی، نام ونشاں ہمارا

کچھ بات ہے کہ ہستی، مٹتی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن، دورِ زماں ہمارا

اقبال کوئی محرم، اپنا نہیں جہاں میں
معلوم کیا کسی کو، دردِ نہاں ہمارا

بسمل عظیم آبادی رحمہ اللہ:

قارئین کرام! مسلمان شاعروں نے اپنی شاعری کے ذریعہ آزادی کی روح پھونک دی۔ایک شاعر ''بسمل عظیم آبادی'' ہیں۔

1921ء میں بسمل عظیم آبادی نے آزادی کے لئے اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کیا۔یہ پورے بھارتیوں کے جذبات تھے۔

سر فروشی کی تمنا، اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا، بازوئے قاتل میں ہے

اے شہید ملک وملت، میں ترے اوپر نثار
لے تیری ہمت کا چرچا،غیر کی محفل میں ہے
کھینچ کر لائی ہے سب کو، قتل ہونے کی امید
عاشقوں کا آج جمگھٹ،کوچہ قاتل میں ہے

وقت آنے دے، دکھا دیں گے تجھے اے آسماں
ہم ابھی سے کیا بتائیں، کیا ہمارے دل میں ہے
خون سے کھیلیں گے ہولی، گر وطن مشکل میں ہے
سرفروشی کی تمنا،اب ہمارے دل میں ہے

☆ آج بھی ''پیارا وطن'' مسلمانوں کے دلوں میں بسا ہوا ہے۔قیامت کی صبح تک بسا رہے گا:

کیفی اعظمی:

☆ کیفی اعظمی (شبانہ اعظمی کے والد) نے بھی ''پیارے وطن'' کے بارے میں

کیا ہی خوب کہا ہے:

کر چلے ہم فدا جان وتن ساتھیو
اب تمہارے حوالے وطن ساتھیو

سانس تھمتی گئی، نبض جمتی گئی پھر بھی بڑھتے قدم کو، نہ رکنے دیا
کٹ گئے سر ہمارے، تو کچھ غم نہیں سر ہمالے کا ہم نے نہ جھکنے دیا
مرتے مرتے رہا بانکپن ساتھیو اب تمہارے حوالے وطن ساتھیو

کر چلے ہم فدا جان وتن ساتھیو
اب تمہارے حوالے وطن ساتھیو

زندہ رہنے کے موسم بہت ہے مگر جان دینے کی رت روز آتی نہیں
حسن اور عشق دونوں کو رسوا کریں وہ جوانی جو خوں میں نہاتی نہیں
آج دھرتی بنی ہے دلہن ساتھیو اب تمہارے حوالے وطن ساتھیو

کر چلے ہم فدا جان وتن ساتھیو
اب تمہارے حوالے وطن ساتھیو

راہ قربانیوں کی نہ ویران ہو تم سجاتے ہی رہنا نئے قافلے

کر چلے ہم فدا جان وتن ساتھیو
اب تمہارے حوالے وطن ساتھیو

☆کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

ہیرے جواہرات نہ چاہت کی بات کر
اے بلبل چمن میرے بھارت کی بات کر
قربانیوں کا ذکر ابھی ناتمام ہے
عبدالحمید جیسی شہادت کی بات کر

جس نے لکھی تھی خون سے تقدیر دیش کی
باپو کی اس عظیم عبارت کی بات کر

☆کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

میرے پیارے وطن تو سلامت رہے
باغبان چمن تو سلامت رہے
میرے اجداد کی محنتوں کا نشاں میرے اسلاف کی عظمتوں کا بیاں
یادگار زمن تو سلامت رہے
میرے پیارے وطن تو سلامت رہے
رب کے پیاروں کا ہے اک حسین سائباں بچے بوڑھے جواں ہر گھڑی شادماں
اے بہار چمن تو سلامت رہے
میرے پیارے وطن تو سلامت رہے
علم کی روشنی ہر جگہ ہم کریں اس کی تعمیر کا یوں صدا دم بھریں
میرے پیارے وطن تو سلامت رہے
باغبان چمن تو سلامت رہے

☆کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

بتا کیا پوچھتا ہے ملک میں کس کا گزارا ہے
میری نظروں میں دیکھو ملک کا دلکش نظارا ہے
میرے ہاتھوں کی ریکھاؤں میں نقش ہند سارا ہے
لہو کے آخری قطرے نے ہندوستاں پکارا ہے
میرا دل ہے میری جاں ہے میری آنکھوں کا تارا ہے
یہ ہندوستان ہندوستان ہندوستاں ہمارا ہے

ہمارے ملک میں ہندو، مسلماں ساتھ رہتے ہیں
یہاں عیسائی کے کاندھوں پر، جن کے ہاتھ رہتے ہیں
ہماری سرحدوں پہ، نوجواں دن رات رہتے ہیں
وہاں اس کی حفاظت کے لئے تیار رہتے ہیں
مٹادیتے ہیں خود کو، ہند ہم کو جاں سے پیارا ہے
یہ ہندوستان، ہندوستان، ہندوستاں ہمارا ہے
ترنگے کی بلندی کو، جھکا سکتا نہیں کوئی
امان اللہ ہمیں دشمن، مٹا سکتا نہیں کوئی
جہاں پہ پاؤں رکھ دیں ہم، ہٹا سکتا نہیں کوئی
ہمارے آگے سر اپنا، اٹھا سکتا نہیں کوئی
ہزاروں دشمنوں کا دشمنی نے سر اتارا ہے
یہ ہندوستان ہندوستان ہندوستاں ہمارا ہے
میرا وعدہ ہے کہ اس ملک سے الفت رکھوں گا میں
خودی میں زندہ اپنے ویر کی، عزت رکھوں گا میں
مٹادوں ٹولیاں دشمن کی وہ طاقت رکھوں گا میں
میں چھوٹا ہوں جوانوں سے، بڑی ہمت رکھوں گا میں
میرا دل ہے میری جاں ہے میری آنکھوں کا تارا ہے
یہ ہندوستان ہندوستان ہندوستاں ہمارا ہے

☆کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

تو میرا کرما، تو میرا دھرما، تو میرا ابھیمان ہے
اے وطن محبوب میرے تجھ پہ دل قربان ہے

ہم جئیں گے اور مریں گے اے وطن تیرے لئے
دل دیا ہے جاں بھی دیں گے اے وطن تیرے لئے
ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی ہم وطن ہم نام ہیں
جو کرے ان کو جدا مذہب نہیں الزام ہے
ہم جئیں گے اور مریں گے اے وطن تیرے لئے
دل دیا ہے جاں بھی دیں گے اے وطن تیرے لئے
تیری گلیوں میں چلاکر نفرتوں کی گولیاں
لوٹتے ہیں کچھ لٹیرے دشمنوں کی ڈولیاں
لٹ رہے ہیں آپ کو اپنے گھروں کو لوٹ کر
کھیلتے ہیں بے خبر اپنے لہوں سے ہولیاں
ہم جئیں گے اور مریں گے اے وطن تیرے لئے
دل دیا ہے جاں بھی دیں گے اے وطن تیرے لئے
ہر کرم اپنا کریں گے اے وطن تیرے لئے
دل دیا ہے جاں بھی دیں گے اے وطن تیرے لئے
☆کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:
عزت تیری قائم ہے میرے لال قلعے سے
تاج وقطب مینار کی دیوار و در سے
میسور میں سوئے ہوئے ٹیپو کی قبر سے
بنگال کے سراج سے دلی کے ظفر سے
اے اہل چمن ہم کو نظر سے نہ گرانا
ہم نے بھی تو سینچا ہے اسے خون جگر سے

راحت اندوری نے وطن کی محبت میں کیا ہی خوب کہا ہے:

☆ راحت اندوری نے کہا تھا۔سبھی کا خون شامل ہے یہاں کی مٹی میں:

اگر خلاف ہیں، ہونے دو، جان تھوڑی ہے
یہ سب دھواں ہے، کوئی آسمان تھوڑی ہے
لگے گی آگ تو آئیں گے گھر کئی زد میں
یہاں پہ صرف ہمارا مکان تھوڑی ہے
میں جانتا ہوں کہ دشمن بھی کم نہیں لیکن
ہماری طرح ہتھیلی پہ جان تھوڑی ہے
ہمارے منہ سے جو نکلے وہی صداقت ہے
ہمارے منہ میں تمہاری زبان تھوڑی ہے
جو آج صاحب مسند ہیں، کل نہیں ہوں گے
کرائے دار ہیں ذاتی مکان تھوڑی ہے
سبھی کا خون ہے شامل یہاں کی مٹی میں
کسی کے باپ کا ہندوستان تھوڑی ہے

جنگ آزادی میں اپنا مال دینے والے چند مسلمان:

☆ ''برما'' کے ''یوسف مال پانی'':

میانمار (برما) کے میمن مسلمان یوسف مال پانی نے نیتا جی سبھاش چندر بوس کو ''آزاد ہند'' فوج کے لئے ''سوا ایک کروڑ'' کا چندہ دیا۔

قارئین کرام! جو قوم اپنی تاریخ بھول جاتی ہے تاریخ بھی ان کو بھول جاتی ہے۔فراموش کر دیتی ہے۔ نیتا جی سبھاش چندر بوس نے ''آزاد ہند'' فوج بنائی اور اس کے لئے چندہ کیا تو میانمار (برما) کے ایک میمن مسلمان تھے ''یوسف مال پانی'' آزادی کی جنگ میں دوسرا

سب سے بڑا چندہ دینے والے بڑے مالدار تھے۔اس زمانے میں ''سواایک کروڑ'' کا چیک دیا تھا۔

☆ ''کیپٹن شاہنواز'':

ایک اندھی عورت نے اپنا بیٹا ''شاہنواز حسین'' نیتا جی کو'' آزاد ہند'' فوج کے لئے دے دیا جو'' کیپٹن شاہنواز'' نام سے مشہور ہے:

اور وہاں ایک اندھی عورت رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی: ''اگر میرے پاس ایک کروڑ ہوتا تو میں بھی دے دیتی''۔نیتا جی نے کہا: تم کیوں رو رہی ہو تمہارے پاس اکلوتا سہارا بیٹا ہے ''شاہنواز حسین'' مجھے دے دو۔اور یہ کیپٹن شاہنواز کے نام سے مشہور ہے۔نیتا جی اس بوڑھی عورت کو اسٹیج پر لے کر آئے اور کہا: ''جس نے بھارت ماتا کو نہیں دیکھا اس عورت کو دیکھ لے''۔

☆ ''عمر سبحانی'':

ایک مسلمان تھے ''عمر سبحانی'' جو بڑے مالدار تھے۔انہوں نے گاندھی جی کو ایک (Blank Cheque) دیا اور کہا: میرے بینک میں ڈپازٹ ہیں۔

☆ کرناٹک ''بنگلور'' کے ''حاجی عثمان سیٹھ'':

قارئین کرام! کرناٹک بنگلور کے'' حاجی عثمان سیٹھ'' نے آج کے حساب سے (7000) کروڑ آزادی کے لئے گاندھی جی کو دیا تھا:

☆ ''حیدرآباد'' کے نواب ''میر عثمان علی'':

بھارت کو دنیا کا سب سے بڑا چندہ دینے والا ایک مسلمان نواب تھے۔حیدرآباد کے نواب میر عثمان علی۔

لال بہادر شاستری نے ''نیشنل ڈیفنس فنڈ'' قائم کیا تھا۔راجوں رجواڑوں سے مدد کی اپیل کی۔

1965ء میں'' پاکستان'' سے ساتھ لڑائی میں بھارت کو بچانے کے لئے سب سے ''بڑا چندہ'' حیدرآباد کے نواب میر عثمان علی نے دیا تھا۔(5 ٹن سونا) دیا تھا۔(5000) کیلو

سونا دیا تھا۔اس وقت اس کی قیمت (75لاکھ) روپئے تھے۔آج کل (1500) کروڑ ہوسکتا ہے۔''جے جوان جے کسان'' کا نعرہ دینے والے''پردھان منتری لال بہادر شاستری''اس ''عطیہ'' کو لینے کے لئے خود حیدرآباد گئے تھے۔

کیا ہم اور آپ جانتے ہیں؟ کون سا''نعرہ'' کس نے دیا؟

محترم قارئین! کیا ہم اور آپ جانتے ہیں؟ جی نہیں ہم بھول گئے۔ہمیں فلمی دنیا کے ''ہیروز'' یاد ہیں آزادی کے''ہیروز'' یاد نہیں۔

1) ''سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا'' کس نے لکھا؟ (علامہ اقبال) نے۔
2) ''بھارت چھوڑو'' کا نعرہ کس نے دیا؟ (یوسف مہرعلی) نے۔
3) ''جے ہند'' کا نعرہ کس نے دیا؟ (عابد حسن سافرانی) نے۔
4) ''انقلاب زندہ باد'' کا نعرہ کس نے دیا؟ (حسرت موہانی) نے۔
5) بھارت کے ترنگے کا کلر کس نے ڈیزائن کیا؟ (ثریا طیب جی) نے۔
6) ''مادر وطن کی جے'' کا نعرہ کس نے دیا؟ 1857ء میں (عظیم اللہ خان) نے۔
7) ''سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے'' کس نے کہا تھا؟ 1921ء میں (بسمل عظیم آبادی) نے۔
8) لال قلعے پر پہلا ترنگا کس نے لہرایا تھا؟ (جنرل شاہنواز خان) نے۔
9) لال قلعے میں 15 اگست 1947 کو پہلی شہنائی کس نے بجائی تھی؟ (استاد بسم اللہ خان) نے۔

☆ 1831ء سے 1947ء تک آزادی کی تحریک اور''علماء صادق پور، پٹنہ، بہار'':

☆انگریز ان کو''وہابی مومنٹ'' کہتے تھے اور اپنا کٹر دشمن سمجھتے تھے:

قارئین کرام!''بالاکوٹ'' میں شیخین کے شہید ہونے کے بعد جہاد کی کمان دوسرے علماء

نے سنبھال لی۔

1) 1831ء سے 1840ء تک ''مولانا نصیر الدین''۔

2) 1840ء سے 1852ء تک ''مولانا ولایت علی عظیم آبادی''۔

3) 1852ء سے 1857ء تک ''مولانا عنایت علی عظیم آبادی''۔ان کے بعد ان کے خاندان والوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد جاری رکھا۔انگریز ''وہابی مومنٹ'' کہتے تھے۔اوران کو اپنا کٹر دشمن سمجھتے تھے۔

☆ علماء ''صادق پور۔پٹنہ۔بہار''۔کا تذکرہ کئے بغیر جنگ آزادی کی تاریخ ادھوری ہے:

☆ آزاد بھارت کے پہلے پرائم منسٹر پنڈت جواہر لال نہرو نے خاندان صادق پور(پٹنہ۔بہار) کی قربانیوں کا اعتراف کرتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا:

قارئین کرام! ان اہل حدیث علماء کی قربانیوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ان کا تذکرہ کئے بغیر آزادی کی تاریخ ادھوری ہے۔ان لوگوں نے اپنا مال لگایا اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔عید کے دن پٹنہ کے ان علماء کے گھر پر بلڈوزر چلا دیئے گئے۔(آج پٹنہ کا میونسپل کارپوریشن ان ہی کی زمین پر بنا ہوا ہے)۔علماء صادق پور کے خاندان نے ایک صدی تک ہندوستان کی آزادی کے لئے جہاد کیا۔اوراپنی اولاد کو یہی وصیت کرتے رہے کہ وطن کی آزادی تک جہاد کرتے رہنا۔مزید تفصیل کے لئے پڑھیں۔(تذکرہ صادقہ۔مولانا عبدالرحیم صادقپوری)۔اور(کالا پانی۔مولانا جعفر تھانیسری)۔

☆ آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو۔نے علماء صادق پور کی قربانیوں کا اعتراف کیا ہے:

پنڈت جواہر لال نہرو صادق پور پٹنہ کے ایک عظیم سپوت مولانا عبدالخبیر صادق پوری رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر خاندان صادق پور کی قربانیوں کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے: ''حضرت! اگر سارے ملک کے حریت کی وطن آزادی کے لئے خدمات ایک پلڑا میں ڈال دی جائے اور دوسرے پلڑا میں صرف علماء صادق پور کی خدمات ڈالی جائیں تو صادق

پوری علماء کا پلڑا بھاری ہوگا۔آپ کی ان خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو اس کا صلہ دینا چاہتا ہوں۔فرمائیں! آپ زرخیز زمین کا ٹکڑا پسند فرمائیں گے یا آپ کو کارخانہ یا فیکٹری دی جائے؟'' مولانا عبدالخبیر نے ان کی پیش کش اوران کے اس احساس کاشکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا:

''ہمیں نہ صلہ کی تمنا ہے نہ ستائش کی پراوہ ہم نے یہ عظیم قربانیاں محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے دی ہیں اس لئے اسی سے اجروثواب حاصل کریں گے''۔(تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں۔مؤلف:۔مولانا قاضی محمد اسلم سیف۔صفحہ نمبر 519)۔(تحریک آزادی اور مسلمان۔پسراوردی)۔

اسی واقعہ کو مولانا مہدی رضاخان صاحب(جو امارت اہل حدیث صادق پور۔پٹنہ۔ہند۔کے معتمد بھی رہ چکے ہیں) کہتے ہیں کہ:''جناب آنجہانی وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو موصوف نے مبلغ ''ایک لاکھ'' ہندوستانی روپیوں کی تھیلی جناب مولانا موصوف مولانا عبد الخبیر رحمہ اللہ کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھائی کہ:''سچی بات یہ ہے کہ ہمارے ملک ہندوستان کی آزادی کا سہرا آپ کے بزرگوں کے سر بندھا ہے۔لہٰذا یہ حقیر نذرانہ قبول کیا جائے''۔

مولانا عبدالخبیر صادق پوری نے تھیلی کو یہ کہتے ہوئے واپس کردی:''نمبرایک یہ کہ یہ کارنامہ تو ہمارے بزرگوں کا تھا ہمارا تو کوئی کارنامہ نہیں۔نمبر دو یہ کہ ہمارے بزرگوں نے جس کے حکم سے اور جس کو خوش کرنے کے لئے یہ کارنامہ انجام دیا تھا وہ ذات اللہ کی ہے، ہمارے بزرگ واسلاف اس کے یہاں پارہے ہوں گے۔لہٰذا اس نذرانہ کو قبول کریں یہ کیونکر ممکن ہے؟''(گلہائے عقیدت صفحہ نمبر 8)۔(مولانا عبد الخبیر کے فرزند ارجمند مولانا عبد السمیع جعفری نے اس واقعہ کی تصدیق کی ہے)۔

☆ ڈاکٹر تارا چند کے مطابق ''جنگ آزادی'' میں لگ بھگ (8لاکھ) ''آٹھ لاکھ اہل حدیثوں'' نے اپنی ''جانوں کا نذرانہ'' پیش کیا ہے:

☆ ڈاکٹر تاراچند نے علماء اہل حدیث کی قربانیوں کو داد تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے:

قارئین کرام! ڈاکٹر تاراچند نے کیا کہا؟ ’’سچ کہیں تو اس ملک میں تاریخ اہل حدیثوں کی ہے۔یہی وہ جماعت ہے جس نے کبھی بھی انگریزوں کے ساتھ مصالحت نہیں کی۔یہی وہ جماعت ہے جس نے 8 لاکھ جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے‘‘۔(ڈاکٹر راچند کی کتاب۔تاریخ تحریک آزادی ہند)۔

☆ کیرلا کے ’’موپیا مسلمان‘‘ کی جنگ آزادی میں قربانیاں:

☆ 1971ء میں ’’کیرل سرکار‘‘ نے ان مجاہد آزادی ’’موپیا مسلمان‘‘ کو خراج تحسین پیش کیا:

☆ بھارت سرکار پورے بھارت میں پھیلے ہوئے مجاہد آزادی مسلمانوں کو خراج تحسین کب پیش کرے گی؟

قارئین کرام! ’’مالابار‘‘ کیرلا کے ’’موپیا مسلمان‘‘ کا نام زندہ ہے ان کی قربانیاں زندہ ہیں۔ (125) مجاہدین مسلمانوں کو انگریزوں نے پکڑا اور ’’مال گاڑی‘‘ میں جہاں (50)لوگوں کی جگہ تھی وہاں (125) مجاہدوں کو ٹھونس کر کے دروازہ بند کردیا گیا۔ ’’کیرلا‘‘ سے مدراس ’’چنئی‘‘ کورٹ لے جایا گیا 3 دن لگے۔(65) راستے ہی میں بھوک سے تڑپ تڑپ کر مرگئے۔اور جو بچ گئے ان کی حالت کافی خراب تھی۔ بچے ہوئے لوگوں کو کالا پانی کی سزا ہوئی۔ 1971ء میں ’’کیرل‘‘ سرکار نے ان کے خاندان کے لوگوں کے لئے پنشن جاری کیا۔ہم بھارت سرکار سے درخواست کرتے ہیں کہ پورے بھارت میں پھیلے ہوئے مجاہد آزادی کے رشتہ داروں کے ساتھ انصاف کرے ان کا خیال رکھے۔

☆ ہندوستان کی آزادی میں آر۔ایس۔ایس(راشٹریہ سویم سیوک سنگھ) کا کوئی رول نہیں ہے:

☆ دسمبر 1925ء میں اس کی بنیاد رکھی ہے۔اس کے بانی ’’کیشوا بلی رام ہیڑ گوار‘‘ ہے۔

☆ آر ایس ایس کا ہیڈ کوارٹر ’’ناگپور‘‘ مہاراشٹر میں ہے۔

☆ آرایس ایس ''بھارت'' کو ''ہندوملک'' مانتا ہے۔اور یہ اس تنظیم کا اہم مقصد بھی ہے۔
☆ آزادی سے پہلے انگریز حکومت نے ایک بار اور آزادی کے بعد ''حکومت ہند'' نے تین بار اس تنظیم پر پابندی لگائی۔

قارئین کرام! آرایس ایس بھارت کی ایک ہندو تنظیم ہے۔ یہ خود کو قوم پرست تنظیم قرار دیتی ہے۔لیکن یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ چند دہشت گردانہ معاملوں نے اس تنظیم کا ہاتھ رہا ہے۔ بھارت کی آزادی میں سب مل کر کوشش کر رہے تھے۔ جب 27رد سمبر 1925ء کو آر۔ایس۔ایس کی بنیاد پڑی۔تو اس کی بنیاد پڑنے کے بعد متحدہ ہندوستان میں فرقہ پرستی کی ہوا تیزی سے چلنے لگی۔اس کے بانی ''ڈاکٹر ہیڈگوار'' ''ڈاکٹر دامودر ساورکر'' اور ''ڈاکٹر مونجے'' کے خیالات پر اس کی بنیاد رکھی گئی۔

اس تنظیم کے قیام کے ساتھ ہی اس کے تین مقاصد ظاہر ہوئے۔(آزاد دائرۃ المعارف، وی،کی،پیڈیا)

☆ مسلمانوں کے خلاف ''زہر'' اگلنے میں ''آرایس ایس کا ہاتھ:

☆ آرایس ایس کا مسلمانوں سے نفرت اور ان کی حقارت:

جس طرح آج کچھ لوگ ہم مسلمانوں کو ''بابر کی اولاد'' ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ ''پاکستان جانے کا مشورہ دیتے ہیں'' جب کہ ہم مسلمان بھارت میں پیدا ہوئے بھارت کی مٹی سے پیار ہے۔اور بھارت کی مٹی میں ملیں گے۔ بھارت ہمارے خون سے رچا اور بسا ہے۔

☆ وشو ہندو پریشد کے صدر اشوک سنگھل نے کہا: ''800 سال کے بعد ہندوؤں کی حکومت آئی ہے''۔

☆ دھرم جاگرن منچ کے راجیشور سنگھ نے کہا: ''2021ء تک ہندوستان سے عیسائیت اور اسلام کا خاتمہ ہوجائے گا''۔

☆ ساکشی مہاراج نے بیان دیا''4 بیویاں 40 بچے''۔

☆ آرایس ایس نے ''لوجہاد'' کا نعرہ لگایا۔آرایس ایس نے ''گھرواپسی''۔کا پروگرام منعقدکیا۔جس میں زبردستی ''دھرم پری ورتن'' کیا۔آرایس ایس نے ''بہولاؤبیٹی بچاؤ'' کا نعرہ دیا۔اس طرح برادران وطن کواکٹھاہونے کی بات کی۔یہ لوگ ہندوستان کے ماحول کوخراب کرنے میں آگے آگے ہیں۔

☆ آرایس ایس کا حکومت سے تعاون:

☆ آرایس ایس کاہندوستان میں اپنی''ڈکٹیٹرشپ'' کی خواہش:

یعنی مذہبی بنیادوں پرخود کی حکومت قائم کرنا۔سنگھ پریوار اپنے کارکنوں سے ہندومسلم فسادات بھڑکاتے ہیں۔''ڈاکٹر دامودر'' جو کہ ہندتو کے بانی تھےآر۔ایس۔ایس ان ہی کی خیالات کی تنظیم ہے۔ ''ساورکر'' انگریزوں کے وفادار تھے۔آزادی سے پہلے اورآزادی کے بعدآر۔ایس۔ایس کا یہی رول رہا۔اس نے ملک کی تعمیر وترقی میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ 1948ء میں باپومہاتما گاندھی کاقتل ''ناتھورام گوڈسے'' نے کیاجوآر۔ایس۔ایس کا سرگرم رکن تھا۔

☆ گاندھی جی کا قاتل ''ناتھورام گوڈسے'' آرایس ایس کا سرگرم رکن تھا:

آپ ہی بتائیں گاندھی کوکس نےقتل کیا؟ گاندھی جی کومسلمان نےنہیں بلکہ آرایس ایس کے''ناتھورام گوڈسے'' نےقتل کیا؟ کسی نے یہ بھی کہا کہ اس نے مسلمانی کرالی تھی تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ مسلمان نےقتل کیا۔اسی طرح اندرا گاندھی کوکسی مسلمان نےنہیں مارا تھا۔راجیو گاندھی کومسلمان نےنہیں مارا تھا۔

☆ باپومہاتما گاندھی نے کہا تھا:

محترم قارئین کرام! پروفیسر اپروانند نے کہا: 1947ء میں مہاتما گاندھی نے

ہندوؤں سے کہا تھا۔''ہندو تعداد میں کتنے بھی زیادہ ہوں اور مسلمان کم کیوں نہ ہوں ہندو مسلمانوں کے سرپرست نہیں ہیں اور مسلمان ہندوؤں کے ماتحت نہیں ہیں''۔

☆ **''پروفیسر اپروانند'' نے کیا کہا؟**

محترم قارئین کرام! پروفیسر اپروانند نے کہا: 20 اگست 1947ء میں مہاتما گاندھی نے کہا تھا: ''اگر آپ میرے ماتھے پر بندوق رکھ کر مجھے گیتا پڑھنے کے لئے کہیں گے تو میں پڑھنے سے انکار کردوں گا''۔افسوس کی بات ہے گاندھی کا بھارت کہاں ہے؟ آج زبردستی ''جے شری رام کا نعرہ'' لگوایا جارہا ہے۔اور نعرہ نہ لگانے والوں کو جان سے مار دیا جارہا ہے۔اب تک 100 مسلمانوں کو ''گائے کی رَکشا'' کے نام پر ''موب لنچینگ یعنی لوگوں کی بھیڑ۔'' کے ذریعے مار دیا گیا ہے۔

☆ کالا پانی اور ''ویر ساورکر'' کی انگریز سے وفاداری:

قارئین کرام! 1920ء میں ''ویر ساورکر'' (جو برہمن تھے) کو کالا پانی کی سزا ہوئی۔ ''انڈومان نیکوبار'' بھیج دیا گیا۔وہاں جاکر تکلیف برداشت نہ کرسکے اور انگریزوں کو 3 خطوط لکھ کر رہائی کی درخواست کی اور انگریزوں سے وفاداری کی بات کی۔1922ء میں ان کو چھوڑ دیا گیا۔اس کے بعد سے ''ویر ساورکر'' گاندھی جی کے خلاف کام کرنے لگے اور انگریزوں کے لئے کام کرنے لگے۔

☆ RSS کے دوسرے صدر ''گول ویل کر'' اور ''باباصاحب امبیڈکر'' کے ماننے والوں میں فرق:

1) وہ لوگ ''گول ویل کر'' کو یاد کرتے ہیں اور ہم ''امبیڈکر'' کو یاد کرتے ہیں۔
2) وہ لوگ ''تاج'' کی بات کرتے ہیں اور ہم ''اناج'' کی بات کرتے ہیں۔
3) وہ لوگ ''گئوشالہ'' کی بات کرتے ہیں اور ہم ''پاٹھ شالہ'' کی بات کرتے ہیں۔

4) وہ لوگ ''گائے'' کی بات کرتے ہیں اور ہم ''آئی (ماں)'' کی بات کرتے ہیں۔
5) وہ لوگ ''قبرستان'' کی بات کرتے ہیں اور ہم ''ناری سمان'' کی بات کرتے ہیں۔
6) وہ لوگ ''نفرت اور دنگوں'' کی بات کرتے ہیں اور ہم ''بھوکے اور ننگوں'' کی بات کرتے ہیں۔
7) وہ لوگ ''ندی اور صفائی'' کی بات کرتے ہیں اور ہم ''تعلیم اور کمائی'' کی بات کرتے ہیں۔
8) وہ لوگ ''نئے والوں'' کی بات کرتے ہیں اور ہم ''پرانے والوں'' کی بات کرتے ہیں۔
9) وہ لوگ ''من'' کی بات کرتے ہیں اور ہم ''کالے دھن'' کی بات کرتے ہیں۔

☆ ''جنگ آزادی'' میں ''نمایاں تحریکیں'' اور ان کے کارنامے:

قارئین کرام!

☆ 1885ء میں ''انڈین نیشنل کانگریس'' کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے پہلے صدر ''ڈبلیوسی بنرجی'' تھے۔ آزادی تک حکومت برطانیہ پر اپنا دباؤ ڈالا اور بعد میں بھی ملک کی قیادت کا موقع ملا۔ اور پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو اور مولانا ابوالکلام آزاد سیاسی تنظیم سے تعلق رکھتے تھے۔ پہلے وزیر تعلیم تھے۔ مولانا ابوالکلام نے بھی لگ بھگ 15 سال جیل میں گزارے۔ احمد نگر کی جیل ہو۔ رانچی کی جیل ہو گواہ ہے۔ بیوی دنیا سے گزر گئی کفن دفن میں بھی شریک نہیں ہو سکے۔ مولانا آزاد ہمیشہ پنڈت جواہر لال نہرو اور گاندھی جی کے ساتھ ساتھ رہے۔

☆ 1906ء میں ڈھاکہ میں مسلم لیگ کا قیام: مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، حکیم اجمل خان، مولانا حسرت موہانی اور نواب سلیم اللہ خان نے ایک سیاسی تنظیم ''مسلم لیگ'' بنائی۔

☆ 1911ء میں مجاہد آزادی پہلے پردھان منتری (وزیر اعظم) پنڈت جواہر لال نہرو کی

قیادت میں ''ہوم رول تحریک'' (داخلی خودمختار تحریک) پورے ملک میں شروع ہوئی۔

☆ 1912ء میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے ''ریشمی رومال تحریک'' شروع کی۔ ملک کی آزادی میں ہمارے ملک کے علماء بالخصوص دارالعلوم دیوبند کا بھی اہم رول رہا ہے۔

☆ 1915ء میں باپو مہاتما گاندھی نے ''ستیہ گرہ''۔(ناانصافی کے خلاف لڑنے کے لئے عدم تشدد پرامن ہتھیار) شروع کی۔مہاتما گاندھی نے برطانیہ میں قانون کی تعلیم حاصل کی۔ 1915ء میں ہندوستان واپس آئے اور جنگ آزادی کے لیڈر بن گئے۔

☆''جلیان والا باغ''اور''جنرل ڈائر'':

☆ 13/اپریل 1919ء میں حکومت کے خلاف مظاہروں پر پابندی لگادی گئی۔پنجاب کے شہر''امرتسر'' کے''جلیان والا باغ''میں''بیساکھی'' کے موقع پر لوگ جمع ہوئے تھے۔تو ''جنرل ڈائر'' نے لوگوں پر گولیاں چلوائیں۔جس میں 400 افراد شہید اور 2000 کے قریب زخمی ہوئے۔اس کے بعد ایک سکھ انگلینڈ جاکر''جنرل ڈائر'' کو گولیوں سے بھون ڈالا۔

☆ 1919ء میں جمعیۃ علماء کا قیام عمل میں آیا۔ پہلے صدر تھے مفتی کفایت اللہ۔تمام مسلک کے علماء کی تحریک ہے۔ برطانوی سامراج کے خلاف ''ترک موالات۔ وعدم تعاون'' کی تحریک تھی۔آج کل جمعیۃ علماء بلاتفریق مذہب وملت اور مسلک عدالت میں غریبوں کے لئے ایک ''مسیحا'' کی طرح ہے۔جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیئے گئے بے گناہوں کے لئے امید کی کرن ہے۔ پہلے بھی مسلمان جیل میں تھے آج بھی جیل میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔عدالت آخری سہارا ہے۔ 15، 20 سال کے بعد عدالت باعزت بری کرتی ہے۔ پہلے انگریزوں نے جیل میں ڈالا اب برادران وطن نے ناحق جیل میں ڈالا ہے۔

☆ 1920ء میں''تحریک عدم تعاون'' کے ذریعہ عدالتوں اور دفتروں کا بائیکاٹ کیا گیا۔

☆ ''تحریک ترک موالات'' (غیر ملکی چیزوں کا بائیکاٹ)۔ یہ تحریک بھی کافی کامیاب رہی۔

☆ 1924ء میں مولانا محمد علی جوہر کی قیادت میں ''تحریک خلافت'' کی بنیاد ڈالی گئی۔ مولانا محمد علی جوہر کی قیادت میں حکومت برطانیہ سے ترکی میں ''خلافت اسلامیہ'' کے خاتمہ کے سلسلے میں گفتگو کے لئے گئے جس وفد میں ''علامہ سید سلیمان ندوی'' اور ''فضل حق خیر آبادی'' تھے۔ انگریزوں کے خلاف ہڑتال ہوئی۔

☆ 1928ء میں لندن میں ''گول میز کانفرنس'' بلائی گئی۔ مولانا محمد علی جوہر نے شرکت کی۔

☆ 1929ء میں مولانا ابوالکلام کی تجویز پر ''مجلس احرار'' کا قیام عمل میں آیا۔ پہلے صدر تھے مولانا عطاءاللہ شاہ بخاری۔

☆ 1930ء میں گاندھی جی نے ''نمک ستیہ گرہ'' (سول نافرمانی تحریک) گجرات کے شہر ''احمد آباد'' پیدل چل کر اس کی ابتداء کی۔ یہ تحریک بھی کافی کامیاب ہوئی۔

☆ 1942ء میں 8/اگست کو ممبئی کے ''اگست کرانتی میدان'' سے ''بھارت چھوڑو'' تحریک گاندھی جی نے شروع کی۔

☆ 1942ء میں ''موہن سنگھ'' نے ''آزاد ہندفوج'' کی بنیاد ڈالی۔

☆ اس کے بعد 1943ء میں ''نیتا جی سبھاش چندر بوس'' ''آزاد ہندفوج'' کے لئے کوشش کرتے رہے۔ آزادی کے ایک ہم ہیرو ''نیتا جی سبھاش چندر بوس'' تھے۔ نیتا جی نے انگریزوں کو جاپان اور جرمنی کی مدد سے باہر نکالنے کے لئے انڈین آرمی کی بنیاد ڈالی۔ جس میں ہزاروں انڈین مجاہدین گرفتار ہوئے۔ مقدمات میں پھانسی کی سزا ہوئی۔ اس زمانے میں مولانا حسرت موہانی کا نعرہ ''انقلاب زندہ باد''۔ کافی مقبول ہوا۔

☆ 14/اگست 1947ء کو پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ 1934ء میں محمد علی جناح مسلم لیگ کے صدر بنے۔ 1940ء میں لاہور اجلاس میں مسلمانوں کے ایک الگ مملکت کی قرارداد منظور ہوئی جس کی پورے ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد مخالف

تھی۔مولانا ابوالکلام آزاد مخالفین میں آگے آگے تھے۔مولانا حسین احمد مدنی بھی مخالفین میں سے تھے۔مگر مخالفین کی کوئی رائے نہیں مانی گئی۔برطانوی حکومت نے مسلم لیگ کے مطالبہ کو تسلیم کیا۔

☆1857 سے 1947 تک ہندوستان کے ''گورنر جنرل اور ''وائسرائے ہند'' اور'' گورنر جنرل بھارتی یونین'' کے نام:

☆1857 سے 1947 تک ''ہندوستان'' میں (24)'' گورنر جنرل اور وائسرائے ھند'' ہوئے ہیں۔

1) ''چارلس کیننگ''۔1/نومبر 1858ء۔21/مارچ 1862ء تک۔
2) ''دی ایرل آف ایل گن''۔21/مارچ 1862ء۔20/نومبر 1863ء تک۔
3) ''سر رابرٹ نے پیر''۔21/نومبر 1863ء سے۔2/دسمبر 1863ء تک۔
4) ''سر ولیم ڈینسن''۔2/دسمبر 1863ء سے۔12/جنوری 1864ء تک۔
5) ''سر جان لارنس''۔12/جنوری 1864ء سے۔12/جنوری 1869ء۔تک۔
6) ''لارڈ مایو۔رچرڈ ساؤتھ ویل''۔12/جنوری 1869ء سے۔8/فروری 1872ء تک۔(اسی کو کا''انڈومان نیکوبار''(کالا پانی) میں ایک مجاہد آزادی ''شیر علی'' نے قتل کر دیا تھا۔یہ پہلا اور آخری تھا جو عہدہ پر رہتے ہوئے قتل کیا گیا)۔
7) ''سر جون اسٹریچے''۔9/فروری 1872ء سے۔23/فروری 1872ء تک۔
8) ''دی لارڈ نے پیر''۔24/فروری 1872ء سے۔3/مئی 1872ء۔تک۔
9) ''دی لارڈ نورتھ بروک''۔3/مئی 1872ء سے۔12/اپریل 1876ء۔تک۔
10)''لارڈ لٹن''۔12/اپریل 1876ء سے۔8/جون 1880ء۔تک۔
11)''لارڈ رین''۔8/جون 1880ء سے۔13/دسمبر 1884ء۔تک۔
12)''لارڈن ڈفرن''۔13/نومبر 1884ء سے۔10/دسمبر 1888ء۔تک۔

13)''لینس ڈاؤن''۔10/دسمبر 1888ء سے۔11/اکتوبر 1894ء۔تک۔
14)''دی ارل آف ایل گن''۔11/اکتوبر 1894ء سے۔6/جنوری 1899ء۔
15)''جارج کرزن''۔6/جنوری 1899ء سے۔18/نومبر 1905ء۔تک۔
16)''دی ارل آف منٹو''۔18/نومبر 1905ء سے۔23/نومبر 1910ء۔تک۔
17)''چارلس بارڈ نگ''۔23/نومبر 1910ء سے۔4/اپریل 1916ء۔تک۔
18)''دی لارڈ چلمس فورڈ''۔4/اپریل 1916ء سے۔2/اپریل 1921ء۔
19)''روفس آئزکس''۔2/اپریل 1921ء سے۔3/اپریل 1926ء۔تک۔
20)''لارڈن ارون''۔3/اپریل 1926ء سے۔18/اپریل 1931ء۔تک۔
21)''فریمن تھامس''۔18/اپریل 1931ء سے۔18/اپریل 1936ء۔تک۔
22)''وکٹر بوب لن لتھ گو''۔18/اپریل 1936ء سے۔1/اکتوبر 1943ء۔تک۔
23)''آرچیبالڈ ویول''۔1/اکتوبر 1943ء سے۔21/فروری 1947ء۔تک۔
24)''لوئس ماؤنٹ بیٹن''۔21/فروری 1947ء سے۔15/اگست 1947ء تک۔

☆ 1947 سے 1950 تک ''ہندوستان'' میں (2) ''گورنر جنرل بھارت'' ہوئے ہیں:

1) ''لوئس ماؤنٹ بیٹن''۔15/اگست 1947ء سے۔21/جون 1948ء تک۔
2) ''چکرورتی راج گوپال اچاریہ''۔21/جون 1948ء سے۔ 26/جنوری 1950ء تک۔

☆ 1947 سے 2020 تک ھندوستان کے لگ بھگ (20) ''وزیر اعظم'' کے نام:

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا سے یہ آزاد بھارت کے ''وزیر اعظم'' کی مکمل فہرست

ہے، جس میں ان کے نام ہیں جو آزاد بھارت کے 1947ء سے 2020 تک۔ بھارت کے (20) ''وزیراعظم'' رہے)۔

1) ''جواہرلال نہرو''۔15/اگست 1947ء سے۔27/مئی 1964ء۔تک۔

2) ''گلزاری لال نندہ''۔27/مئی 1964ء سے۔9/جون 1964ء۔تک۔

3) ''لال بہادر شاستری''۔9/جون 1964ء۔سے۔11/جنوری 1966ء۔تک۔

4) ☆''گلزاری لال نندہ''(دوبارہ)۔11/جنوری 1966ء سے۔24/جنوری 1966ء تک۔

5) ''اندرا گاندھی''۔24/جنوری 1966ء سے۔ 24/جنوری 1977ء تک۔ اندرا گاندھی نے اپنے دور میں ''ایمرجنسی'' لگائی تھی۔26 جون 1975 سے۔21 مارچ 1977۔تک لگ بھگ (18) مہینے ایمرجنسی لگی رہی۔ بہت سارے لوگوں کو جیل میں ڈال دیا گیا تھا۔''متھلا یونیورسٹی'' کے اسٹوڈنٹ اس ''ایمرجنسی'' کے خلاف اٹھے تھے۔ ''جے پرکاش نارائن'' نے اس ''مومنٹ'' کو ''لیڈ'' کیا تھا۔اور اندرا گاندھی کی حکومت گرگئی تھی۔

6) ''مرارجی دیسائی''۔24/جنوری 1977ء سے۔28/جولائی 1979ء تک۔

7) ''چرن سنگھ''۔28/جولائی 1979ء سے۔14/جنوری 1980ء تک۔

8) ☆''اندرا گاندھی''(دوبارہ)۔14/جنوری 1980ء سے 31/اکتوبر 1984ء تک۔

9) ''راجیو گاندھی''۔31/اکتوبر 1984ء سے۔2/دسمبر 1989ء تک۔

10) ''وی پی سنگھ''۔2/دسمبر 1989ء سے۔10/نومبر 1990ء تک۔

11) ''چندر شیکھر''۔10/نومبر 1990ء سے۔21/جون 1991ء تک

12) ''نرسمہا راؤ''۔21/جون 1991ء سے۔16/مئی 1996ء تک۔

ان ہی کے دور میں ''٦ دسمبر 1992'' کو بابری مسجد شہید کی گئی۔

13) ''اٹل بہاری واجپائی''۔16/مئی 1996ء سے۔1/جون 1996ء تک۔

14) ’’ایچ ڈی دیوے گوڑا‘‘۔1/جون1996ء سے۔21/اپریل1997ءتک۔

15) ’’اندرکمار گجرال‘‘۔21/اپریل1997ء سے۔19/مارچ1998ءتک۔

16) ☆’’اٹل بہاری واجپائی‘‘(دوبارہ)۔19/مارچ1998ء سے 22/مئی2004ء تک۔

17) ’’منموہن سنگھ‘‘۔22/مئی2004ء سے۔26/مئی2009ءتک۔

18) ☆’’منموہن سنگھ‘‘(دوبارہ)۔22/مئی2009ء سے۔26/مئی2014ءتک۔

19) ’’نریندرمودی‘‘۔26/مئی2014ء سے۔2019ءتک۔

20) ☆’’نریندرمودی‘‘(دوبارہ)۔2019ء سے تاحال 2021

اِن ہی کے دور میں ’’9نومبر 2019‘‘ کو بابری مسجد کی جگہ ’’رام مندر‘‘ کو دے دی گئی۔سپر کورٹ کے ’’چیف جسٹس رنجن گگوئی‘‘ نے ’’آستھا‘‘ کے نام پر یہ فیصلہ سنایا۔جب کہ ’’کورٹ‘‘ میں فیصلے ’’شواہد‘‘(Evidence) کی بنیاد پر ہوتا ہے۔سپرم کورٹ نے مانا تھا کہ ’’بابری مسجد‘‘ مندر توڑ کر نہیں بنائی گئی ہے۔سپرم کورٹ کے اس فیصلے سے بھارت کا نام دنیا میں اور زیادہ بدنام ہوگیا۔عدلیہ پر بھروسہ کمزور ہوگیا۔

1950 سے 2020 تک ہندوستان کے (17)’’صدرجمہوریہ‘‘ کے نام

(آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا سے یہ آزاد بھارت کے ’’صدر‘‘ کی مکمل فہرست ہے، جس میں ان کے نام ہیں جنہوں نے 1950ء میں بھارت کے آئین کی منظوری کے بعد ’’1950ء سے 2020 تک۔بھارت کے(17)’’صدر‘‘ رہے)۔

1) ’’ڈاکٹر راجندر پرساد‘‘۔26/جنوری1950ء سے۔12/مئی1962 تک۔

2) ’’سروپلی رادھا کرشنن‘‘۔13/مئی1962ء سے۔13/مئی1967ء۔تک۔

3) ''ڈاکٹر ذاکر حسین''۔13/مئی 1967ء۔سے۔3/مئی 1969ء۔تک۔

4) ''وی وی گری''۔3مئی 1969 سے 20 جولائی 1969۔تک۔

5) ''محمد ہدایت اللہ''۔20 جولائی 1969 سے 24 اگست 1969۔تک۔

6) ''وی وی گری''۔24 اگست 1969 سے 24 اگست 1974ء تک۔

7) ''فخر الدین علی احمد''۔24 اگست 1974 سے 11 فروری 1977 تک۔ان ہی کے دور میں ''وزیر اعظم اندرا گاندھی'' نے ''ایمرجنسی'' لگائی تھی۔

8) ''بسیہ دانیہ جتی''۔11 فروری 1977 سے 25 جولائی 1977ء تک۔

9) ''نیلم سنجیوا ریڈی''۔25 جولائی 1977 سے۔25 جولائی 1982 تک

10)''ذیل سنگھ''۔25 جولائی 1982 سے۔25 جولائی 1987 تک۔

11)''وینکٹ رمن''25 جولائی 1987 سے۔25 جولائی 1992 تک۔

12)''شنکر دیال شرما''25 جولائی 1992 سے۔25 جولائی 1997 تک۔ان ہی کے دور میں ''6دسمبر 1992'' کو بابری مسجد شہید کی گئی۔

13)''کے آر نارائنن''۔25 جولائی 1997 25 جولائی 2002 تک۔

14)''اے پی جے عبد الکلام''۔25 جولائی 2002،25 جولائی 2007 تک۔ڈاکٹر اے پی جے عبد الکلام، بھارت کے ''میزائل مین'' ہیں۔

15)''پرتیبھا پاٹل''۔25 جولائی 2007 سے۔25 جولائی 2012۔تک۔یہ پہلی عورت ہیں جو انڈیا کی صدر جمہوریہ بنیں۔

16)''پرنب مکھر جی''۔25 جولائی 2012 سے۔25 جولائی 2017۔تک

17)''رام ناتھ کووند''۔25 جولائی 2017 سے تا حال۔۔2021

اِن ہی کے دور میں ''9 نومبر 2019'' کو بابری مسجد کی جگہ ''رام مندر'' کو دے دی گئی۔سپر کورٹ کے ''چیف جسٹس رنجن گگوئی'' نے ''آستھا'' کے نام پر یہ فیصلہ سنایا۔جب کہ ''کورٹ'' میں فیصلے ''شواہد''(Evidence) کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

سپرم کورٹ نے مانا تھا کہ ''بابری مسجد'' مندر توڑ کر نہیں بنائی گئ ہے۔ سپرم کورٹ کے اس فیصلے سے بھارت کا نام دنیا میں اور زیادہ بدنام ہو گیا۔ عدلیہ پر بھروسہ کمزور ہو گیا۔

15 ''اگست''(INDEPENDENCE DAY)

☆ بھارت میں ہر سال 15 اگست کو(INDEPENDENCE DAY) ''قومی تعطیل''(سرکاری چھٹی) کے طور پر منایا جاتا ہے۔

☆ سن 1947 میں اسی تاریخ کو ہندوستان نے ایک طویل جدوجہد کے بعد آزادی حاصل کی تھی۔

☆ برطانیہ نے قانون آزادی ہند 1947ء کا بل منظور کر کے قانون سازی کا اختیار مجلس دستور ساز کو سونپ دیا تھا۔

☆ یہ آزادی تحریک آزادی ہند کا نتیجہ تھی جس کے تحت ''انڈین نیشنل کانگریس'' کی قیادت میں پورے ہندوستان میں تحریک عدم تشدد اور سول نافرمانی میں عوام نے حصہ لیا اور اس جدوجہد میں ہر کس وناکس نے اپنا تعاون پیش کیا۔

☆ ہمارا ملک ''بھارت'' انگریزوں کا غلام کیسے بن گیا؟

☆ 1612ء میں انگریز مغل بادشاہ ''جہانگیر'' کے دور میں ''تاجر'' بن کر آئے۔ دھیرے دھیرے چوکیاں قائم کر لیں۔ دھیرے دھیرے انہوں نے فوج جمع کرنا شروع کی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک طاقتور فوج بنالی۔

☆ 1661ء میں جب مغل بادشاہ ''اورنگ زیب'' نے انگریزوں کے عزائم کو بھانپ لیا تو ان کو ہندوستان سے باہر کر دیا تھا۔ مگر بڑی منت سماجت کے بعد تجارت کی اجازت دے دی۔

☆ اور پھر ''ایسٹ انڈیا'' کمپنی نے علاقائی راجاؤں کو اپنے زیر اثر لے لیا اور بالآخر اٹھارہویں صدی میں ''کمپنی راج'' قائم کر لیا اور یوں وہ ہندوستان کی غالب طاقت بن گئی۔

☆ جب ہندوستانی علماء اور بڑے رہنماؤں نے محسوس کیا کہ اگر ''ایسٹ انڈیا'' کمپنی کو روکا نہ گیا تو مستقبل میں یہ ہندوستان کی حکمران بن جائیگی، لہٰذا ملک گیر تحریک آزادی ہند کا آغاز ہو۔

☆ 1740ء: میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف ''جہاد فی سبیل اللہ'' کی روح پھونکی۔

☆ 1803ء میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا۔

☆ اور آخری مغل بادشاہ ''بہادر شاہ ظفر'' کی قیادت میں جنگ آزادی ہند 1857ء کا واقعہ پیش آیا۔

☆ جس کے بعد حکومت ہندوستان ایکٹ 1858ء بنا جس کی رو سے تاج برطانیہ نے براہ راست ہندوستان کا اختیار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

☆ اس کے بعد ہندوستان بھر میں ''تنظیمیں'' ابھرنا شروع ہوئیں جن میں سب سے مشہور انڈین نیشنل کانگریس ہے جس کی بنیاد 1885ء میں رکھی گئی۔

☆ 1947 میں لاکھوں لوگوں کی قربانی کے بعد بھارت آزاد ہوا ہے۔

☆ آزدی کی لڑائی میں سب لوگوں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں نے بھی بڑی قربانیاں دی ہیں:

☆ سب سے زیادہ ''بھارت'' میں انگریزوں نے (ایک ارب۔ 80 کروڑ) لوگوں کو قتل کیا ہے:

☆ سب سے زیادہ ''بھارت'' میں انگریزوں نے ''نسل کشی'' کی ہے:

(ویکیپیڈیا آزاد دائرۃ المعارف کے مطابق)

1) ''فلسطین'' (1967) سے۔(2009) تک۔مرنے والوں کی تعداد (3۔لاکھ لگ بھگ)۔

2) ''عراق'' (1990) سے۔(2009) تک۔مرنے والوں کی تعداد (41۔لاکھ

لگ بھگ)۔

3) ''افغانستان'' (2001)سے۔(2009)تک۔مرنے والوں کی تعداد (30۔سے70۔لاکھ لگ بھگ)۔

4) ''ہندوستان''(1757)سے۔(1947)تک۔مرنے والوں کی تعداد (ایک ارب۔80 کروڑ لگ بھگ۔سب سے زیادہ انگریزوں نے ظلم ڈھائے ہیں)۔

☆ ''بھارت'' میں آزادی کی تحریک کو کچلنے کے لئے انگریزوں نے دل کھول کر بدلہ لیا ہے:

☆ برطانوی فیلڈ مارشل ''رابرٹ'' کے مطابق (27ہزار)مسلمانوں کو پھانسی دی گئی:

☆ برطانوی فیلڈ مارشل ''رابرٹ'' نے اپنی کتاب ''ہندوستان میں ۴۱ سال''۔میں لکھا کہ صرف 1857ء میں (27ہزار)مسلمانوں کو پھانسی دی گئی۔جو قتل عام میں مارے گئے ان کا شمار ہی نہیں ہے۔

☆ برطانوی فوجی افسر (Henry Cotton) کے مطابق ''دہلی دروازہ'' سے ''پشاور'' تک ''جی ٹی روڈ'' کے دونوں طرف کے ہر درخت پر ''ایک یا دو عالم'' کو پھانسی دی گئی:

☆ ایک فوجی افسر (Henry Cotton) لکھتا ہے:''دہلی دروازہ سے ''پشاور'' تک ''گرینڈ ٹرنگ روڈ'' (جی ٹی روڈ۔جس کو شیر شاہ سوری نے بنوایا ہے) کے دونوں ہی جانب شاید ہی کوئی خوش قسمت درخت ہوگا جس پر انقلاب 1857ء کے ردعمل اور اسے کچلنے کے لئے ہم نے ایک یا دو عالم دین کو پھانسی پر نہ لٹکایا ہو''۔(ایک اندازے کے مطابق تقریباً 22 ہزار علماء کرام کو پھانسی دی گئی)۔آج لوگ علماء کی نا قدری کرتے ہیں۔ارے ان کی عزت کریں، یہ انبیاء کے وارث ہیں۔

☆ ڈاکٹر تارا چند کے مطابق ''جنگ آزادی'' میں لگ بھگ (8لاکھ) ''آٹھ لاکھ اہل حدیثوں'' نے اپنی ''جانوں کا نذرانہ'' پیش کیا ہے:

☆ ڈاکٹر تارا چند نے علماء اہل حدیث کی قربانیوں کو داد تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے:

قارئین کرام! ڈاکٹر تارا چند نے کیا کہا؟''سچ کہیں تو اس ملک میں تاریخ اہل حدیثوں کی

ہے۔یہی وہ جماعت ہے جس نے کبھی بھی انگریزوں کے ساتھ مصالحت نہیں کی۔یہی وہ جماعت ہے جس نے 8 لاکھ جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے''۔(ڈاکٹر راچند کی کتاب۔ تاریخ تحریک آزادی ہند)۔

☆ راحت اندوری نے کہا تھا:

سبھی کا خون ہے شامل یہاں کی مٹی میں
کسی کے باپ کا ہندوستان تھوڑی ہے

☆ تقسیم ہند میں تقریباً (3 سے 10 لاکھ) لوگ مارے گئے۔

☆ لاکھوں مہاجر مسلمانوں کی قربانیوں کے بعد''پاکستان'' بنا ہے۔

☆ 14 اگست 1947ء کو''پاکستان'' بنا۔14 اگست''یوم آزادی'' ہے۔

☆ ہندوستان کی آزادی کے ساتھ ساتھ''تقسیم ہند'' کا واقعہ بھی پیش آیا اور برطانوی ''ہندوستان'' کو مذہبی بنیادوں پر''دو ڈومینین'' میں تقسیم کر دیا گیا،(1) بھارت ڈومینین۔(2)اور پاکستان ڈومنین۔

آزادی کے ساتھ ساتھ تقسیم کا اعلان ہونا تھا کہ لاکھوں مسلم،سکھ اور عیسائی پناہ گزیں ''کنٹرول لائن'' کے آس پاس کئی دنوں تک بھٹکتے رہے۔ان کو پکڑا جاتا اور مارا جاتا تھا۔ ''پنجاب'' کی تقسیم نے''سکھ'' کے علاقوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور وسیع پیمانہ پر قتل عام ہوا،لیکن بنگال اور بہار میں چونکہ مہاتما گاندھی خود موجود تھے لہٰذا ان علاقوں میں فسادات نسبتاً کم ہوئے۔جس وقت پورا ملک جشن آزادی میں مشغول تھا،مہاتما گاندھی کلکتہ میں قتل عام کو روکنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ 14 اگست 1947ء کو یوم آزادی پاکستان کا اعلان کیا گیا،اور اسی دن''محمد علی جناح'' نے''کراچی'' میں پہلے گورنر جنرل پاکستان کے طور پر حلف لیا۔

☆ اس تقسیم کے نتیجہ میں دونوں طرف خطرناک''مذہبی فسادات'' ہوئے۔(ویکیپیڈیا آزاد دائرۃ المعارف)۔کے مطابق مجموعی طور پر سرحد کے دونوں جانب''ڈھائی لاکھ سے 10

لاکھ'' افراد فسادات میں ہلاک ہوئے۔

☆ 15 اگست کے دن کون کون سا پروگرام ہوتا ہے؟

☆ 15 اگست سنہ 1947 کو بھارت کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لعل نہرو نے دہلی میں واقع لال قلعہ کے لاہوری دروازہ پر بھارت کا نیا پرچم لہرایا۔ اسی دن سے ہر سال بھارت کے وزیر اعظم بھارتی پرچم لہراتے ہیں، اور ملک کو خطاب کرتے ہیں۔

☆ اس دن پورے ملک میں ''قومی تعطیل'' (سرکاری چھٹی) منائی جاتی ہے، اور جگہ جگہ ''پرچم کشائی'' اور دیگر ''رسمی تقریبات'' کے ذریعہ ''جشن آزادی'' منایا جاتا ہے۔

15 اگست سرکاری چھٹیوں میں سے ایک ہے۔ باقی دو سرکاری چھٹیاں ''یوم جمہوریہ بھارت'' 26 جنوری اور گاندھی جینتی 2 اکتوبر کو منائی جاتی ہیں۔

☆ یوم آزادی سرکاری طور پر بھارت کے تمام صوبوں میں منائی جاتی ہے۔

☆ آزادی سے پہلی والی شام ''14'' اگست کو بھارت کے ''صدر'' قوم کے نام خطاب کرتے ہیں۔

☆ 15 اگست کو وزیر اعظم تاریخی ''لال قلعہ'' پر بھارت کا ''پرچم'' لہراتے ہیں۔

☆ جشن آزادی کے موقع پر 21 توپوں کی سلامی دی جاتی ہے۔

☆ اپنی تقریر میں وزیر اعظم سرکار کی ''گزشتہ سال کی کامیابیوں'' کو عوام سے سامنے رکھتے ہیں، اہم مسائل پر روشنی ڈالتے ہیں، اور مزید ترقی کا وعدہ کرتے ہیں۔ وہ ''تحریک آزادی ہند کے مجاہدین'' کو سلامی پیش کرتے ہیں۔

☆ بھارت کا قومی گیت ''جن گن من'' گایا جاتا ہے۔

☆ تقریر کے بعد بھارتی ''مسلح افواج'' اور ''پیراملٹری افواج'' کا ''مارچ'' ہوتا ہے۔

☆ جشن آزادی کے موقع پر بھارت کی وسیع تہذیب وثقافت اور آزادی کی جدوجہد سے متعلق تصاویر اور چیزوں کی نمائش کی جاتی ہے۔

☆ اسی طرح کی ''تقریبات'' تمام صوبہ جات میں کی جاتی ہے جہاں متعلق صوبہ کا ''وزیر

اعلیٰ'' پرچم کشائی کرتا ہے اس کے بعد افواج کی پریڈ ہوتی ہے اور پھر نمائش کی جاتی ہے۔ملک بھر میں سرکاری وغیر سرکاری اداروں، اسکولوں اور کالجوں مدرسوں میں ''پرچم کشائی کی تقریب'' ہوتی ہے۔اور دیگر ''ثقافتی پروگرام'' ہوتے ہیں۔

☆ بڑی سرکاری عمارتوں میں روشنی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

☆ بھارتی شہری ''ترنگا'' کو جھنڈہ کے رنگ سے سجاتے ہیں۔

☆ دنیا بھر میں موجود بھارت کے باشندے جشن آزادی مناتے ہیں، پریڈ کرتے ہیں اور جن گن من گاتے ہیں۔

☆ 15 اگست ''یوم آزادی''(Independence Day) کے موقع پر اور ''یوم جمہوریہ''(26) جنوری کے موقع پر ''ٹی وی'' اور ''ریڈیو'' پر مختلف زبانوں میں وطن پرستی سے بھرے ''گانے'' نشر کیے جاتے ہیں۔

☆ بھارتی ڈاک 15 اگست کے موقع تحریک آزادی کی یاد میں مجاہدین آزادی، کے نام ڈاک ٹکٹ جاری کرتی ہے۔

26 ''جنوری''(REPUBLIC DAY)

محترم قارئین!

☆ ''یوم جمہوریہ''(REPUBLIC DAY) ہندوستان کی ایک سرکاری چھٹی ہے جسے ملک بھر میں منایا جاتا ہے۔

☆ اس دن کی اہمیت یہ ہے کہ حکومت ہندا ایکٹ جو 1935ء سے نافذ تھا، ختم کر کے ''ہندوستانی قوانین'' کا نفاذ عمل میں آیا، اور ''آئین ہند'' کی عمل آوری ہوئی۔

☆ دستور ساز اسمبلی نے آئین ہند کو 26 نومبر 1949ء کو لیا اور 26 جنوری 1950ء کو تنفیذ کی اجازت دے دی۔

☆ باباصاحب امبیڈکر(بھیم راؤ امبیڈکر) نے اپنی ٹیم کے ساتھ مل کر بھارت کا قانون بنایا ہے۔

☆ ''آئین ہند''(بھارتی قانون) کی تنفیذ سے بھارت میں ''جمہوری طرز حکومت'' کا آغاز ہوا۔

☆ بھارت میں تین سرکاری چھٹیاں اہم اور لازمی ہیں۔(1)(15)اگست ''یوم آزادی''۔ (2)(26)جنوری ''یوم جمہوریہ''۔(3)(2اکتوبر) گاندھی جینتی۔

☆ بھارت 15اگست 1947ءکوآزادہوا۔

☆ بھارت آزادی ایکٹ(0 ‎1 ‎611 ‎30.cGeo ‎)،جوایک پارلیمانی دفعہ تھا،اس کے تحت برطانیہ سےآزادی حاصل کی۔

☆ ''یوم جمہوریہ''(REPUBLIC DAY)میں کیا کیا پروگرام ہوتے ہیں؟

☆ ''یوم جمہوریہ''(REPUBLIC DAY)تقریبات ''نئی دہلی''میں منعقد کی جاتی ہیں۔

☆ اس دن بھارتی ''صدر جمہوریہ'' کی زیر صدارت اور موجودگی میں یہ تقریبات اوراجلاس بڑے ہی دھوم دھام سے منائے جاتے ہیں۔ان تقریبات کا اہم مقصد ''بھارت'' کو خراج پیش کرنا ہوتا ہے۔

☆ 2014ء کے''65ویں''یوم جمہوریہ تقریبات میں،مہاراشٹر کے پروٹوکول ڈپارٹمنٹ نے اس اجلاس کوشہر ممبئی میں ''مرین ڈرائیو''علاقے میں منعقد کیا تھا۔

☆ **دہلی ''یوم جمہوریہ پریڈ'':**

بھارت کے دارالحکومت نئی دہلی میں واقع ''رئسینا ہلز''اور''راشٹر پتی بھون'' کے قریب یہ تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔اسی علاقہ میں''راج پتھ''(شاہراہ)اور''انڈیا گیٹ'' باب ہند بھی واقع ہے۔

☆ اس تقریب کی شروع میں وزیر اعظم گلدستوں سے''باب ہند''(انڈیا گیٹ) کے پاس، گمنام شہید فوجیوں کوخراج پیش کرتے ہیں اور فوجیوں کی شہادت کو یاد کیا جاتا اور خراج

پیش کیا جاتا ہے۔اس کے بعد صدر ہند اس تقریب میں شریک ہوتے ہیں۔

☆ ''یوم جمہوریہ''(REPUBLIC DAY) باجے اور ساز بازی:

یہ تقریب اس وقت منعقد ہوتی ہے جب دفتری طور پر ''یوم جمہوریہ'' تقریبات کا اختتام ہوجاتا ہے۔

یہ تقریب 29 جنوری کو منعقد کی جاتی ہے، جو یوم جمہوریہ کا تیسرا دن ہوتا ہے۔ اس تقریب میں بھارت کی فوجی طاقتیں بھارتی فوج، بھارتی بحریہ اور فضائیہ کے بینڈ (باجے اور ساز) پیش کیے جاتے ہیں۔ اس تقریب کا انعقاد ''رئیسینا ہلز'' اور اس کے نزدیک واقع ''وجے چوک'' پر ہوتا ہے۔

اس اجلاس کی صدارت بھارت کے صدر کرتے ہیں۔ جیسے ہی صدر صاحب اس مقام پر پہنچتے ہیں، قومی سلامی دی جاتی ہے اور جن گن من گایا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ملیٹری بینڈ بجائے جاتے ہیں، جن میں مختلف اقسام کے طاش، نقارے، شامل ہیں۔

اس ترانے کے علاوہ مہاتما گاندھی کا گیت گایا جاتا ہے، اور آخر میں ہندی ترانہ ''سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا'' گایا جاتا ہے۔

☆ ''یوم جمہوریہ''(REPUBLIC DAY) میں دنیا کے مختلف ممالک کے صدور اور وزرائے اعظم کو ''مہمان خصوصی'' کی حیثیت سے مدعو کرنا:

☆ 1950ء سے بھارت اپنی ان تقریبات میں دنیا کے مختلف ممالک کے صدور اور وزرائے اعظم کو بحیثیت ''مہمان خصوصی'' مدعو کرتا آرہا ہے۔ ان تقریبات کے اجلاسات مختلف مقامات پر منعقد ہوتے جاتے ہیں، خصوصاً یہ اجلاس دہلی کے ''راج پتھ''(شاہراہ) پر منعقد ہوتا ہے۔

☆ مہمان ملک کی حیثیت سے اس ملک کو مدعو کیا جاتا ہے، جس کا تعلق بھارت کے ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی رجحانات پر مبنی ہے۔ بالخصوص، غیر جانبدار اور مشرقی بلاک کے ممالک۔

☆ سرد جنگ کے دوران بھی مغربی ممالک کو مدعو کیا گیا۔ خاص طور پر پاکستانی وزیر برائے

غذا و کاشتکاری 1965ء کے اجلاس میں شریک رہے۔

☆ ایک سے زیادہ مرتبہ مدعو کیے جانے والے ممالک میں بھوٹان، سری لنکا، روس، فرانس اور برطانیہ شامل ہیں۔

☆ غیر جانبدار ممالک جیسے نائجیریا، یوگوسلیویا، ماریشس بھی شامل ہیں۔

☆ ''یوم جمہوریہ''(REPUBLIC DAY) میں دیگر مقامات پر تقریبات:

ملک بھر میں ہر ریاست، ضلع اور یہاں تک کے اسکول اور مدارس میں بھی یہ تقریبات منائی جاتی ہیں۔ ملک کے باہر بھی، وہ ممالک اور مقامات جہاں بھارتی عوام رہتے ہیں، یہ تقریبات منائی جاتی ہیں۔

اسکولوں، مذہبی مدارس اور تعلیم گاہوں کو خوب سجایا جاتا ہے، طلبہ کے لیے یہ عید جیسا موقع ہے۔ ایک ہفتہ پہلے سے تیاریاں شروع ہوجاتی ہیں، رنگ برنگے کاغذی ڈیزائن سے اسکولوں کو سجایا جاتا ہے، اسکول کے باغات اور میدانوں کو بھی سجایا جاتا ہے، مقابلے رکھے جاتے ہیں، خواہ وہ مقابلے کھیل کے میدان کے ہوں یا پھر ادبی اور سائنسی۔ جیتنے والے طلبہ کو انعامات اور اسناد (میرٹ سرٹیفکیٹس) دئے جاتے ہیں۔ این۔سی۔سی۔ یا پھر کوئی ونگ اگر اسکول میں ہو جیسے، ایئر ونگ، سکاؤٹس اینڈ گائڈس، نیشنل گرین کور یا پھر کوئی ایسا خصوصی گروپ ہو تو ان کی پریڈ ز پیش کی جاتی ہیں۔ جھنڈا (پرچم) لہرایا جاتا ہے اور اس کو سلامی دی جاتی ہے۔ مٹھائیاں تقسیم، تقاریر، انعامات، پھر ثقافتی پروگرام وغیرہ کا انعقاد۔

جمہوریت (پبلک کی حکومت) کیا ہے؟

محترم قارئین!

☆ ''جمہوریت۔Democracy'':۔ ایک ''طرز حکومت'' ہے جسے آسان لفظوں میں ''عوام کی حکومت'' (پبلک کی حکومت) کہا جاسکتا ہے۔

☆ جمہوریت کے بارے میں سابق امریکی صدر ابراہم لنکن کا قول ہے:

(Goverment of the People, By the People,For the People.) (یعنی پبلک کی حکومت، پبلک کے ذریعہ،اور پبلک پر)۔

☆ آمریت کے برخلاف اس طرزِ حکمرانی میں تمام فیصلے ''عوامی نمائندے'' کرتے ہیں۔

☆ جمہوریت کی دو بڑی قسمیں ہیں: (1) ''بلا واسطہ جمہوریت''۔(2) اور ''بالواسطہ جمہوریت''۔

1) بلاواسطہ جمہوریت میں قوم کی مرضی کا اظہار براہ راست افراد کی رائے سے ہوتا ہے۔ اس قسم کی جمہوریت صرف ایسی جگہ قائم ہوسکتی ہے جہاں ریاست کا رقبہ بہت محدود ہو اور ریاست کے عوام کا یکجا جمع ہو کر غور وفکر کرنا ممکن ہو۔اس طرز کی جمہوریت قدیم یونان کی شہری مملکتوں میں موجود تھی اور موجودہ دور میں یہ طرز جمہوریت ''سوئٹیز لینڈ کے چند شہروں اورامریکا میں نیوانگلینڈ کی چند بلدیات تک محدود ہے۔

2) اور ''بالواسطہ جمہوریت'':۔اس جمہوریت کی بنیاد ''نمائندگی'' پر رکھی گئی۔تو ہر شخص کے ''مجلس قانون ساز'' میں حاضر ہونے کی بجائے رائے دہندگی کے ذریعہ ''چندنمائندے'' چن کر لیے جاتے ہیں جو ''ووٹروں'' کی طرف سے ریاست کا کام کرتے ہیں۔

☆ جمہوری نظام حکومت میں عوام کے دلوں میں ''نظام ریاست'' کا احترام پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں نظام حکومت خود عوام یا عوام کے نمائندوں کے ذریعہ پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے۔مگر یہ جذبہ صرف اس وقت کارفرما ہوتا ہے جب عوام کی صحیح نمائندگی ہواور اراکین مملکت کا انتخاب درست اور شفاف ہو۔

جمہوریت کی (چار) بنیادیں ہیں

محترم قارئین! جمہوریت (پبلک کی حکومت) کومضبوط کرنے کے لئے ان چیزوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

1) ''پارلیمنٹ''میں ہرایک ''نمائندے'' کی بات سنی جائے:

جمہوریت کی مضبوطی کے لئے ہے کہ ہر''عوامی نمائندے'' کی''پارلیمنٹ''میں بات سنی جائے،سرکار کے لئے ہے کہ''اپوزیشن'' کی بھی بات سنے۔کوئی بھی''بل'' پاس کرنے سے پہلے۔''اپوزیشن'' کی بات سنی جائے۔ پبلک کے حق میں''بل''صحیح ہے یانہیں ہے اچھی طرح دیکھ لیاجائے۔''قیمتی مشورے'' پرعمل کیا جائے۔ پارلیمنٹ میں ہر چیز پر پوری طرح بحث کی جائے۔ پارلیمنٹ کو''کشتی کا اکھاڑا'' نہ بنایاجائے۔ایک دوسرے کی عزت وآبرو کا خیال رکھا جائے۔سرکار میں بیٹھے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ وہ ہمیشہ رہیں گے۔

☆ راحت اندوری نے کہا تھا:

جوآج صاحب مسند ہیں کل نہیں ہوں گے
کرایہ دار ہیں ذاتی مکان تھوڑی ہے

2) عدلیہ(Court)شواہد(Evidence) کی بنیاد پر انصاف کرے:

جمہوریت کی مضبوطی کے لئے ہے کہ''عدلیہ'' شواہد کی بنیاد پر انصاف سے کام لے''۔کمزور کی بھی بات سنے۔''اقلیت''(Minority)میں رہنے والوں کو نہ لگے کہ ہمارے ساتھ انصافی ہوئی ہے۔قانون کی بالادستی سے ہی''جمہوریت''باقی رہ سکتی ہے۔عدلیہ''سرکار'' کے اشارے پر کام نہ کرے۔''جج'' کے لئے ہے کہ وہ ہر ایک کا ''جج'' ہے۔مگر کچھ فیصلوں نے عدلیہ پر بھروسہ کو کمزور کیاہے۔جیسے بابری مسجد کا (9نومبر 2019) کا فیصلہ ہے۔شواہد(Evidence)مسجد کے حق میں تھے مگر''سپریم کورٹ'' کے''چیف جسٹس رنجن گگوئی'' نے''رام مندر'' کے حق فیصلہ سنا دیا ہے۔اس سے (Minority) کو یہ لگ رہا ہے کہ ان کے ساتھ''ناانصافی''ہوئی ہے۔

3) قانون نافذ کرنے والے ادارے''قانون کی بالادستی'' کے لئے کوشش کرے:

☆''پولس'' کا رول انصاف والا ہو:

جمہوریت کی مضبوطی کے لئے ہے کہ''قانون نافذ کرنے والے ادارے''قانون کی

بالا دستی'' کے لئے کوشش کریں''۔ کچھ پولس والے بڑے اچھے ہیں۔مگرزیادہ تر بدنام ہیں، ''انٹلی جینس بیورو'' والے،''سی بی آئی'' والے کسی کے ساتھ ناانصافی نہ کریں۔ پکڑنے سے پہلے تحقیق کرلیں۔کسی کو ناحق پریشان نہ کریں۔دھرم کی بنیاد پرکسی کو نہ ستائیں۔ ہرایک کی ''ایف آئی آر'' لکھ لی جائے، ستایا نہ جائے۔ کمزوروں کا ساتھ دیا جائے۔کبھی کبھی پولس پکڑتی ہےاور''عدالت'' باعزت بری کردیتی ہے۔مگر ۲۰ سال کون لوٹائے گا؟پولس کا نام بھی ''بدنام'' ہوتا ہے۔(Minority) کے لئے بھی ہے کہ وہ بھی ''پولس'' میں بھرتی ہو۔آفیسرس بنیں۔قانون بنانے والے ادارے میں کام کریں۔اور''بھارت'' کی ترقی میں کوشش کریں۔افسوس کی بات ہے کہ کچھ پولس والوں کی وجہ سے بھارت کا نام بدنام ہوجاتا ہے۔

4) میڈیاانصاف سےکام لے:

جمہوریت کی مضبوطی کے لئے ہے کہ''میڈیاوالے انصاف سے کام کریں''۔مگرافسوس کچھ کوچھوڑکراب میڈیا''گودی میڈیا'' ہوگیاہے۔''دلال میڈیا'' ہوگیاہے۔''گودی میڈیا'' والے''دلال میڈیاوالے''سرکارکی ہر بات میں ہاں سے ہاں ملاتے رہتے ہیں۔کچھ میڈیاوالے توایسے ہیں کہ اگرمسلمان کی بات ہوتوخوب بڑھاچڑھاکر پیش کرتے ہیں، ''ہیروکوزیرو'' بنادیتے ہیں۔ماحول بناتے ہیں، نفرت پھیلاتے ہیں۔ اور بھارت کا نام دنیامیں بدنام کرتے ہیں۔جب عدالت باعزت بری کردیتی ہےتو اس سے معافی بھی نہیں مانگتے۔ آج گودی میڈیاتوخودہی پولس خودہی جج بن گئی ہے۔خودہی فیصلہ بھی سنادیتی ہے۔کچھ میڈیااپنی آزادی کا(Minority) کےخلاف غلط استعمال کررہی ہے۔عدالت نے کئی بار میڈیا کو پھٹکاربھی لگائی ہے۔ میڈیا کو چاہئے کہ حق دکھائے۔ انصاف دکھائے۔بڑھاچڑھاکرکسی چیزکوپیش نہ کرے۔ ٹی وی پر بیٹھ کر''ہندومسلم'' ڈیبیٹ نہ کرائے۔میڈیاسماج کا آئینہ ہے۔ بھارت کی ترقی کے لئے کوشش کی جائے۔اسلام کے خلاف مسلمانوں کے خلاف نبی ﷺ کے خلاف اورقرآن کے خلاف''زہر'' اگلنا چھوڑ

دے۔ پہلے تحقیق کرلے پھر بولے۔ اسلام کے بارے میں یا کسی بھی دھرم کے بارے میں بولنے سے پہلے اس کے ماہرین سے رابطہ کرلے۔

بھارت میں مسلمانوں کی چند مشہور یونیورسٹی

1) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (یوپی):

☆ (1155) ایکڑ میں یہ یونیورسٹی پھیلی ہوئی ہے۔ ہر سال ہزاروں لوگ باہر سے اس میں پڑھنے کے لئے بھارت آتے ہیں۔

☆ (1875) میں سرسید احمد خان نے "محمڈن اینگلواورینٹل کالج" کی داغ بیل ڈالی۔

☆ 1877ء میں اس سکول کو "کالج" کا درجہ دے دیا گیا جس کا افتتاح "لارڈ لٹن" نے کیا۔

☆ 1920ء میں اسے "علی گڑھ مسلم یونیورسٹی" کا نام دیا گیا۔

☆ مجاہد آزادی مولانا حسرت موہانی اور خان عبدالغفار خان یہی کے پڑھے ہوئے تھے۔

☆ بھارت کے سابق صدر ڈاکٹر ذاکر حسین اور سابق نائب صدر حامد انصاری اسی مسلم یونیورسٹی کے طالب علم رہے ہیں۔

☆ "ناسا" اور "ایسرؤ" میں کام کرنے والے زیادہ تر طالب علم اسی مسلم یونیورسٹی کے پڑھے ہوئے تھے۔

2) جامعہ ملیہ اسلامیہ (دہلی):

☆ (254)۔ ایکڑ میں پھیلی اس یونیورسٹی میں ہزاروں بچے پڑھتے ہیں۔

☆ (1920) میں "علی گڑھ" میں "جامعہ ملیہ اسلامیہ" کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کے بانیوں میں مولانا محمود الحسن دیوبندی، مولانا محمد علی جوہر، حکیم اجمل خان، ڈاکٹر مختار احمد انصاری،

مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر ذاکر حسین وغیرہ ہیں۔

☆ 1925ء میں جامعہ کو ''علی گڑھ'' سے ''قرول باغ، نئی دہلی'' منتقل کیا گیا۔

☆ 1 مارچ 1935ء کو ''اوکھلا۔ دہلی'' میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی گئی۔

☆ جامعہ ملیہ اسلامیہ کو ''مہاتما گاندھی'' اور ''رابندرناتھ ٹیگور'' کا بھرپور تعاون حاصل رہا۔ دونوں بزرگوں کا ماننا تھا کہ جامعہ ہزاروں طالبان جدید علوم کی تشنگی کا سامان فراہم کرے گا۔ پیاس بجھائے گا۔

☆ 1988ء میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کو بھارتی پارلیمنٹ نے جامعہ ملیہ اسلامیہ ایکٹ، (59/1988) کے تحت مرکزی یونیورسٹی کا درجہ دیا۔

☆ جامعہ ملیہ اسلامیہ بھارت ہی نہیں بلکہ ''ایشیا'' کی ٹاپ یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے۔

☆ (2020) میں بھارت سرکار ''جامعہ ملیہ اسلامیہ'' کو نمبرون یونیورسٹی کا ''ایوارڈ'' بھی دے چکی ہے۔

☆ ''خلافت آندولن'' کی روپ ریکھا اسی جامعہ ملیہ اسلامیہ میں تیار کی گئی۔

☆ (1922) میں انگریزوں نے جامعہ ملیہ اسلامیہ سے ڈرتے ہوئے سب اسٹوڈینس اور ٹیچرس کو ''جیل'' میں ڈال دیا تھا۔

☆ سبھاش چندر بوس کی ''آزد ہند سرکار'' میں ''گرہ منتری'' (ہوم منسٹر) رہے ''عبیداللہ سندھی'' جامعہ ملیہ اسلامیہ ہی کے استاد تھے۔

3) عثمانیہ یونیورسٹی (حیدرآباد):

☆ عثمانیہ یونیورسٹی (1600) ایکڑ میں پھیلی ہوئی ہے۔

☆ (1918) میں حیدرآباد کے نواب ''میر عثمان علی'' نے اس کی بنیاد ڈالی تھی۔

☆ یہ وہی میر عثمان علی ہیں جنہوں نے بھارت پاکستان جنگ کے موقع پر (5: ٹن سونا) بھارت کے خزانے میں دان کیا تھا۔

☆ عثمانیہ یونیورسٹی بھارت کی ساتویں اور جنوبی ہند کی تیسری قدیم ترین یونیورسٹی ہے اور ریاست حیدرآباد کی پہلی یونیورسٹی ہے۔
☆ عثمانیہ یونیورسٹی میں بہت سارے اسٹوڈینس باہر سے آئے ہوئے ہیں۔
☆ عثمانیہ یونیورسٹی کے پاس دنیا کا سب سے بڑا ''یونیورسٹی سسٹم'' موجود ہے۔

4) انٹگرل یونیورسٹی (لکھنو۔یوپی):

☆ انٹگرل یونیورسٹی (120) ایکڑ میں پھیلی ہوئی ہے۔
☆ (1993) میں ''مولانا علی میاں ندوی'' نے اس کی بنیاد رکھی تھی۔
☆ فارمیسی کے میدان میں اس کا بڑا نام ہے۔
☆ یہ بھارت کی ان یونیورسٹیوں میں سے ایک ہے جس کے پاس خود کا بڑا اسپتال بھی ہے۔
☆ بہترین میڈیکل یونیورسٹیوں کی لسٹ میں اس کا بھی نام ہے۔
☆ یہ یونیورسٹی (IBM) اور (Google) کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔
☆ انٹگرل یونیورسٹی ''دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ'' کے ذریعے چلائی جاتی ہے۔ یہ پرائیوٹ یونیورسٹی ہے۔
☆ یہاں سے پڑھے ہوئے بچے (IS) اور (IPS) بن کر ملک کی خدمت کر رہے ہیں۔

5) جوہر یونیورسٹی (رام پور۔یوپی):

☆ جوہر یونیورسٹی (3000) ایکڑ میں پھیلی ہوئی ہے۔
☆ یہ منظور شدہ بھارت کی ایک ''نجی یونیورسٹی'' ہے۔
☆ (2006) میں سماجوادی پارٹی کے رکن پارلیمینٹ ''اعظم خان'' نے اس کی بنیاد رکھی، اعظم خان اس کے ''چانسلر'' بھی ہیں۔
☆ 2006ء میں اس وقت کے ''یوپی'' کے وزیر اعلیٰ ''ملائم سنگھ یادو'' نے تمام سیاسی رساکشی

کے باوجود ''مولانا محمد علی جوہر یونیورسٹی'' کی سنگ بنیاد رکھی۔

☆ 8 سالہ محنت، جدوجہد اور سیاسی رکاوٹوں کے بعد سماجوادی پارٹی کے بانی ''ملائم سنگھ یادوٗ'' کے ہاتھوں 8 ستمبر 2012ء کو یونیورسٹی کا افتتاح کیا گیا۔

☆ حکومت اتر پردیش نے اسے 2012ء میں یونیورسٹی کا درجہ دیا۔

☆ قومی کمیشن برائے اقلیتی تعلیمی ادارے نے 28 مئی 2013ء کو اسے اقلیتی درجہ دیا۔

☆ جوہر یونیورسٹی مولانا محمد علی جوہر کے نام پر ہے۔

☆ جوہر یونیورسٹی کی بلڈنگیں دیکھنے کے لائق ہیں۔

☆ جوہر یونیورسٹی کے پاس خود کا کھیل کا گراؤنڈ بھی ہے۔

☆ جوہر یونیورسٹی کی مسجد میں بیک وقت (10) ہزار لوگ نماز پڑھ سکتے ہیں۔

بھارت میں مسلمانوں کی چند مشہور کمپنی

☆ (2020) کے رپوٹ کے حساب سے ان کمپنیوں میں لگ بھگ (10: لاکھ) لوگ کام کرتے ہیں۔

☆ (2020) کے رپوٹ کے حساب سے یہ کمپنیاں (5: کروڑ) لوگوں کو روزگار فراہم کرتی ہیں۔

☆ (2020) کے رپوٹ کے حساب سے ان سبھی کمپنیوں کی سالانہ کمائی (30: بلین) سے بھی زیادہ ہے۔

ا) وپرو (Wipro) آئی ٹی کمپنی:

☆ عظیم پریم جی کی کمپنی (Wipro) پہلے ''کوکنگ آئیل'' (تیل) بناتی تھی۔ مگر ☆ مگر آج 50 ممالک میں ''آئی ٹی'' کے شعبے کا ایک بہت بڑا نام ہے، جس کی سالانہ آمدنی

5.8ارب ڈالر ہے۔

☆ (2020) کے سروے کے حساب سے عظیم پریم جی (19) بلین ڈالر کے مالک ہیں۔

☆ عظیم پریم جی بھارت کے سب سے مالدار مسلمان ہیں۔ اپنے اربوں ڈالر فلاحی کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔

☆ (2020) کے سروے کے حساب سے عظیم پریم جی کی کمپنی ''وپرو'' (Wipro) ایشیا کی ''تیسری'' سب سے بڑی کمپنی ہے۔

☆ عظیم پریم جی سب سے زیادہ ''دان'' (خیرات) دینے والے بھارتی ہیں۔

☆ عظیم پریم جی کی کمپنی ''وپرو'' (Wipro) کے ذریعے بنایا ''کمپوٹر''، ہارڈویر، اور سافٹ ویر آج پوری دنیا میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

☆ (2020) کے سروے کے حساب سے عظیم پریم جی کی کمپنی ''وپرو'' (Wipro) دنیا کی (20) ویں سب سے زیادہ ''ٹریڈنگ'' (تجارتی) کمپنی ہے۔

2) سپلا (Cipla) دوا کی کمپنی:

☆ (1935) میں خواجہ یوسف حمید نے کی تھی۔

☆ خواجہ یوسف حمید کی کمپنی ''سپلا'' (Cipla)۔ ''انٹو، اٹرو، وائرل'' دوا بنانے والی دنیا کی سب سے بڑی کمپنی ہے۔

☆ (HIV) ''ایڈز'' کا علاج کھوجنے والی ''سپلا'' (Cipla) اکیلی بھارتی کمپنی ہے۔

☆ خواجہ یوسف حمید۔ ''استھما'' کا علاج کھوجنے والے دنیا کے پہلے آدمی ہیں۔

☆ (2020) کے سروے کے حساب سے خواجہ یوسف حمید ''2 پوائنٹ 7 بلین'' ڈالر سے بھی زیادہ کے مالک ہیں

☆ (2020) کے سروے کے حساب سے خواجہ یوسف حمید کی کمپنی ''سپلا'' (Cipla) دنیا کی (42) ویں سب سے زیادہ ''ٹریڈنگ'' (تجارتی) کمپنی ہے۔

☆ خواجہ یوسف حمید۔ بھارت کے تیسرے سب سے مالدار بھارتی ہیں۔

☆ ''سپلا''(Cipla) بھارت پاکستان جنگ کے دوران دیش کو مفت دوا دینے والی اکیلی کمپنی تھی۔

☆ بھارت سرکار نے ''سپلا''(Cipla) کے مالک ''خواجہ یوسف حمید'' کو میزائل مین سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام کے ہاتھوں ''پدم بھوشن ایوارڈ'' بھی دیا ہے۔

3) ہمالیہ (Himalaya) دوا کی کمپنی:

☆ (1930) میں ''محمد معراج منال'' کی تھی۔

☆ (2020) کے سروے کے حساب سے ''ہمالیہ''(Himalaya) ''آیورویدک'' دواؤں اور ''پروڈکٹ'' بنانے والی بھارت کی پہلی کمپنی ہے۔

☆ ''ہمالیہ''(Himalaya) کی دوائیں پوری دنیا میں استعمال کی جاتی ہیں۔

☆ ''ہمالیہ''(Himalaya) کی دوائیں اور پروڈکٹ ''امریکہ''، ایشیا اور یورپ کی ایک بڑی آبادی استعمال کرتی ہیں۔

☆ (2020) کے سروے کے حساب سے ''ہمالیہ''(Himalaya)۔(10) ہزار سے زیادہ لوگ اس میں کام کرتے ہیں۔

☆ ''ہمالیہ''(Himalaya)۔(20) لاکھ سے زیادہ لوگوں کو روزگار فراہم کرتی ہے۔

☆ ''ہمالیہ''(Himalaya) کی دواؤں کو (100) سے زیادہ ملکوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ ''ہمالیہ''(Himalaya) کمپنی کی شروعات ''بنگلور۔کرناٹک'' میں ہوئی تھی مگر دنیا کے ہر دیش میں اس کے سینٹر موجود ہیں۔

☆ ''ہمالیہ''(Himalaya) کمپنی کی دوا ''لی 52۔دوا''(Liv.52) دنیا میں سب سے زیادہ بکنے والی ''ہربل دوا'' ہے۔

4) ریوٹیپ(REOTAPE)سوزاورفوٹ ویئر(جوتے چپل کی) کمپنی:

☆ ''ریوٹیپ''(Reotape)کمپنی کے بانی ''کانپور''(یوپی)کے رہنے والے ''راشدمرزا'' ہیں۔

☆ (2020)کے سروے کے حساب سے''ریوٹیپ''(Reotape)بھارت کا سب سے زیادہ پسند کیا جانے والا ''پریمئر لائف اسٹائل'' برانڈ ہے۔اس کے بنائے ہوئے ''پروڈکٹ'' دنیا بھر میں پسند کئے جاتے ہیں۔

☆ (2020)کے سروے کے حساب سے''ریوٹیپ''(Reotape)''لیدر'' اسپوٹ کرنے والی بھارت کی سب سے''بڑی'' کمپنی ہے۔

☆ (2020)کے سروے کے حساب سے''ریوٹیپ''(Reotape)''فوٹ ویئر''(جوتے اورچپل) سے بزنس شروع کرنے والی کمپنی میں آج (10)ہزار سے زیادہ لوگ کام کرتے ہیں۔

☆ (2020)کے سروے کے حساب سے''ریوٹیپ''(Reotape)''فوٹ ویئر''(جوتے اورچپل)لاکھوں لوگوں کوروزگارفراہم کرتی ہے۔

☆ (2020)کے سروے کے حساب سے''ریوٹیپ''(Reotape)''فوٹ ویئر'' (جوتے اورچپل)اٹلی اورانگلینڈ میں سب سے استعمال کیا جانے والا''برانڈ'' ہے۔

☆ (2020)کے سروے کے حساب سے''ریوٹیپ''(Reotape)''فوٹ ویئر'' کوبہت سے ملک''بزنس ایوارڈ'' دے چکے ہیں۔

☆ (2020)کے سروے کے حساب سے''ریوٹیپ''(Reotape)''امریکن کارپریٹ ایوارڈ'' پانے والی بھارت کی پہلی کمپنی ہے۔

5) ہمدرد(Hamdard):

☆ ''ہمدرد''(Hamdard) کی بنیاد''حکیم حافظ عبدالمجید'' نے (1906ء)میں''دہلی''

میں رکھی تھی۔ ''پیلی بھیت'' (یو پی) میں ان کا جنم ہوا تھا۔

☆ یہ اسی سال کا ذکر ہے جس سال جدوجہد آزادی کی تحریک کو ہوا دینے کیلئے برصغیر میں سیاسی جماعت ''آل انڈیا مسلم لیگ'' وجود میں آئی۔

☆ یہ اسی سال کا ذکر ہے جب (1906ء) میں ''آرہ۔ بہار'' میں ''جمعیت اہل حدیث'' کی بنیاد رکھی گئی۔

☆ (2020) کے سروے کے حساب سے ''ہمدرد'' (Hamdard) ''یونانی'' اور ''آرویدک'' دوا بنانے والی بھارت کی بڑی کمپنیوں میں سے ایک ہے۔

☆ ''ہمدرد'' (Hamdard) کے ذریعے بنایا گیا ''روح افزا'' شربت پوری دنیا میں استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ ''ہمدرد'' (Hamdard) کا آغاز ایک چھوٹے سے کلینک سے ہوا جہاں ''ہربل'' (جڑی بوٹیوں) کا دواخانہ تھا جہاں جڑی بوٹیوں سے بنائی گئی ادویات سے علاج کیا جاتا تھا۔

☆ روایتی دواخانہ کے ادارے کے طور پر ''ہمدرد'' (Hamdard) نے اپنی توجہ اور تحقیق کا مرکز قدرتی اور جڑی بوٹیوں سے علاج کو رکھا۔

☆ حکیم عبدالمجید نے جب دہلی میں اس کاروبار کا آغاز کیا تو ابتداء میں ہی ترقی نے قدم چومے اور جلد ہی 1922ء میں انہیں ایک بڑی عمارت میں منتقل ہونا پڑا۔ بدقسمتی سے وہ اپنی کامیابیوں کے ثمرات نہ دیکھ سکے اور اسی سال ہی ان کی وفات ہوگئی۔ وفات کے وقت ان کی عمر محض 39 برس تھی۔

☆ حکیم عبدالمجید کی بیوی ''رابعہ'' نے نہ صرف اس وقت میں کاروبار کو سنبھالا بلکہ اپنے دونوں بیٹوں ''عبدالحمید'' جو اس وقت 14 برس کے تھے اور ''سعید'' جو اس وقت صرف 2 برس کے تھے کی تربیت بھی اچھے طریقے سے کی۔ جب تک کہ دونوں بڑے نہ ہو گئے اور کاروبار کو سمجھنے نہ لگے۔

☆ عبدالحمید نے 1930ء میں کاروبار میں ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ اگرچہ چھوٹے بھائی جنہیں دنیا ''حکیم محمد سعید'' کے نام سے جانتی ہے 1940ء تک خاندانی کاروبار سے منسلک نہ ہوئے۔ جب دونوں بیٹوں نے اس کمپنی میں اپنی ذمہ داریاں اچھے طریقے سے نبھانی شروع کر دیں تو ''رابعہ'' نے کاروبار دونوں بیٹوں کو سونپ دیا۔ انہیں یقین تھا کہ ''ہمدرد لیبارٹریز'' کا مستقبل محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

☆ (2020) کے سروے کے حساب سے پورے بھارت میں ''ہمدرد''(Hamdard) کے (5) لاکھ سے بھی زیادہ ''شاخیں'' موجود ہیں۔

☆ ''ہمدرد''(Hamdard) پہلی بھارتی ''فرما'' کمپنی ہے۔

☆ بھارت کے پہلے وزیراعظم ''پنڈت جواہر لال نہرو'' اور ''لال بہادر شاستری'' ''ہمدرد'' (Hamdard) کا حصہ رہ چکے ہیں۔

☆ ''ہمدرد''(Hamdard) کو بھارت کا ''پدم شری'' اور ''پدم بھوشن ایوارڈ'' سرکار کی طرف سے مل چکا ہے۔

ہندوستان میں ہم مسلمان کیسے رہیں؟

☆ آزمائش میں ''صبر'' اور ''تقویٰ'' کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگیں:

میرے بھائیو! اسلام شانتی کا مذہب ہے۔ اسلام میں ایک جان کی بڑی اہمیت ہے۔ جو آیت میں نے پڑھی ہے اس کا ترجمہ آپ کے سامنے کردوں۔ ایسے دور میں صبر اور تقویٰ کے ذریعے اللہ کی مدد حاصل کریں۔ (سورہ آل عمران: سورہ نمبر: 3، آیت نمبر: 186) ﴿لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَالِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ ''بیشک تمہارے مالوں اور جانوں سے تمہاری آزمائش کی جائے

گی اور یہ بھی یقین ہے کہ تمہیں ان لوگوں کی جوتم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور مشرکوں کو بہت سی دکھ دینے والی باتیں بھی سننی پڑیں گی اور اگر تم صبر کرلو اور پرہیزگاری اختیار کرو بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔''

☆ قرآن وحدیث کو لازم پکڑیں۔مسلک کی وجہ سے مذہب کو بدنام نہ کریں۔

☆ قرآن وحدیث پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے پوری دنیا میں ہماری رسوائی ہے۔

☆ قرآن وحدیث پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے پوری دنیا میں ہم ذلیل وخوار ہیں۔

محترم قارئین! جب بھی ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو ہمیں کیا کرنی چاہیۓ؟

(صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین: کتاب نمبر: 6،باب نمبر: 47،بَابُ فَضْلِ مَنْ يَقُومُ بِالْقُرْآنِ، وَيُعَلِّمُهُ، وَفَضْلِ مَنْ تَعَلَّمَ حِكْمَةً مِنْ فِقْهٍ، أَوْ غَيْرِهِ فَعَمِلَ بِهَا وَعَلَّمَهَا،حدیث نمبر: 817) (صحیح) عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ،قَالَ عُمَرُ: أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: "إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا، وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ"، عامر بن واثلہ سے روایت ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنو! تمہارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ اس کتاب کے سبب سے کچھ لوگوں کو بلند کرے گا اور کچھ لوگوں کو گرا دے گا۔''

☆ علامہ اقبال نے کیا ہی خوب کہا تھا:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

☆ فتنوں کے دور میں نبی ﷺ کی سنت کو لازم پکڑیں:

ہر درد کی دوا قرآن وحدیث ہے۔ہر پریشانی کا حل قرآن وحدیث میں ہے۔

(سنن أبي داؤد: کتاب السنة: کتاب نمبر: 39،باب نمبر: 5، بَابٌ فِي لُزُومِ السُّنَّةِ،حدیث نمبر: 4607)(صحیح) عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً

بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ كَأَنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ".

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ایک دن ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں دل موہ لینے والی نصیحت کی جس سے آنکھیں اشک بار ہوگئیں، اور دل کانپ گئے، پھر ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ تو کسی رخصت کرنے والے کی سی نصیحت ہے، تو آپ ہمیں کیا وصیت فرما رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں اللہ سے ڈرنے، امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ جو میرے بعد تم میں سے زندہ رہے گا عنقریب وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، تو تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کار کو لازم پکڑنا، تم اس سے چمٹ جانا، اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا، اور دین میں نکالی گئی نئی باتوں سے بچتے رہنا، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

☆ اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کریں:

آج کل ہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ یہ عادت اچھی نہیں ساری دشمنی کو چھوڑ کر ایک ساتھ مل کر اتحاد کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

☆کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

مجھے اپنوں نے لوٹا غیروں میں کہاں دم تھا
میری کشتی وہیں ڈوبی جہاں پانی کم تھا

☆ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

جو درد ملا اپنوں سے ملا غیروں سے شکایت کون کرے
جو زخم دیا پھولوں نے دیا کانٹوں سے شکایت کون کرے

(سورہ آل عمران:سورہ نمبر: 3، آیت نمبر: 103) ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی، تو تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچا لیا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ۔''

☆ ذمہ دار لوگ بات کریں:

''مسلم پرسنل لاء'' ہمارا بورڈ ہے۔ وہ بات کرے۔ آج کل میڈیا والے ''رائی کو پہاڑ'' اور ''ذرے کو آفتاب'' بنا دیتے ہیں۔ ''ہیرو کو زیرو'' اور ''زیرو کو ہیرو'' بنا دیتے ہیں۔ ہم مسلمانوں میں سے ہر ایک پیدائشی ''مفتی'' بنا ہوا ہے۔ ''شیخ گوگل'' اور ''شیخ یاہو'' ہے۔ اس لئے فتنے کے دور میں ہر ایک بات نہ کرے ذمہ دار ہی بات کریں۔

(سورہ نساء:سورہ نمبر: 4، آیت نمبر: 83) ﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ ''اور جب ان کے پاس امن وخوف (شانتی اور ڈر) کی کوئی خبر پہنچتی ہے، تو یہ لوگ اسے پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ لوگ اس (خبر) کو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ذمہ داروں کے حوالہ کر دیتے، تو ان میں سے تحقیق کرنے والے (ریسرچ اور کھوج کرنے

والے) لوگ اس خبر کی حقیقت کو معلوم کر لیتے (اس خبر کی تہہ تک پہنچ جاتے)۔ اور (اے مسلمانو!) اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تھوڑے لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب لوگ شیطان کے پیچھے لگ گئے ہوتے۔''

(أَذَاعُوا بِه) سے (مِذْيَاع) ہے۔ معنی ہے ''ریڈیو''، سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا۔

☆ نام کے نہیں کام کے مسلمان بنیں۔ ''نلہ'' اور۔ ''ہلا والے'' مسلمان نہیں بلکہ ''اللہ والے'' مسلمان بنیں:

☆ دعوت و تبلیغ کا کام کریں:

بھارت میں اب بڑا اچھا موقع ہاتھ لگا ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

☆ اسکولس، کالجز اور مدرسوں کا جال بچھا دیں:

شادی خانے کھولنے سے کام نہیں بنے گا۔ چائے کی دکان کھولنے سے کام نہیں چلے گا۔

☆ اپنے بچوں کو ''اعلیٰ تعلیم'' دلائیں:

پولس میں بھرتی کرائیں۔ آفیسرس بنائیں، قانون بنانے والے ادارے میں بھیجیں۔ جج بنائیں، وکیل بنائیں۔

☆ رونا دھونا بند کریں، ہمت سے کام لیں، ''سکھ بھائی'' ہم سے کم ہیں مگر پولس میں وہ زیادہ ہیں، قانون بنانے والے ادارے میں زیادہ ہیں۔ ''آئی ایس، آئی پی ایس'' میں اپنے بچوں کو بھیجیں۔

خاتمہ

محترم قارئین ! اخیر میں آپ لوگوں سے گزارش ہے کہ کچھ کتابیں جنگ آزادی میں مسلمانوں کی قربانیوں کے بارے میں ضرور اپنے پاس رکھیں اور پڑھیں اور لوگوں کو بتا ئیں۔جیسے:(1)(کالا پانی۔مولانا جعفر تھانیسری)۔(2)(تذکرہ صادقہ۔مولانا عبدالرحیم صادقپوری)۔(3)(تاریخ تحریک آزادی ہند۔ڈاکٹر تارا چند)۔(4)(غلام رسول مہر کی کتابیں:''سرگزشت مجاہدین۔جماعت مجاہدین۔سیرت سید احمد شہید'')۔(5)(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک۔مولانا مسعود عالم ندوی)۔(6)(تحریک شیخ الہند)۔(7)(اہل حدیث اور سیاست۔مولانا نذیر احمد رحمانی)۔(8)(ہندوستان میں وہابی تحریک۔ڈاکٹر قیام الدین)۔(9)(تحریک خلافت۔قاضی عدیل عباسی)۔(10)(۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ۔خلیق احمد نظامی)۔(11)(آزاد دائرۃ المعارف۔وی کی پیڈیا)۔

☆میں اپنی بات کوختم کرتا ہوں ایک آیت سے۔(سورہ آل عمران: سورہ نمبر: 3 آیت نمبر: 139)﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾
''تم سستی نہ کرو اور غمگین نہ ہو،تم ہی غالب رہوگے،اگر تم ایمان والے ہو۔''

☆اخیر میں اللہ سے دعا ہے اللہ! ہمارا خاتمہ ایمان پر کر۔(آمین)۔ہمارے ملک کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھ۔ہمارے ملک کو ترقی دے۔ہمارے ملک کو امن وشانتی کا گہوارہ بنادے۔(آمین)۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

مرتب: ثناءاللہ بن شبیر احمد مدنی ایک نظر میں

نام ونسب:

ثناءاللہ بن شبیر احمد بن محمد ایوب (رحمہ اللہ) بن محمد اقبال (رحمہ اللہ) بن علی بخش (رحمہ اللہ) شیخ۔

پیدائش کب اور کہاں؟

بھارت میں صوبہ ''بہار'' کے ضلع ''دربھنگہ'' کے معروف ومشہور گاؤں ''دیورا بندھولی'' میں 1977ء میں ہوئی۔

تعلیمی لیاقت:

1) 1987ء میں ابتدائی اور حفظ کی تعلیم ''مکتب قدوسیہ، مغربی محلہ، دیورا بندھولی'' میں، حافظ عبدالقدوس رحمہ اللہ سے حاصل کی۔
2) 1989ء میں جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں ناسک مہاراشٹرا انڈیا سے ''حفظ قرآن'' مکمل کیا۔
3) 1994ء میں جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں ناسک مہاراشٹرا انڈیا سے ''عالمیت'' مکمل کیا۔
4) 1996ء میں جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں ناسک مہاراشٹرا انڈیا سے ''فضیلت'' مکمل کیا۔
5) 2002ء میں ''جامعہ اسلامیہ مدینہ منورۃ'' سے ''کلیۃ الحدیث'' سے فراغت حاصل کی۔

عام خدمات:

1) ''آسان قرآن'' (2020ء)۔ قرآن کا آسان ترجمہ ہے۔
2) (Peace Tv Urdu) کے لئے پروگرامس (300= Episodes): (الحمد للہ)۔ (1) خلاصۂ قرآن۔ (2) فضائل اعمال۔ (3) اسلام کے بنیادی ارکان۔ (4) ایمان کے بنیادی ارکان۔ (5) حقوق العباد۔ (6) کامیاب زندگی۔ (7) قیامت کی نشانیاں۔ (8) جہنم کے ہولناک مناظر۔ (9) جنت کے حسین مناظر۔ (10) بکھرتا سماج۔
3) (I Plus Tv) کے لئے پروگرامس (300= Episodes): (الحمد للہ)۔ درس قرآن

(250 نشستیں)۔ پورا قرآن ویڈیو کی شکل میں موجود ہے۔ ’’آئی پلس ٹی وی‘‘ کو اللہ نے یہ موقع دیا کہ سب سے پہلے اس نے پورے انڈیا میں اردو داں طبقہ کے لئے پورے قرآن کو ویڈیو کی شکل میں پیش کیا۔

4) (Dar-ul-Huda)(یوٹیوب چینل) کے لئے پروگرامس (400= Episodes): (الحمدللہ)۔

5) (AT-TIBYAAN)(یوٹیوب چینل) کے لئے پروگرامس (200= Episodes): (الحمدللہ)

6) (albirr)(یوٹیوب چینل) کے لئے پروگرامس (600= Episodes): (الحمد للہ)۔ ’’آسان درس قرآن‘‘ کے نام سے (5 سے 10 منٹ میں) (572) نشستوں میں پیش کیا ہے۔ جب کہ ٹوٹل رکوع (557) ہیں۔

7) شکیل بن حنیف کا فتنہ
8) ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کی قربانیاں
9) خلفائے راشدین ’’21 تقریریں‘‘
10) بارہ مہینوں کے خطبات ’’60 تقریریں‘‘
11) ’’خطبات ثنائی‘‘ ’’50 تقریریں‘‘
12) ’’منبر و محراب‘‘ ’’50 تقریریں‘‘
13) ’’ننہا داعی‘‘ 50 ’’تقریریں‘‘
14) شادی بیاہ کے غلط رسم و راوج۔
15) (100 عربی) تقریروں کا مجموعہ۔ ’’بستان الخطیب‘‘۔
16) (104۔اردو) تقریروں کا مجموعہ۔ ’’ننھے خطیب‘‘۔
17) آسان درس حدیث (360) حدیثوں کا مجموعہ۔
18) آسان سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
19) آسان درس قرآن۔
20) مسلم لڑکیاں غیروں کے ساتھ۔ ذمہ دار کون؟

☆ رابطہ نمبر: 9320207395

☆ واٹس ایپ نمبر: 9320207395

☆ ای میل: shaikhsana1977@gmail.com

❀❀❀

ہماری مطبوعات

وقف لله تعالى لا يجوز بيعه

یہ کتاب اللہ کیلئے وقف ہے اسکا بیچنا جائز نہیں ہے

مرکز دار الہدی، اڈپی، ہند

DAR-UL-HUDA CHARITABLE TRUST®

#1, First Floor, Himalay Pearl,
Udupi - Manipal Road, Kadiyali, Udupi,
Karnataka - India, Pin: 576102

DAR-UL-HUDA UDUPI

Cell: +91 7337814400 - +91 9945565905
WhatsApp: +966 507472706
Email: dar_ul_hudaudupi@yahoo.com
Web: www.darulhudaudupi.org

@ DAR-UL-HUDA, UDUPI